

اللَّهُمَّ عَلِّمْ مَعَاوِيَةَ الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ

اے اللہ امیر معاویہؓ کو (تجارت و حساب میں) سکھادے  
قرآن مجید اور حساب کا علم عطا فرما۔

# یاد نامہ تعارف اور



مصنف

مفت اسلام شیخ الحدیث علامہ محمد علی نقشبندی  
بانی جامعہ رسولیہ شیرازیہ لاہور

مرکز الاوقاف و المساجد لاہور  
0321-4298570

مکتبہ برون القرآن

ناشر







وَيَدَارُ مُصْطَفَى ﷺ

اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى  
سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ  
الْأَمِيِّ الْحَبِيبِ الْعَالِي الْقَدْرِ  
الْعَظِيمِ الْجَاهِلِ وَعَلَى آلِهِ  
وَحَبْلِهِ وَسَلِّمْ

بزرگوں نے فرمایا کہ جو شخص ہر شب جمعہ (جمعہ اور جمعرات  
کی درمیانی رات) اس درود شریف کو پابندی سے کم از کم  
ایک مرتبہ پڑھے گا، موت کے وقت سرکارِ مدینہ ﷺ کی  
زیارت کرے گا اور قبر میں داخل ہوتے وقت بھی یہاں تک  
کہ وہ دیکھے گا کہ سرکارِ مدینہ ﷺ اسے قبر میں اپنے رحمت  
بھرے ہاتھوں سے اتار رہے ہیں۔ (افضل الصلوٰۃ علی سید السادات)

اللَّهُمَّ عَلِّمْ مَعَاوِيَةَ الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ  
(تلمذ کتاب و حساب)

اے اللہ امیر معاویہؓ کو  
قرآن مجید اور حساب کا علم عطا فرما۔

تعارف  
سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ

مصنف

محقق اسلام شیخ الحدیث علامہ محمد علی نقشبندی  
بانی جامعہ رسولیہ شیعرازیہ لاہور



مکتابہ نور القرآن  
0321-4298570

مکتبہ قادریہ

0321-7226193, 0321-7226193

## فہرست مضامین

11	سبب تالیف	•
15	فصل اول	•
15	شیعہ سنی کتب سے ”صحابی“ کی تعریف	•
17	فصل دوم	•
17	شیعہ سنی کتب سے صحابی کا مقام و مرتبہ اور اس کی تحقیص کرنے والے کا انجام و سزا	•
22	سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے جلیل القدر صحابی ہونے کا ثبوت	•
28	فصل سوم	•
28	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی آیات قرآنی سے شان اور شیعہ سنی تفاسیر سے آپ کے مقام و مرتبہ کا بیان	•
46	فصل چہارم	•
46	احادیث نبوی سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقام و مرتبہ اور شیعہ سنی کتب سے آپ کے جنتی ہونے کا بیان	•
50	ان چاروں روایات سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے	•
54	فرمان رسول اللہ ﷺ! میری امت میں سب سے حلیم تر معاویہ رضی اللہ عنہ ہے	•
54	فرمان رسول اللہ ﷺ: معاویہ میرا عمر راز ہے	•

## جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب: تعارف سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
مصنف: محقق اسلام علامہ محمد علی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ  
طبع دوم: صفر المظفر 1435ھ بمطابق دسمبر 2013  
صفحہ 168  
باہتمام: محمد نعمان رضا

ملنے کے پتے:  
دائر النور:  
مکتبہ غوثیہ:  
اسلامک بک کارپوریشن  
مکتبہ فیضان مدینہ

در بار مارکیٹ لاہور۔  
پرائیویٹ منڈی کراچی۔  
کمپنی چوک راولپنڈی۔  
مدینہ ٹاؤن سردار آباد (فیصل آباد)

## Find us in UK

UK Branch: Jamia Rasoolia Islamic Center  
250 Upper Chorlton Road old Trafford Manchester M160BL  
Mob: 077868834



56	فرمان رسول اللہ ﷺ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ امین کتاب خداوندی ہے اور وہ بہتر امین ہے
57	فرمان رسول اللہ ﷺ: معاویہ رضی اللہ عنہ اور اس کے رسول کا محبوب ہے
60	فرمان رسول اللہ ﷺ: اے معاویہ رضی اللہ عنہ اگر تجھے ماکم بنایا گیا تو عدل کرنا
62	اعتراف
62	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت حق سے جدا تھی
64	دعا رسول اللہ ﷺ! اے اللہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو علم کتاب اور حکومت عطا فرما
66	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی سچی پیش گوئی کی وجہ سے جنتی ہیں
76	فصل پنجم
76	جنگ صفین کے شرکاء اور مقتولین کے بارے میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا فرمان کہ وہ جنتی ہیں (شیعوں کی کتب سے اثبات)
83	جنگ صفین کے شرکاء کے بارے میں اہلسنت و جماعت کا مسلک
87	جنگ جمل کے مقتولین کے متعلق حضرت علی اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما کا اظہار خیال از کتب شیعوں
90	مروج الذهب، قرب الاسناد اور روضۃ الصفاء سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے
95	فصل ششم
95	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعن طعن کرنے والے سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ناراضگی
97	امیر معاویہ اور آپ کے رفقاء میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک ایمان کے پورے شرائط پائے جاتے تھے

99	مذکورہ حوالہ جات سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے
102	فصل ہفتم
102	حسین کریمین کا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنا اور تادم آخر اس پر قائم رہنا
104	صلح میں امام حسن رضی اللہ عنہ کی شرط کہ معاویہ رضی اللہ عنہ غلاماء راشدین پر عمل کریں گے
106	حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کو دنیا و مافیہا سے افضل جانا
108	امام حسن رضی اللہ عنہ نے جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اس کو صحابہ کرام صحیح سمجھتے اور اس کی مخالفت سے منع فرماتے تھے
109	امام حسن رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے برا بیگنہ کرنے کے باوجود امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کو نہیں توڑا
112	ایک بے بنیاد الزام کی تردید
112	امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی ہے لہذا ہم اس کو کسی حالت میں نہیں توڑیں گے
114	امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے مانسنے والوں پر میری اتباع لازم ہے لہذا وہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مخالفت نہ کریں
116	امام حسین رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مخالفت کا کبھی ارادہ نہیں کیا
118	امام حسین رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ کے مخالفت اور امت میں تفرقہ ڈالنے والے ہیں

121	مذکورہ چار دلائل سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے
125	فصل ہشتم
125	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی علی المرتضیٰ اور حسین کریمین سے حسن عقیدت
125	امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خندانہ سے امام حسن رضی اللہ عنہ قرض بھی ادا کرتے اور گھر کا خرچہ بھی اس سے کرتے تھے
127	امیر معاویہ حضرت علی کے فضائل منا کرتے اور پھر رویا کرتے
140	فصل نہم
140	امیر معاویہ اور ان کے فائدان کی نبی علیہ السلام اور بنی ہاشم سے نبی تعلقات
140	رشتہ اول: امیر معاویہ اور ان کے فائدان کی نبی علیہ السلام اور بنی ہاشم سے نبی تعلقات
141	رشتہ دوم: امیر معاویہ حضور ﷺ کے سگے سالہ لگتے ہیں
142	رشتہ سوم: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ہمیشہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی کے بیٹے کی بیوی تھی
144	رشتہ چہارم: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے ہم زلف تھے۔
145	رشتہ پنجم: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حقیقی بھانجی امام حسین رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں
147	رشتہ ششم: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بھتیجے کا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی پوتی سے عقد ہوا
148	رشتہ ہفتم: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بھتیجے کا حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی پوتی سے عقد ہوا

148	رشتہ ہشتم: نقیرہ بنت زید بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا عقد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بھتیجے سے ہوا
152	فصل دہم
152	اکابرین امت میں سے دو کا خواب کہ جن میں انہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو رسول کریم ﷺ اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا دوست اور ناجی دیکھا
152	خواب اول
152	حضرت عمر بن عبد العزیز کا خواب، کتاب الروح
154	خواب دوم: از غوث وقت قبلہ عالم ہندی و مرشدی سید محمد باقر علی شاہ صاحب (سجاد و نشین آستانہ عالیہ حضرت کیلیا نوالہ شریف ضلع کوہاڑا نوالہ)
159	شیخ طریقت آقائی و مولائی قدس سرہ کے رویا صادق کی بنا پر دو عدد روحانی، نورانی اور وجدانی جملے
163	وصیت نامہ



## سبب تالیف

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

لما بعد اقام الحروف قبل ازیں حضرت امیر معاویہ کے فضائل و مناقب اور آپ کی ذات پر کیے گئے جملہ اعتراضات و شبہات کے دندان شکن جوابات پر مشتمل دو عدد ضخیم مجلدات بنام ”دشمنان امیر معاویہ کا علمی محاسبہ“ لکھ چکا ہے۔ جو چھپ کر بازار میں آگئی ہے۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے۔ اس کتاب کو از اول تا آخر پڑھنے والا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات پر کیے گئے تمام اعتراضات و شبہات کا تفصیلی اور تحقیقی جواب پا کر مطمئن ہو جاتا ہے اس موضوع پر آج تک اس قدر تفصیل و تحقیق کے ساتھ شاید ہی کوئی کتاب تصنیف ہوئی ہو۔

اس کام سے فراغت کے بعد جب اس ناچیز کی ملاقات حضور قبلہ عالم آقائی و مولائی حضرت کیلیا نوالہ شریف سے مولانا شیخ بشیر احمد صاحب چترامندی کے مکان پر ہوئی۔ تو جناب والا نے ارشاد فرمایا۔ مولوی صاحب! حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ایسے کاتب وحی اور امین الرسول ﷺ کی شان میں گستاخیاں و بے باکیاں دن بدن بڑھتی جا رہی ہیں اور بے ادب و گستاخ پہلے سے زیادہ ہوتے جا رہے ہیں۔ لہذا ان احادیث میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ایک ایسا مختصر رسالہ لکھا جانا ضروری ہے۔ جس میں سوال و جواب کی طویل و تفصیلی اسکاٹ کی بجائے مختصر طریقہ سے قرآن کریم، احادیث مبارکہ اور اقوال ائمہ اہل بیت سے جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقام و مرتبہ

بیان کر دیا جائے، تاکہ مختصر وقت میں اور عام فہم انداز ہوتے ہوئے ہر شخص اس سے مستفید و مستفیض ہو سکے۔ اور ہر سطح کے شخص کو ان کی عظمت شان اور مقام و مرتبہ معلوم ہو جائے۔

آپ کا یہ ارشاد گرامی سن کر میں نے دل میں سوچا کہ ذمہ داریاں اور بھی بہت ہیں۔ دارالعلوم کی نظامت و اہتمام بھی فقیر کے سپرد ہے۔ اور علاوہ ان میں مولانا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی مفصل شرح پر بھی کام جاری ہے۔ ان حالات میں شاید میں یہ کام سرانجام نہ دے سکوں۔ یا شروع کروں لیکن پایہ تکمیل تک پہنچنے میں بہت دیر ہو جائے۔ اور یہ بھی خیال تھا کہ جب اسی موضوع پر اس سے پہلے تفصیلی و تحقیقی کام کر چکا ہوں جس کے بعد ایسے مختصر رسالہ کی کوئی ضرورت نہیں رہ جاتی۔ لہذا میں نے قبلہ آقائی کے ارشاد کے جواب میں خاموش رہنا بہتر سمجھا اور چپ سا دھ گیا۔ میری خاموشی اور میرا خیال اپنی جگہ لیکن اس کے بعد قبلہ آقائی و ولایتی نے ان الفاظ سے مجھے مخاطب فرمایا:

”مولوی صاحب میرے دل نوں سوڑ پئے گئی ہے۔ لہذا اس دا لکھنا

ضروری ہے۔“

اور ساتھ ہی فرمانے لگے کہ میرے یعقوب شاہ صاحب آفت پھالیہ رحمۃ اللہ علیہ نے عرس شریف کے موقعہ پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شان اقدس بیان کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ حضور ﷺ کو جب کبھی مالی مشکلات کا سامنا ہوتا تو فوراً عثمان غنی کو یاد فرماتے اور فرماتے بلاؤ عثمان کہاں ہے؟ بس یہی معاملہ میرا ہے کہ مجھے جب بھی کوئی دینی مذہبی اور تحقیقی کام کی ضرورت پڑے، تو میں اپنے متعلقین و معتقدین سے کہتا ہوں کہ بلاؤ مولوی محمد علی کہاں ہیں؟ بہر حال آپ نے جب یہ حکم ارشاد فرمایا اور

اس انداز سے فرمایا کہ کوئی راستہ انکار کا باقی نہ سو جھا صرف ایک بہانہ سامنے رکھا کہ حضور میرے گھٹنوں میں تکلیف دہتی ہے۔ جس سے اٹھنے بیٹھنے میں وقت محسوس ہوتی ہے۔ اگر اس کا کوئی حل ہو جائے تو میرے لیے آپ کے ارشاد کی تکمیل آسان ہو جائے گی۔ آپ نے فرمایا: تمہارے گھٹنے انشاء اللہ بالکل ٹھیک ہو جائیں گے۔ میں دوائی دیتا ہوں۔ لیکن میری دلی خواہش پوری کرو گے تب، کیونکہ میں روحانی طور پر بہت بے چین ہوں۔

نہجۃ اللہ۔ میں قبلہ آقائی و مولائی قدس سرہ العزیز کے قربان کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی محبت کس وافر مقدار میں عطا فرمائی اور آپ پر اٹھنے والے اعتراضات اور بے ادبیوں سے کس قدر پریشان ہوئے ہیں۔ یہ سعادت جسے اللہ تعالیٰ عطا فرماتے۔ اس دور میں بڑے بڑے سجادہ نشین اور علماء بھی اس سے خالی ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ بھٹک گئے اور بہک گئے۔ میں نے بارہا تجربہ کیا کہ قبلہ حضرت صاحب جب کسی کام کا حکم دیتے ہیں تو اس میں لچک نہیں ہوتی۔ اور اس کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کا مصمم ارادہ کر لیتے ہیں۔ اس کی وجہ جو مجھے سمجھ آئی۔ وہ یہ ہے کہ آپ از خود ایسا نہیں کرتے بلکہ یہ الہامی احکام ہوتے ہیں۔ اس لیے اس ارشاد کو بھی الہامی حکم سمجھتے ہوئے تیار ہو گیا۔ ساتھ ہی حضور نے فرما دیا یہ مولوی صاحب! یہ رسالہ بھی لکھیں اور مؤطا امام محمد کی شرح بھی لکھنا نہ چھوڑیں۔ انشاء اللہ دونوں کام ساتھ ساتھ ہوتے چلے جائیں گے۔ خدا شاہد ہے کہ دس دنوں کے قلیل عرصہ میں رسالہ جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس کا مسودہ تیار ہو گیا۔ اور آپ کے ارشاد کے مطابق مؤطا امام محمد کی شرح بھی ساتھ ساتھ لکھی جاتی رہی۔ قبلہ آقائی حضرت صاحب کی یہ زندہ کرامتوں میں سے ایک کرامت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ ایسی بزرگ ہستیوں کا ہم پر تادیر سایہ قائم



رکھے۔ اور ان کے فیوض و برکات سے ہمیں مستفید و مستفیض فرماتا رہے۔ آمین  
رسالہ مذکورہ دس فصول پر مرتب کیا گیا ہے۔

فصل اول: شیعہ سنی کتب سے ”صحابی“ کی تعریف۔

فصل دوم: فریقین کی کتب سے مقام صحابیت اور تحقیص کرنے کا انجام

فصل سوم: قرآنی آیات اور ان کی شیعہ تفسیر سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان

فصل چہارم: احادیث نبویہ اور فریقین کی کتب سے آپ کا جنتی ہونا۔

فصل پنجم: جنگ صفین کے مقتولین کے بارے میں علی المرتضیٰ کا فرمان کہ وہ سب

جنتی ہیں۔ کتب شیعہ سے ثبوت

فصل ششم: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعن طعن کرنے والے پر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ناراضگی

فصل ہفتم: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے پر حسنین کا تاحیات قیام

فصل ہشتم: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے عقیدت

فصل نہم: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خاندان نبوت اور بنی ہاشم سے نسبی تعلقات

فصل دہم: اکابر سن امت کا خواب میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ناجی اور جنتی دیکھنا۔

حرف آخر

## فصل اول

### شیعہ سنی کتب سے ”صحابی“ کی تعریف

#### الاصابة في تميز الصحابة

واصح ما وقفت عليه من ذلك ان الصحابي من لقي

النبي مؤمنا به ومات على الاسلام فيدخل فيمن

لقيه من طالت مجالسته له او قصرت و من روى

عنه او لم يرو و من غرامعه او لم يغزو و من راه

رؤية ولو لم يجالس و من لم يره لعارض كالعمى

(الاصابة في تميز الصحابة جلد اول فصل اول فی تعریف الصحابی مطبوعہ بیروت ۷ مقدمۃ الكتاب)

ترجمہ: ”صحابی“ کی تعریف میں وہ تعریف کہ جس پر میں مطلع ہوا وہ صحیح ترین

تعریف ہے۔ وہ یہ کہ ”صحابی“ ہر وہ شخص ہے جس نے حضور ﷺ سے

حالت ایمان میں ملاقات کی اور اسلام پر انتقال کیا۔ لہذا اس

تعریف کے پیش نظر وہ شخص بھی صحابی ہے جس کی آپ سے ملاقات

ہوئی ہو خواہ آپ کے ساتھ ہم نشینی مختصر میسر ہوئی ہو یا تادیر خواہ اس

نے آپ سے روایت کی یہ نہ کی ہو۔ خواہ اس نے آپ کے ساتھ جہاد

میں شرکت کی ہو یا نہ کی ہو۔ اور وہ بھی کہ جس نے صرف آپ کی

زیارت کی لیکن ہم نشینی نہ ہو سکی۔ اور وہ بھی کہ جس نے کسی عارضہ کی بنا پر نہ دیکھا ہو یہاں کہنا۔

### مجمع البحرين

(الصحابی) علی ما هو المختار عند جمهور اهل الحديث  
کل مسلّمہ و آی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(شیعہ مجمع البحرین جلد دوم صفحہ ۹۹ بحث صحب مطبوعہ ایران)

ترجمہ: جمہور اہل حدیث کے ہاں صحابی کی مختار تعریف یہ ہے کہ ہر وہ مسلمان جس نے رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی۔

### تیسرہ

اول الذکر کتاب اہل سنت کے عظیم امام علامہ شہاب الدین ابوالفضل احمد بن علی العسقلانی کی تصنیف ہے۔ جن کا سن وفات ۸۵۲ھ ہے۔ انہوں نے صحابی کی تعریف جامع مانع انداز سے فرمائی۔ جس سے کوئی صحابی بھی ”صحابی“ ہونے سے محروم نہیں رہ سکتا۔ اور موخر الذکر کتاب یعنی مجمع البحرین شیعہ مسلک کے بہت بڑے مجتہد محدث اور عالم شیخ فخر الدین الطریقی کی تصنیف ہے۔ جو ۱۸۵ھ میں فوت ہوئے۔ انہوں نے صحابی کی تعریف اگرچہ مختصر کی ہے۔ لیکن دونوں حضرات اس بات پر متفق ہیں کہ صحابی وہ شخص ہے۔ جس نے حالت ایمان میں رسول کریم ﷺ کی زیارت کی۔

### فصل دوم

شیعہ سنی کتب سے صحابی کا مقام و مرتبہ اور اس کی  
تفقیص کرنے والے کا انجام و سزا

### الاصابة في تمیيز الصحابة

ابو ذر رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب تو کسی شخص کو حضور ﷺ کے کسی صحابی کی شان میں کسی قسم کی تنقیص کرتا دیکھے۔ تو جان لے کہ وہ بے دین اور زندیق ہے۔ کیونکہ خود رسول کریم ﷺ حق ہیں۔ آپ جو کچھ لائے وہ بھی حق اور قرآن کریم بھی حق ہے۔ اور جو کچھ ہم تک پہنچا ہے۔ وہ حضرات صحابہ کرام کے بتانے سے ہی پہنچا ہے۔ اس قسم کے لوگ یہ چاہتے ہیں۔ کہ وہ ہمارے دین کے ان گواہوں کو باطل کر کے، ان پر جرح کر کے قرآن و سنت کو باطل قرار دے دیں۔ حالانکہ صحابہ کرام کی بجائے ان لوگوں پر جرح کرنا واجب ہے کیونکہ یہ بے دین اور زندیق ہیں۔ اور صحابہ کرام کی فضیلت میں بکثرت امادیت موجود ہیں جو ہمارے مقصود و مطلوب پر دلالت کرتی ہیں۔ ان میں سے ایک روایت وہ ہے۔ جسے ترمذی اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں نقل کیا ہے۔ عبد اللہ بن فضل اس کے راوی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا:



اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوہم غرضاً فمن احبہم  
فیعجبی احبہم و من ابغضہم فببغضی ابغضہم  
ومن آذاہم فقد آذانی ومن آذانی فقد آذی اللہ ومن  
آذی اللہ فیوشک ان یاخذ۔

میرے صحابہ کرام کے بارے میں خدا سے ڈرو۔ انہیں طعن کا نشانہ نہ بناؤ۔  
جس نے ان سے بوجہ میری محبت کے محبت کی اس سے میں محبت کروں گا۔ اور جس  
نے ان سے بغض رکھا وہ دراصل مجھ سے بغض ہے۔ جس نے انہیں اذیت دی اس  
نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف دی۔ اور  
جس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف دی تو بہت جلد اللہ تعالیٰ اس کی گرفت کرے گا۔

(الاصحاب فی تمیز الصحابہ جلد ۱ صفحہ ۱۰)

### جامع الاخبار

قال علیہ السلام من سبني فاقتلوه ومن سب  
صحابي فقد كفر و فی خبر اخر من سب صحابی  
فاجلدوه۔ (جامع الاخبار صفحہ ۱۸۳ فصل ۱۲۵ فی سب مطبوعہ مکتبۃ اشرف عراق)  
ترجمہ: حضور ﷺ نے فرمایا: جس نے مجھے گالی دی۔ اسے قتل کر دو اور  
جس نے میرے صحابی کو گالی دی وہ کافر ہو گیا۔ ایک اور حدیث پاک  
میں ہے کہ جس نے میرے صحابی کو گالی دی۔ اسے کوڑے لگاؤ۔

### معانی الاخبار

حدثني محمد بن الحسن بن احمد بن الوليد رحمه الله

عليه قال حدثنا محمد بن الحسن الصغار عن الحسن  
بن موسى الحشاش عن غياث بن كلوب عن اسحاق  
بن عمار عن جعفر بن محمد عن ابيه عليه السلام  
قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما وجدتم  
في كتاب الله عز وجل فالعمل لكم به لا عندكم لكم في  
تركه وما لم يكن في كتاب الله عز وجل وكانت فيه  
سنة مني فلا عندكم لكم في ترك سنتي وما لم يكن  
فيه سنة مني فما قال اصحابي فقولوا به فانما مثل  
اصحابي فيكم كبثل النجوم بايها اخذ اهتدى وبأي  
اقاويل اصحابي اخذتم اهتديتم و اختلاف اصحابي  
لكم رحمة۔

(معانی الاخبار صفحہ ۸۵۶ باب معنی قول النبی ﷺ مثل اصحابی فیکم کبثل النجوم مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: حضرت امام جعفر صادق اپنے اجداد کرام سے روایت کرتے  
ہیں کہ جناب رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی کتاب میں جو تم  
پاؤ اس پر تمہارے لیے عمل کرنا لازم ہے۔ اس کے چھوڑنے پر  
تمہارے لیے کوئی بہانہ نہیں۔ اور جو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں نہ ہو۔  
اور اس میں میری سنت ہو۔ تو میری سنت کے چھوڑنے کے لیے  
بھی تم پر کوئی عذر نہیں اور جس بارے میں میری سنت نہ ہو تو اس میں  
جو میرے صحابہ نے کہا تم بھی وہی کہو۔ بے شک میرے صحابہ کی  
مثال ستاروں کی طرح ہے۔ جس کو راہنما بنا لیا گیا۔ ہدایت مل گئی۔

اور میرے صحابہ کے اقوال میں سے جس کے اقوال پر بھی تم نے عمل کیا۔ ہدایت پا جاؤ گے۔ اور میرے صحابہ کا اختلاف تمہارے لیے رحمت ہے۔“

### الاستیعاب فی معرفة الصحاب

عن الاعمش قال سمعت ذکوان یحدث عن ابی سعید الخدری انه سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تسبوا اصحابی فلو ان احداکم انفق مثل احد فھباً ما بلغ مد احدھم ولا نصفھ۔

(الاستیعاب فی معرفة الصحاب مع الاسامیہ فی تیز الصحابہ بحوالہ بخاری و مسلم جلد ۱ صفحہ ۴)

ترجمہ: جناب ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا۔ میرے صحابہ کو گالی مت دو۔ اگر تم میں سے کوئی ایک احد پہاڑ برابر ہونا راہ خدا میں خرچ کر ڈالے۔ تو اس کا یہ خرچ کرنا میرے کسی صحابی کے مٹھی بھریا نصف مٹھی خرچ کرنے کے برابر نہیں ہو سکتا۔

### تبصرہ

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل عمومی اور ان سے بغض و عداوت رکھنے والے کے بارے میں ہم نے شیعہ سنی دونوں مکتبہ فکر کے کتب کے حوالہ جات درج کیے ہیں لہذا کسی صحابی سے محبت رکھنا دراصل حضور ﷺ سے محبت کا اظہار ہے۔ اور ان میں سے کسی سے عداوت و بغض دراصل اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے عداوت و بغض کے مترادف ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے عداوت دخول نار کا سبب

ہے۔ یہ تو سنی عالم دین اور محدث کی عبارت کا خلاصہ ہے۔ شیعہ مصنف نے صحابی کو گالی دینے والے کو کافر لکھا اور ایسے کو کوزوں کی سزا کا مستحق کہا ہے۔ دونوں حوالہ جات کا ماحصل یہی ہے کہ حضرات صحابہ کرام کو گالی دینے والا جہنمی ہے۔ شیعہ مصنف نے اقوال صحابہ اور حضرات صحابہ کرام کی شخصیات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ احکام قرآنی کے بعد ارشادات نبوی اور ان کے بعد اقوال صحابہ کرام ہمارے لیے ذریعہ نجات ہیں۔ اور ان سے روگردانی کرنے کا کوئی عذر و بہانہ مقبول نہ ہوگا۔ اور ہر ایک صحابی آسمان رشد و ہدایت کا چمکتا ستارہ ہے۔ ان میں سے کسی کی اقتداء ذریعہ نجات ہے۔ لہذا دونوں مکتبہ فکر نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ حضرات صحابہ کرام کا گستاخ انہیں گالی بکنے والا جہنمی ہے۔ اور ان سے محبت رکھنے والا ملتی ہے۔



## سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے جلیل القدر صحابی ہونے کا ثبوت

گزشتہ سطور میں ہم نے دونوں طرف کی کتب سے صحابی کی تعریف اور مقام و مرتبہ کے ساتھ ساتھ ان سے بغض و عداوت رکھنے والے کا انجام بیان کیا جو آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ اب ہم اس امر کو واضح کرتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اعلیٰ درجہ کے صحابی رسول ہیں؟ علاوہ ازیں قرآن و حدیث اور ائمہ اہل بیت کے اقوال سے جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقام و مرتبہ بھی بیان ہو گا۔ آپ کے جلیل القدر صحابی ہونے کا ثبوت ملاحظہ ہو۔

### البداية والنهاية

معاویہ بن ابی سفیان حضرت بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی ابو عبد الرحمن القرشی الاموی خال المؤمنین و کاتب وحی رب العالمین اسلم ہو و ابوہ و امہ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس یوم الفتح وقد روى عن معاویة انه قال اسلمت یوم عمرۃ القضاء ولكنی کتبت اسلامی من ابی الی الفتح و کان ابوہ من سادات قریش فی الجاہلیۃ و المتالیہ ریاسۃ قریش

بعد یوم بدر فکان هو امیر الحروب من ذالک الجانب و کان رئیس مطاعاً ذا صال جزیل ولما اسلم قال یا رسول اللہ مرنی حتی اقاتل الکفار کما کنت اقاتل المسلمین قال نعم قال و معاویۃ فجعلہ کاتباً بین یدیک قال نعم ثم سال ان یرزوج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بأبنتہ و ہی عزة بنت ابی سفیان و استعان علی ذالک بأختہا ام حبیبۃ فلم یقع ذالک و بین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ذالک لا یحل له و المقصود ان معاویۃ کان یکتب الوحی لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع غیرہ من کتاب الوحی رضی اللہ عنہم۔

(البداية والنهاية جلد ۱ صفحہ ۲۰-۲۱)

ترجمہ: امیر معاویہ بن سفیان قریشی اور اموی ہیں۔ تمام مومنوں کے ماموں اور اللہ تعالیٰ کی وحی کے کاتب تھے۔ ان کے والد اور ان کی والدہ ہند بنت عتبہ فتح مکہ کے دن مشرف باسلام ہوئے۔ خود امیر معاویہ سے روایت ہے کہ میں عمرۃ القضاء کے موقع پر مسلمان ہو گیا تھا۔ لیکن میں نے اپنے والد سے اسلام کو فتح مکہ تک چھپاتے رکھا۔ ان کا باپ دور جاہلیت میں قریش کے سرداروں میں سے تھا۔ غزوہ بدر کے بعد قریش کی سرداری ان کو ملی۔ لہذا یہی ابوسفیان قریش کی طرف سے لڑائی کے لیے پہلا لڑا ہوا ہے۔ بہت بڑے

امیر اور لوگوں کے آقا تھے۔ جب مسلمان ہوئے تو عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے ارشاد فرمائیں کہ میں جس طرح اسلام سے قبل مسلمانوں سے لڑتا تھا۔ اسی طرح اسلام لانے کے بعد کفار سے لڑوں۔ فرمایا: اجازت ہے۔ پھر معاویہ عرض گزار ہوئے کہ مجھے اپنا کاتب مقرر کر لیجیے۔ فرمایا: منظور ہے۔ پھر عرض کیا: حضور! میری بہن سے شادی کر لیں اور اسے ام حبیبہ کا شریک بنالیں۔ لیکن یہ عرض منظور نہ ہو سکی۔ کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا: ایسا کرنا (یعنی دو بہنوں کا نکاح میں جمع ہونا) جائز نہیں ہے مقصد یہ ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دیگر کاتبان وحی کی طرح کاتب وحی تھے جو حضور ﷺ پر اترنے والے احکامات وغیرہ کی کتابت کرتے تھے۔ (بخاری)

### البدایة والنهاية

معاویہ بن ابی سفیان القرشی الاموی ابو عبد الرحمن خال المؤمنین وکاتب وحی رسول رب العالمین۔۔۔ قال معاویہ و لقد دخل علی رسول الله مكة فی عمرة القضاء و انی لمصدق به ثم لما دخل عام الفتح اظهرت اسلامی فجئتہ فرحب بی و کتبت بین یدیه و کان ابوة من سادات قریش و تفرد بالسود بعد یوم بدر ثم لما اسلم حسن بعد ذالک اسلامه و کان له مواقف شریفة و اثار محمودة فی یوم یرموک و ما قبله و ما بعده و صحب معاویة

رسول الله صلى الله عليه وسلم و كتب الوحى بين يديه مع الكتاب و روى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم احاديث كثيرة في الصحيحين وغيرهما من السنن واليسانيد و روى عنه جماعة من الصحابة والتابعين قال ابو بكر بن ابى الدنيا كان معاوية طويلا ابيض جميلا.

(البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۱۵ ترجمہ معاویہ فی مناقب معاویہ، ۱۱ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: معاویہ بن ابی سفیان، مومنوں کے ماموں اور اللہ تعالیٰ کی وحی کے کاتب تھے معاویہ کہتے ہیں کہ جب میں مکہ میں عمرہ القضاء کے موقع پر حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو میں ان پر ایمان لا چکا تھا۔ پھر جب فتح مکہ ہوا تو اس دن میں نے اپنا اسلام لانا ظاہر کر دیا۔ میں جب اس مرتبہ حضور کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا تو آپ نے خوش آمدید کہا۔ میں آپ کے حکم سے وحی کی کتابت کرتا رہا۔ ان کا باپ قریش کے سرداروں میں سے ایک تھا۔ غزوہ بدر کے بعد ابو سفیان کو سرداری مل گئی۔ پھر جب اسلام لائے تو ان کا اسلام لانا بہت اچھا تھا۔ ان کے فضائل اور اخلاق قابل تعریف تھے۔ جنگ یرموک اور اس سے اور پہلے و بعد میں ان کی خدمات قابل تحسین تھیں۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ کی صحبت نصیب ہوئی۔ دوسرے کاتبین وحی کے ساتھ یہ بھی وحی کی کتابت کرتے رہے۔ اور حضور ﷺ سے بہت سی احادیث کی ان سے روایت صحیحین وغیرہ میں موجود



ہے۔ پھر ان سے روایت کرنے والوں میں صحابہ کرام اور تابعین بھی بکثرت ہیں۔ ابو بکر بن ابی دنیا کے قول کے مطابق جناب معاویہ لمبے قد اور سفید رنگ والے خوبصورت شخص تھے۔

### الاصابة

معاویہ بن ابی سفیان القرشی الاموی امیر المؤمنین ولد قبل البعثة بخمس سنین و قیل بسبع و قیل بثلاثة عشر والاول اشهر و حکي الواقدي انه اسلم بغد الحديبية و کتم اسلامه حتی اظهره عام الفتح وانه کان فی عمره القضاء مسلماً۔۔۔ وعن ابن عباس ان معاویة قال قصرت عن رسول الله صلى الله عليه وسلم عند البروة۔۔۔ قال ابو نعیم کان من الکعبة الحسبة الفصحاء حلیمًا وقورا عن خالد بن معدان کان طویلاً بیض اجلی و صاحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم و کتب له۔

(الاصابة فی تعییز الصحابة جلد ۳ صفحہ ۳۳۳ حوت میم)

ترجمہ: امیر المؤمنین جناب معاویہ بعثت سے پانچ سات یا تیرہ برس قبل پیدا ہوئے۔ اول تاریخ زیادہ مشہور ہے۔ واقدی نے بیان کیا کہ یہ حدیبیہ کے بعد مسلمان ہوئے تھے اور انہوں نے اسلام چھپائے رکھا۔ حتیٰ کہ فتح مکہ کو ظاہر کیا۔ آپ عمرہ القضاء میں مسلمان تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ معاویہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ

ﷺ کے سرانور کے بال مردۃ کے نزدیک کاٹے۔۔۔ النعم کے مطابق جناب معاویہ کاتب وحی۔ بڑے فصیح۔ بردبار اور باوقار آدمی تھے۔ خالد ابن معدان کہتے ہیں کہ امیر معاویہ دراز قد، سفید رنگ اور خوبصورت شخص تھے۔ حضور ﷺ کے صحابی تھے۔ اور آپ پر اترنے والی وحی کی کتابت فرمایا کرتے تھے۔

### لمحہ فکریہ

مذکورہ حوالہ جات سے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا جلیل القدر صحابی ہونا اظہر من الشمس ہے۔ مذکورہ عبارت میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول واضح طور پر موجود ہے۔ "میں عمرہ القضاء میں مسلمان ہو گیا تھا۔ لیکن والد صاحب کے خوف کی وجہ سے اس کا اظہار نہ کر سکا" اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں حضرات صحابہ کرام کے جو دو گروہ بیان فرمائے۔ ایک فتح مکہ سے قبل والا اور دوسرا فتح مکہ کے بعد والا۔ پھر ان دونوں میں سے اول الذکر کو موثر الذکر پر فضیلت کا اعلان فرما کر دونوں کے جنتی ہونے کی خبر دی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے قول مبارک کی روشنی میں فتح مکہ سے قبل اسلام لانے والے صحابہ میں شامل ہیں۔ اور ان کے فضائل میں آپ بھی شامل ہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم ﷺ کے امین بھی تھے۔ کیونکہ آپ کاتب وحی تھے۔ اور کاتب وحی اعلیٰ درجہ کا امین ہی ہو سکتا ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اعلیٰ درجہ کا کے صحابی ثابت ہونے کے بعد ایک دو آیات قرآنی بھی ملاحظہ فرمائیں۔ جو اپنے عموم و المطلق کے اعتبار سے آپ کے فضائل و مناقب کو بھی شامل ہیں۔ اور جن سے آپ کی عظمت و علوم مرتبت معلوم ہوتی ہے۔

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ ①

## فصل سوم

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی آیات قرآنی سے شان  
اور شیعہ سنی تفاسیر سے آپ کے مقام و مرتبہ کا بیان

## آیت نمبر ①

لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَتَلَ  
أُولَئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدِ  
وَقَتَلُوا وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ  
خَبِيرٌ ⑤ (پ: ۱۲، ع: ۱۷، المائدہ)

ترجمہ: تم میں سے جس نے فتح (مکہ) سے پہلے (راہِ خدا میں) خرچ کیا  
اور جہاد کیا وہ برابر نہیں ہو سکتا۔ ایسے لوگوں سے جنہوں نے بعد  
فتح خرچ کیا اور جہاد کیا وہ درجہ میں کہیں بڑھے ہوئے ہیں اور اللہ  
نے اجر نیک کا وعدہ تو سب ہی سے کیا ہے اور جو عمل تم کرتے ہو۔ اللہ  
اس سے خوب واقف ہے۔ (ترجمہ قول مقبول)

## مذکورہ آیت کے تحت شیعہ تفاسیر

## مجمع البیان

(لا يستوي منكم من انفق من قبل الفتح و قتل  
اولئك اعظم درجة من الذين انفقوا من بعد و

قاتلوا بين سبحانه ان الانفاق قبل فتح مكة اذا  
انضم اليه الجهاد اكثر ثوابا عند الله من الانفاق  
والجهاد بعد ذلك و ذلك ان القتال قبل  
الفتح كان اشد والحاجة الى النفقة والى الجهاد كان  
اكثر وامس وفي الكلام حذف تقديره لا يستوي  
هؤلاء مع الذين انفقوا بعد الفتح فحذف لدلالة  
الكلام عليه وقال الشعبي اراد فتح الحديبية ثم  
سوى سبحانه بين الجميع في الوعد بالخير والثواب في  
الجنة فقال و كلا و عد الله الحسنی ای الجنة و  
والثواب فيها وان تفاضلوا في مقادير ذلك (والله  
بما تعملون خبير) ای لا يخفى عليه شيء من  
انفاقكم و جهادكم فيجازيكم بحسب نياتكم و  
بصائرکم و اخلاصکم فی سرائرکم۔

(تفسیر مجمع البیان جلد پنجم ج ۲ صفحہ ۲۲۲)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا کہ فتح مکہ سے پہلے اس کی راہ میں خرچ  
کرنا جب کہ اس عبادت کے ساتھ جہاد بھی شامل ہو۔ اس خرچ  
کرنے اور جہاد کرنے سے باعتبار ثواب کے بہتر ہے۔ جو فتح مکہ  
کے بعد ہو۔ کیوں کہ فتح مکہ سے قبل لڑنا بہت مشکل تھا۔ اور خرچ فی  
سبیل اللہ اور جہاد بھی کافی اہم تھا (کیوں کہ فتح مکہ سے پہلے مسلمان  
بھی کم تھے۔) اور مال غنیمت بکثرت نہ ہونے کی وجہ سے مالی قلت  
بھی تھی) کلام باری تعالیٰ میں حذف ہے۔ اصل عبارت اس طرح



”لَا يَسْتَوِي هَؤُلَاءِ مَعَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا بَعْدَ الْفَتْحِ“ چوں کہ خود کلام اس غزف پر دلالت کرتا ہے۔ لہذا اسے صحت کر دیا گیا۔ ”شعبی“ نے کہا کہ اس فتح سے اللہ کی مراد ”فتح حدیبیہ“ ہے۔ پھر اس کے بعد جنت میں خیر و ثواب کے عطا کرنے کے وعدہ میں دونوں فریقوں کو جمع کرتے ہوئے فرمایا۔ (وَكَلَّا وَعَدَ اللَّهُ الْحَسَنِي) ان میں سے ہر ایک کے لیے اللہ نے جنت کا وعدہ فرمایا اور اس میں ثواب بھی۔ اگرچہ ان کی مقداریں دونوں کے لیے مختلف ہوں گی۔ (وَاللَّهُ بِمَا تَعْلَمُونَ خَبِيرٌ) یعنی اللہ تعالیٰ سے تمہارے خراج کرنے اور جہاد کرنے کا کوئی گوشہ اوجھل نہیں۔ لہذا تمہاری نیتوں اور اخلاص کے پیش نظر تمہیں ثواب سے نوازے گا۔

### منہج الصادقین

”علامہ کاثانی“ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

(اولئك) آل گردہ و متقیان و مقاتلان قبل از فتح یعنی سابقان از مہاجر و انصار کہ حضرت رسالت (ص) اور شان ایشان فرمود۔ لو انفق احد کم مثل احد ذہباً ما بلغ مد احدہم ولا نصفہ۔ اگر اتفاق کنید یکے از شما مثل کوہ احد طلا را رسید بمرتبہ اتفاق با یکی از سابقان مہاجر و انصار و نہ نصف آل (اعظم درجہ) بزرگ تر اند از روئے درجہ و مرتبہ (من الذین انفقوا) از آنانکہ نفقہ کنند (من بعد) پس از فتح مکہ (وقاتلو) و کار از نمایند (وکلّا) و ہمہ را کہ نفقہ میکنند و قتال نمایند قبل از فتح و بعد از آل (وعد الله الحسنی)

وعدہ دادہ است خدا کے مشورت نیکو را کہ بہشت است اما بانفاق و رجات۔ (تفسیر صحیح الصادقین جلد ہفتم صفحہ ۱۷۱)

ترجمہ: متقی اور مجاہدین کی وہ جماعت جو فتح مکہ سے قبل فتحی۔ یعنی مہاجرین اور انصار میں سے سابق جن کے بارے میں حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ”اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا راہ خدا میں خرچ کرے پھر بھی وہ فتح مکہ سے قبل خرچ کرنے والوں کے مد جو یا گندم تک بلکہ اس کے نصف تک نہیں پہنچ سکتا۔“ درجات و مراتب میں یہ لوگ بہت بلند ہیں ان لوگوں سے جنہوں نے فتح مکہ کے بعد خرچ فی سبیل اللہ کیا اور لڑے۔ اور قبل فتح مکہ یا بعد فتح خرچ کرنے والوں میں سے ہر ایک کے لیے اللہ نے بہترین جزا کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور وہ جنت ہے۔ لیکن اس میں درجات باعتبار خرچ کے ہوں گے۔

### لمحہ فکریہ

آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرات صحابہ کرام کے دو گروہوں کا ذکر فرمایا ایک وہ جو فتح مکہ سے قبل مشرف باسلام ہو اور دوسرا وہ گردہ جو اس کے بعد حلقہ گوش اسلام ہو۔ دونوں نے اللہ کی راہ میں جہاد بھی کیا اور مال و دولت بھی خرچ کی۔ ان دونوں گروہوں میں سے اول الذکر افضل و اعلیٰ ہے۔ لیکن دوسرا گردہ اگرچہ ان کی طرح ان کے برابر درجات و مراتب نہیں رکھتا۔ لیکن بہر صورت وہ بھی قطعی جنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں گروہوں کے ساتھ جنتی ہونے کا وعدہ فرمایا ہے۔ قرآن کریم میں اگرچہ لفظ ”جنت“ موجود نہیں۔ بلکہ ”الحسنى“ ہے۔ لیکن الحسنى سے مراد جنت اور

اس کا ثواب ہی ہے۔ چنانچہ شیعہ فتح اللہ کاشانی نے "الحسبی" کی تفسیر ای الجنتہ والثواب فیہا سے ہی کی ہے۔ ان دونوں گروہوں کے افراد کے اپنے اپنے درجات ہیں بعض کو بعض پر فوقیت حاصل ہے لیکن جنتی یقیناً سب ہی ہیں۔ آیت مذکورہ کے آخری الفاظ "وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ" اللہ تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے۔ کے تحت مشہور شیعہ مفسر علامہ فتح اللہ کاشانی نے اپنی مشہور تفسیر منہج الصادقین میں لکھا:

"حضرات صحابہ کرام میں سے اگر کوئی صحابی اللہ تعالیٰ کے راستہ میں مٹھی بھر خرچ یا عہد خرچ کرتا ہے اور کوئی دوسرا سونے کا پہاڑ خرچ کر ڈالے تو یہ اس مٹھی بھر کے برابر نہیں ہو سکتا۔ بلکہ نصف تک بھی نہیں پہنچ سکتا۔" (تفسیر منہج الصادقین جلد ۹، صفحہ ۱۷۱)

آیت مذکورہ کے حوالہ کو سامنے رکھتے ہوئے ہم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شخصیت کو دیکھتے ہیں۔ تو آپ کا قطعی جنتی ہونا ثابت ہوتا ہے۔ آپ کے اسلام لانے میں فتح مکہ سے قبل اگرچہ شیعہ سنی کے درمیان اختلاف ہے۔ لیکن فتح مکہ کے بعد آپ کا مشرف باسلام ہونا سب کے نزدیک مسلم ہے۔ لہذا اگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سابقین اولین یعنی فتح مکہ سے قبل مشرف باسلام ہوئے تو آپ قرآن کریم کے فیصلہ کے مطابق فتح مکہ کے بعد مسلمان ہونے والوں سے افضل داعی ہوئے اور اگر فتح مکہ کے بعد اسلام لائے تو بھی قطعی جنتی ہوئے۔ اب آپ کے صحابی اور جنتی ہونے سے انکار کرنے والا صاحب جامع الاخبار کے نزدیک یا تو پکا کافر ہے یا پھر کوزلوں کی سزا کا مستحق ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جہاد فی سبیل اللہ اور اتفاق فی سبیل اللہ میں جو کچھ کیا۔ تاریخ اس کی شاہد ہے۔ سیدنا صدیق اکبر، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کے زمانہ کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جس قدر جہاد کیے۔ اور اس کی بدولت جس

قدر ممالک فتح کیے۔ ان کی تفصیل ہماری کتاب "تحفہ جعفریہ" جلد چہارم صفحہ ۳۴۲ تا ۳۸۸ ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ ان فتوحات میں ہزاروں لاکھوں غیر مسلم، مشرف باسلام ہوئے۔ اتفاق فی سبیل اللہ کے معاملہ میں ہم جب آپ کی شخصیت کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے غرباء اور مساکین کی امداد کے لیے مستقل قذ قائم کر رکھا تھا۔ شیعہ کتب بھی اس امر کی تائید و تصدیق کرتی ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے آل رسول بالخصوص حضرت حنین کریمین رضی اللہ عنہما کی بکثرت مالی مدد کی۔ حضرت علی المرتضیٰ کے بھائی حضرت عقیل کو بھی نوازا۔ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مشرف باسلام ہوا، اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرنا اور اس کی راہ میں خرچ کرنا فریقین کی کتب سے ثابت ہے اور انہی اوصاف کے ساتھ متصف حضرات صحابہ کرام کا مذکورہ آیت میں جنتی ہونا بیان فرمایا گیا۔ تو پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے جنتی ہونے کے انکار کی کیا حقیقت ہو سکتی ہے؟ آپ کی شخصیت پر لعن طعن کرنا اور دشنام طرازی دراصل اپنے آپ کو جہنمی ثابت کرنا ہے۔ آپ کو کسی طریقہ سے بھی اذیت پہنچانے والا دراصل اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہے اور ایسے شخص کا انجام نارہ جہنم کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ ایسا شخص نہ تو آل رسول سے غفلت اور نہ ہی اصحاب رسول سے قلمی تعلق رکھنے والا ہے۔

### آیت نمبر ⑤

مُحَمَّدًا رَسُولَ اللّٰهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ  
رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ  
اللّٰهِ وَرِضْوَانًا لِّسِنِّيَّاتِهِمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ  
السُّجُودِ ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَمَثَلُهُمْ فِي



الْإِنْجِيلَ ۖ كَزَرْجٍ أَخْرَجَ شَطْطَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۖ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ﴿١٢٠﴾ (پ: ۱۲۰: ۱۲)

ترجمہ: محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ ان کے ساتھی کفار کے لیے سخت اور باہمی بہت نرم ہیں تو انہیں رکوع بخود میں اللہ کا فضل اور اس کی رضا تلاش کرتے پاؤ گے۔ ان کے ہاتھوں پر آثارِ سجدہ نمایاں ہیں۔ یہ مثال ان کی تورات میں ہے اور انجیل میں ان کی مثال ایک کھیتی کی طرح ہے کہ اس نے اپنی کوئیل نکالی پھر اپنے تنے پر کھڑی ہو گئی۔ اب کھیتی والے کو خوش کرتی ہے تاکہ ان سے کفار کو غیظ و غضب دلائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں ایمان والوں اور نیک کام کرنے والوں سے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ فرمایا ہے۔

### شیعہ تفاسیر

### مجمع البیان

(محمد رسول اللہ) نص سبحانہ علی اسمہ لیزیل کل شبہة ثم الکلام هنا۔ ثم اثنی علی المومنین فقال (والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم) قال الحسن بلغ من تشددہم علی الکفار انہم کانوا یتحذرون من ثیاب المشرکین حتی لا تلتزق بئسابہم و عن ابدانہم حتی لا تمس ابدانہم وبلغ تراحمہم

فیہا بینہم ان کان لا یزی مو من مومنا الا صالحہ و عانقہ و مثله قوله اذلة علی المومنین اعزة علی الکافرين (تراحم رکعاً سجداً) هذا اخبار عن كثرة صلاتہم و مداومتہم علیہا (یبتغون فضلاً من اللہ و رضواناً) ای یلتمسوک بذالک زیادة نعمہم من اللہ و یطلبون مرضاتہ (سبأہم فی وجوہہم من اثر السجود) ای علاماتہم یوم القیمة ان تکون مواضع سجودہم اشد بیاضاً عن ابن عباس و عطیة قال شہر بن حوشب یكون مواضع سجودہم کالقمر لیلة البدر و قیل هو التراب علی الحیاة لانہم یسجدون علی التراب لا علی الاثواب عن عکرمہ و سعید بن جبیر و ابی العالیة و قیل هو الصفرة و النحول عن الضحاک قال الحسن اذا رایتہم حسبتہم مرضی و ماہم بمرضی۔

(تفسیر مجمع البیان جلد ۵، ج ۹، صفحہ ۱۲۷ مطبوعہ تہران)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کا اسم گرامی (محمد ﷺ) لے کر فرمایا تاکہ ہر قسم کے شبہ کا ازالہ کر دیا جائے۔ یہ مکمل جملہ ہے۔ پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مومنین کی تعریف کی اور فرمایا جو رسول اللہ کے ساتھی ہیں وہ کفار کے لیے سخت اور آپس میں نرم دل ہیں ”حسن“ کہتے ہیں کہ ان کا کفار کے لیے سخت ہونا اس قدر تھا کہ ان مشرکین کے پھڑوں کی طرح پھڑے بھی نہ پہنتے تھے اور ان

کے بدن سے اتنی نفرت تھی کہ بدن کے ساتھ بدن لگنا گوارا نہ تھا۔ لیکن آپس میں ان کی شفقت اس قدر تھی کہ اگر ایک مومن دوسرے کو دیکھ لیتا تو اس سے مصافحہ اور معافہ کیے بغیر نہ رہتا۔ یہی مضمون اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر ان الفاظ میں ذکر فرمایا: "اذلة على المؤمنين اعزة على الكافرين" (تراجم رکعہ مسجد) ان کو رکوع و سجود میں دیکھنا دراصل ان کی کثرت نماز اور پابندی نماز کا ذکر ہے (یبتغون فضلا من الله و رضوانا) یعنی نماز کی پابندی کے سبب اللہ تعالیٰ سے زیادہ نعمتوں کے سائل تھے اور اس کی خوشنودی کے مستحاشی تھے (سبھاہم فی وجوہہم من اثر السجود) یعنی قیامت کو ان مومنین کی علامت یہ ہوگی کہ ان کے مقام سجود (ہاتھ پاؤں، چہرہ) روشن اور پھیلے ہوں گے۔

حضرت ابن عباس اور عطیہ سے شربین حوشب نے کہا کہ ان کے مقام سجود چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوں گے اور کہا گیا ہے اس علامت سے مراد ان کی پیشانی پہ لگی مٹی کیوں کہ وہ مٹی پر سجدہ کرتے تھے۔ کپڑے وغیرہ پہنا کر نہیں۔ عکرمہ، سعید بن جبیر اور ابو العالیہ سے ہے اور کہا گیا ہے کہ اس علامت سے مراد ان کے چہروں کی زردی ہے۔ حسن کہتے ہیں جب تو انہیں دیکھے گا تو تجھے بیمار لگیں گے۔ ملاں کہ وہ بیمار نہیں (بلکہ کثرت نماز اور خوف خدا سے ان کے چہرے زرد پڑ چکے ہیں)۔

منہج الصادقین

"منہج الصادقین" میں "ذالك مثلهم في التوراة و مثلهم في الانجيل

الی يعجب الزداع" کے تحت تفسیر کرتے ہوئے علامہ کاشانی نے یوں لکھا ہے:

در ہر آئینہ ایں مثل یا از برائے بیان مال حضرت رسالت است یا اصحاب یعنی بچکانہ دانہ مزرع در ہدایت مال شاخہائے ضعیف و نحیف از او پیدا میشود و بتدریج تربیت می یابد۔ تاکہ قوی و جیم میشود۔ سبب تعجب مزارع مال میگردد حضرت رسالت و اصحاب نیز در ہدایت مال در نہایت حماقت و ضعف بودند و بعد ازاں اہل بر سبیل تدریج قوت میگرفتند تاکہ قوت تمام گرفتہ بر جمیع عالمیان فائق آمدند و سبب تعجب مردمان شدند و پایکندہ ایں مثل از برائے بیان مال حضرت رسالت شد۔ در بداء اسلام بے یار و معاون بود و بعد از اہل بسبب اہل بیت و اصحاب قوت پیدا کرد۔ پس زرع آنحضرت باشد و شطائر اصحاب او کہ دست او را قوی گردانیدند۔ یعنی بچکاناں کہ زرع در اول مال دقیق است و بتدریج غلیظ و قوی میشود۔ و شاخہا بر او متلاحق میگردد و خشکیشی مے شود کہ مزارعان از قوت و کثرت اہل متعجب میگرددند۔ پیغمبر نیز در اول حال کہ بر امر رسالت برخاست۔ بسبب عدم معاون و ناصر در کمال ضعف بود۔ بعد از اہل خدا سے تعالیٰ اور انیر و مند گردانیدہاں ایمان بروچی کہ مردمان از قوت و شوکت و بسلط او تعجب کردند۔ یا آنکہ مثل آنحضرت بودہ باشد کہ در بداء اسلام در نہایت ضعف و قلت بودند، بعد از اہل بیمار شدند و کار ایشان بمرتبہ ترقی نمود کہ عالمیان از کثرت ایشان تعجب نمودند۔ (تفسیر منہج الصادقین جلد ہشتم صفحہ ۳۸۹)

ترجمہ: بہر حال یہ مثال یا تو خود حضور ﷺ کی حالت بیان کرنے کے لیے



یا آپ کے صحابہ کی حالت بیان کرنے کے لیے دی گئی یعنی جس طرح زمین میں دانہ پھوسنے کے بعد ابتداء اس کی شاخیں اور پتے کمزور ہوتے ہیں اور آہستہ آہستہ ان میں قوت و جسامت آتی ہے جسے دیکھ کر انسان تعجب کرتا ہے، اسی طرح حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ شروع شروع میں نہایت کمزور و ناتواں تھے پھر اس کے بعد وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انہیں قوت ملتی رہی یہاں تک کہ تمام دنیا پر غالب آ گئے اور لوگوں نے یہ دیکھ کر تعجب کیا۔ اس وجہ سے کہ یہ مثال رسول اللہ ﷺ کی حالت ہو کہ ابتداء اسلام میں آپ بے یار و مددگار تھے پھر اہل بیت اور صحابہ کرام کے ذریعہ آپ کو مضبوطی ملی تو اس تفسیر کے مطابق "کھیتی خود حضور ہوئے اور اس کے "پتے شاخیں" آپ کے صحابہ ہوئے جنہوں نے آپ کو قوت پہنچائی یعنی جس طرح کہ پودا شروع میں دبلا پتلا اور کمزور ہوتا ہے پھر آہستہ آہستہ وہ مضبوط اور موٹا ہوتا ہے اور اس کی شاخیں ایک دوسرے کے ساتھ معاون اور مددگار بنتی ہیں اور پھر ان کی قوت اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ کسان ان کی قوت اور کثرت سے تعجب میں پڑ جاتا ہے۔ حضور ﷺ کا بھی یہی حال تھا۔ آپ جب "اہل رسالت" کے لیے آٹھے تو معاون و مددگار کوئی نہ تھا اور اس وجہ سے کمزوری تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مومنین کے ذریعہ آپ کو قوت بہم پہنچائی جسے دیکھ کر لوگ ششدر رہ گئے یا یہ بھی منہم ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد خود صحابہ کرام کی ابتدائی کیفیت ہو جب وہ بوجہ قلت تعداد کے کمزور تھے۔ پھر مومنین بکثرت ہونے پر اللہ نے انہیں شوکت و دبدبہ عطا فرمایا

جسے دیکھ کر دنیا دنگ رہ گئی۔

### مجمع البیان

"يعجب الزراع" کے تحت علامہ طبری نے یوں تحریر کیا ہے:

هذا مثل ضربة الله تعالى بمحمد و اصحابه فالزراع محمد صلى الله عليه وسلم والشطاء اصحابه والمؤمنون حوله و كانوا في ضعف و قلة كما يكون اول الزرع رقيقا ثم غل و قوى و تلاحق فكذا لك المؤمنون قوى بعضهم بعضا حتى استغلظوا و استووا امرهم (ليغيظ بهم الكفار) اى انما كثروهم الله وقواهم ليكونوا غيظا للكافرين بتوافرهم و تظاهرهم و اتفاقهم على الطاعة ثم قال سبحانه (وعند الله الذين امنوا و عملوا الصالحات) اى وعد من اقام على الايمان والطاعة (منهم مغفرة) اى ستر على ذنوبهم الماضية (و اجر اعظيما) اى ثوابا جزيلا دائما۔

(تفسیر مجمع البیان جلد ۵، صفحہ ۱۲۸)

ترجمہ: یہ مثال اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ اور صحابہ کرام کی دی ہے تو کھیتی تو خود حضور ہوئے اور اس سے پھوسنے والی بنیاں اور پتے صحابہ کرام و دیگر مومنین ہوئے تو شروع کھیتی کی طرح ابتداء یہ بھی کمزور تھے۔ پھر جس طرح پودا ذرا بڑھتا ہے اور طاقت و جوت ہوتا ہے۔ اسی

طرح مومنین بھی بعض دوسرے مومنین کے ملنے سے مضبوط ہو گئے اور اپنے پاؤں پر گھڑے ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں زیادتی اور قوت اس لیے عطا فرمائی تاکہ وہ کفار کے لیے اپنی کثرت اور غلبہ کی بناء پر غیظ و غضب کا سبب بنیں اور انہیں اللہ کی اطاعت میں متفق دیکھ کر کافر بل بھن جائیں۔ ان مومنین کے لیے ان کے زمانہ ماضی کے گناہوں کی اللہ نے پردہ پوشی فرمادی۔ اور بہت بڑا اور دائمی ثواب عطا فرمایا۔

مذکورہ آیت اور اس کی شیعہ تفسیروں سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے:

- ① صحابہ کرام کفار کے ساتھ اتنے سخت تھے کہ ان کے کپڑوں اور اجسام سے اپنے کپڑے اور جسم تک نہیں لگنے دیتے تھے۔
- ② نماز کی کثرت اور پابندی اوقات نماز کے ساتھ اللہ کی خوشنودی کے طالب تھے۔
- ③ کل قیامت کو ان کے اعضائے وضو چودھویں کے چاند جیسے منور ہوں گے۔
- ④ "الزرع" سے مراد حضور ﷺ بھی اور آپ کے صحابہ بھی ہو سکتے ہیں۔
- ⑤ صحابہ کرام کی کثرت اللہ نے اس وجہ سے کی تاکہ وہ اس کثرت، قوت اور اطاعت کی وجہ سے کفار و منافقین اسلام کے لیے سبب غیض و غضب بنیں اور وہ انہیں روز افزوں دیکھ کر حسد کی آگ میں جل کر نہ جائیں۔
- ⑥ اللہ تعالیٰ نے کثرتِ بچہ کے ذریعہ اپنے فضل کے مستحاشی لوگوں کے پچھلے گناہ معاف کر کے آئندہ اجر عظیم کا وعدہ فرمایا۔

خلاصہ کلام

صحابہ کرام اور اہل بیت علیہم السلام میں اس قدر شہ و شکر تھے کہ جب تک

بوقت ملاقات مصافحہ اور معاف نہ کر لیتے خوش نہ ہوتے۔ اس لیے ان کے باہمی بغض و عداوت کے قصہ جات اور واقعات سب شیعہ لوگوں کے من گھڑت ہیں اور وہ بھی متاخرین شیعہ نے گھڑے ہیں۔ متقدمین شیعہ مفسرین کے اقوال آپ نے ابھی بڑھے ہیں۔ وہ اس کے منکر ہیں۔

خلاصہ کلام

صحابہ کرام اللہ کے اس درجہ مقبول و منظور تھے کہ ان کے حسن سیرت کو ازلی علم کی بنا پر جانتے ہوئے اس نے تورات و انجیل میں ان کی مدح و ثنا فرمائی اور آخر کار ان کی مغفرت اور دخولی جنت کا مرحلہ بھی سنایا۔ لہذا ایسے نفوس قدسیہ کا حضور ﷺ کے انتقال کے بعد مرتد ہو جانا قطعاً خلاف عقل و نقل ہے اور اس قسم کی روایات بھی شیعہ لوگوں کی من گھڑت و اہیات ہیں۔ خدا عقل و سمجھ عطا فرمائے۔

محکمہ فکریہ

آیت مذکورہ کی شیعہ تفاسیر کی روشنی میں ثابت ہو گیا کہ سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان خوش بخت حضرات میں سے ایک ہیں۔ جن کی عظمت و شان تورات و انجیل میں پہلے سے مذکور تھی۔ نیز آیت مذکورہ یہ بھی اعلان کر رہی ہے کہ حضرات صحابہ کرام کا باہمی تعلق نہایت خوشگوار اور مہربانی سے بہرہ یز تھا۔ لہذا وہ لوگ جو اس قسم کے افسانے تراشتے ہیں کہ صحابہ کرام کے مابین یا صحابہ کرام اور آل رسول کے درمیان ذاتی اختلافات اور جھگڑے تھے۔ اور وہ ایک دوسرے کے خلاف برسرِ پیکار رہے۔ ایسے کہنے والے دراصل آیت کریمہ کے جملہ "وہم یسوء" کے منکر ہیں۔ (ہم عنقریب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور آل رسول ﷺ کے مابین خوشگوار تعلقات کا ذکر کریں گے)۔ قرآن کریم کی اس آیت مبارکہ نے حضرات صحابہ کی جو چند صفات ذکر فرمائی



ہیں۔ جس طرح ان صفات سے تمام صحابہ کرام موصوف تھے اسی طرح حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی صحابی ہونے کے اعتبار سے ان صفات سے حقیقتاً متصف تھے۔

رکوع و سجود میں مصروف رہنا اور ان کے چہروں پر آثار سجود ہونا وغیرہ اوصاف کو جب ہم امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شخصیت میں دیکھتے ہیں تو شیعہ مورخ کبیر حسین بن علی مسعودی اپنی تصنیف مروج الذهب جلد سوم صفحہ ۲۹ پر اس کی تصدیق و تائید کرتا نظر آتا ہے۔ لکھا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نماز صبح کے بعد تلاوت قرآن کریم میں مشغول ہوتے ہیں۔ پھر چار رکعت اشراق ادا کرتے۔ پھر بقیہ دن رات مخلوق خدا کی خدمت میں صرف کرتے۔ پہلی رات اٹھ کر نماز تہجد بھی ادا فرماتے۔ گویا قرآن کریم کی آیت مذکورہ کی عملی تفسیر ایک شیعہ مورخ ثابت کر رہا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس کی مجسمہ تفسیر تھے۔ پھر تورات و انجیل میں حضرات صحابہ کرام یا خود حضور ﷺ اور آپ کے متبعین کی مثال جو بیان کی گئی۔ اس میں بھی حضرات صحابہ کرام کا بالواسطہ یا بلاواسطہ ذکر ہو رہا ہے۔ یعنی صحابہ کرام ابتداء میں تھوڑی تعداد ہونے کی وجہ سے زمین سے اگنے والی گھیتی کی طرح کمزور تھے۔ پھر زمین سے پھوٹنے والی سبزی نشوونما پاتی اور بڑھتی پھیلتی اور طاقت ور ہو جاتی ہے۔ اسی طرح صحابہ کرام کو بھی اللہ تعالیٰ نے کثرت تعداد اور ثابت قدمی سے نوازا۔ حتیٰ کہ ابتداء میں چند نفوس اس قدر بڑھ گئے اور طاقت ور ہو گئے کہ مکہ شریف فتح کر لیا اور بدر منہ کرتے فتح و نصرت ان کے قدم چومتی۔ اس سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ان حضرات نے خوش کیا۔ اور ادھر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمن علی یمن گئے۔ حضور ﷺ کے وصال شریف کے بعد خلفائے اربعہ کے دور خلافت میں مزید اضافہ ہوا۔ اور پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اسلام کی روشنی مشرق و مغرب میں دور دور تک پھیل گئی۔

جب ہم امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور کی فتوحات پر نظر ڈالتے ہیں۔ تو تورات و انجیل کی مثال آپ پر بدرجہ کمال ثابت نظر آتی ہے۔ خاص کر جب حضور ﷺ کے ارشاد گرامی بھی سامنے رکھا جائے۔ جس میں آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی ایک کافر کو مسلمان بنا دیتا ہے۔ تو وہ جنتی ہو جاتا ہے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دو چار نہیں بلکہ سینکڑوں ہزاروں غیر مسلموں کو ملکہ جگوش اسلام کیا۔ تو آپ کا قطعی جنتی ہونا ثابت ہوتا ہے۔ آیت مذکورہ بھی سابقہ آیت کی طرح صحابہ رسول ﷺ کے لیے مغفرت اور اجر عظیم کی خوشخبری دے رہی ہے۔ لہذا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی اس کا مصداق بننے کی وجہ سے جنتی اور اجر عظیم کے مستحق ہوئے۔ خلاصہ یہ کہ حضرات صحابہ کرام اور آل رسول ﷺ کے مابین آیت مذکورہ کی صراحت یہ بتلاتی ہے کہ ان کے درمیان نہایت خوشگوار تعلقات تھے۔ اور ایک دوسرے کے لیے نہایت مہربان اور نرم دل تھے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو حق سمجھنے اور اسے قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

### تفسیر روح المعانی

عن ابی عید الخدی قال خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام الحدیبۃ حتی اذا کان بعسفان قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوشک ان یأتی قوم یحتقرون اعمالکم مع اعمالہم قلنا من ہم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقریش قال لا ولکن ہم ارق اهل الیمن ہم ارق الفسدة والین قلوبا فقلنا اہم خیر منا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لو کان لاحدہم جبل من ذهب فانفقہ

ما ادرک مد احد کم ولا نصفه الا ان هذا افضل ما  
بیننا و بین الناس .... (وعد الله الحسنی ای المثنوی  
الحسنی وھی الجنة علی ما روى جنة عن مجاهد و قتاده و  
قیل اعم من ذالك والنصر والغنیمة فی الدنیا۔

(روح المعانی جلد ۲ صفحہ ۷۲ صفحہ ۱۸۲ سورہ الحدید جمع اول پارہ ۲۷)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرمایا کہ ہم رسول کریم  
ﷺ کے ساتھ مدینہ کے سال مدینہ منورہ سے باہر نکلے۔ حتیٰ کہ ہم  
جب مقام عسفان پر پہنچے تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ بہت جلد  
ایسی قوم آئے گی۔ جو اپنے اعمال کے مقابلہ میں تمہارے اعمال کو  
حقیر خیال کرے گی۔ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ کیا وہ قریش  
ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں۔ وہ یمنی ہوں گے۔ بہت نرم  
دل اور نرم گفتار ہوں گے۔ پھر ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ کیا  
وہ واقعی ہم سے بہتر ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: اگر ان میں سے کسی  
کے پاس سونے کا پہاڑ ہو اور اسے وہ راہ خدا میں خرچ کر ڈالے پھر  
بھی وہ تمہاری ٹٹھی برابر جو بلکہ اس کے نصف برابر خرچ کرنے کے  
ثواب کو نہ پہنچ جائے گا۔ سنتے ہو۔ یہی ہمارے اور عام لوگوں کے  
درمیان فرق ہے۔ (اللہ نے اکتی کا وعدہ فرمایا) یعنی اچھے انجام  
اور ثواب کا وعدہ فرمایا اور وہ جنت ہے۔ جیسا کہ حضرت قتادہ اور مجاہد  
سے مروی ہے اور ”اکتی“ کی تفسیر میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد  
عام ہے جنت اور دنیا میں مدد اور مالی طور پر آسائش بھی مراد ہیں۔

### تفسیر قرطبی

(و کلا وعد الله الحسنی) ای المتقدمون المتناہون  
السابقون والمتأخرون اللاحقون وعد الله جميعا  
الجنة مع تفاوت الدرجات۔

(تفسیر قرطبی جلد ۱ صفحہ ۲۳۱ سورہ الحدید (۱۲ آیت) لا یستوی منکم مطہر قاہر)

ترجمہ: سب سے اللہ تعالیٰ نے حسنی کا وعدہ فرمایا۔ یعنی اُن صحابہ کرام سے  
جو پہلے پہل ایمان لائے اور ان سے بھی جو ان کے بعد ایمان  
لائے سب سے اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ فرمایا۔ اگرچہ جنت میں  
ان کے درجات میں فرق ہوگا۔

قارئین کرام! آیت مذکورہ شیعہ اور سنی مفسرین کی تفسیر سے یہ بات بالکل واضح  
ہوگئی کہ حضرات صحابہ کرام تمام کے تمام جنتی ہیں۔ خواہ ان کا اسلام لانا فتح مکہ سے قبل ہو  
یا اس کے بعد مشرف باسلام ہوئے ہیں اور ان حضرات نے جہاد بھی کیا اور فی سبیل  
اللہ اپنے مال میں سے خرچ بھی کیا۔ ان کا جنتی ہونا دونوں مکتبہ فکر کے مفسرین کے  
نزدیک متفق علیہ امر ہے۔ لہذا جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول بھی بالاتفاق  
ہیں۔ خواہ فتح مکہ سے قبل یا بعد اسلام قبول کیا ہو۔ اور آپ نے بہت سے جہاد میں  
شرکت فرما کر اسلام کو مشرق و مغرب میں پھیلایا اور فی سبیل اللہ خرچ کرنے کے  
تاریخی شواہد موجود ہیں۔ ان کا بظاہر معمولی سی چیز کو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرنا  
دوسروں (غیر صحابی) کے پہاڑ برابر سونے خرچ کرنے سے بھی بہتر ہے۔ ایسے بلیل  
القدر کاتب وحی، مجاہد کبیر اور سخاوت سے موصوف صحابی کی شان میں لعن طعن کرنے  
والا دراصل ازلی بد بخت اور کافر بی ہوسکتا ہے۔

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ ①

## فصل چہارم

احادیث نبوی سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقام و مرتبہ اور  
شیعہ سنی کتب سے آپ کے جنتی ہونے کا بیان

## روایت اول

دعاء رسول: اے اللہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو ہادی اور مہدی بنا۔

## تاریخ بغداد

قال سعيد و كان من اصحاب النبي ﷺ عن النبي ﷺ  
انه قال في معاوية اللهم اجعله هاديا واهديا.

(تاریخ بغداد جلد اول صفحہ ۲۰۸، مطبوعہ مدینہ منورہ)

ترجمہ: حضرت سعید رضی اللہ عنہ جو صحابی رسول تھے، نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ  
نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں بایں الفاظ دعا مانگی۔ اے اللہ!  
امیر معاویہ کو ہادی بنا اور لوگوں کو اس کے ذریعہ ہدایت فرما۔

روایت دوم: سب معاویہ پر لعنت خدا و ملائکہ

## تاریخ بغداد

اخبرنا ابن رزق قال نا ابو الحسين احمد بن عثمان بن  
يحيى الادمي البزاز قال نا محمد بن احمد بن ابی العوام

قال نارباح بن الجراح الموصلي قال سمعت رجلا  
يسئل المعاني بن عمران فقال يا ابا مسعود ابن عمر  
بن عبد العزيز من معاوية بن ابی سفیان؟ فغضب  
من ذلك غضباً شديداً و قال لا يقاس باصحاب  
رسول الله صلى الله عليه وسلم احد. معاوية  
صاحبه وصهره و كاتبه و امينه على وحي الله عز وجل  
و قد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم دعوا لي  
اصحابي و اصهارى فمن سبهم فعليه لعنة الله  
و الملائكة و الناس اجمعين.

(تاریخ بغداد جلد اول صفحہ ۲۰۹، مطبوعہ مدینہ منورہ)

ترجمہ: رباح بن جراح موصلی کہتے ہیں۔ میں نے ایک آدمی کو "معانی بن  
عمران" سے سوال کرتے سنا۔ اس نے پوچھا۔ اے ابو مسعود! عمر بن  
عبد العزیز رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں کیسے ہیں؟ یہ  
من کر "ابن عمران" انتہائی غضب ناک ہو گئے۔ اور فرمایا: حضور  
ﷺ کے صحابہ کے ساتھ کسی غیر صحابی کا مقابلہ مت کرو۔ حضرت  
معاویہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے صحابی، مالے اور اللہ کی وحی کے کاتب  
اور امین تھے۔ حضور ﷺ نے بھی فرمایا ہے کہ میرے سسرال  
مجھ پر رہنے دو۔ (یعنی میں تم سے بہتر انہیں سمجھتا ہوں۔ ان پر کوئی  
الزام نہ دھرو) جس نے ان میں سے کسی کو بھی گالی دی۔ اس پر اللہ،  
فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت۔



## روایت سوم

## البداية والنهاية

و قال ابو القاسم الطبرانی حدثنا احمد بن محمد  
 الصید لانی ثنا السری عن عاصم ثنا عبد الله بن  
 یحیی بن ابی کثیر عن ابیه عن هشام بن عروة عن  
 عائشة قالت لما کان یوم ام حبیبہ من النبی (ص)  
 دق الباب داق فقال النبی (ص) انظروا من هذا  
 قالوا معاویة قال ائذنوا له فدخل و علی اذنه قلم  
 یخط به فقال ما هذا القلم علی اذنک یا معاویة؟ قال  
 قلم اعدتہ لله و لرسوله فقال له جزاک الله عن  
 نبیک خیرا والله ما استکتبتک الا بوحي من الله  
 وما افعل من صغیرة ولا کبیرة الا بوحي من الله  
 کیف بک لو قمصک الله قمیصا یعنی الخلافة فقامت  
 ام حبیبہ فجلست بین یدیه و قالت یا رسول الله و  
 ان الله مقبصه قمیصاً قال نعم ولكن فیہ هتاب و  
 هنات فقالت یا رسول الله فادع الله له فقال اللهم  
 اهده بالهدی و جنبه الردی واغفر له فی الآخرة  
 والاولی۔ (البداية والنهاية جلد ہشتم صفحہ ۱۲۰ مطبوعہ بیروت و ریاض)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: حضور ﷺ جس دن ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے  
 گھر تھے کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ دیکھو کون

ہے؟ کہا معاویہ ہیں۔ فرمایا: اندر آنے دو۔ تو حضرت معاویہ  
 کانوں میں قلم رکھے ہوئے اندر آئے۔ جس سے لکھتے تھے۔ حضور علیہ  
 الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا۔ اے معاویہ! تیرے کان پر رکھا قلم کس  
 مقصد کے لیے ہے؟ عرض کی: یہ قلم میں نے اللہ اور اس کے رسول  
 کے لیے تیار کیا ہے۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ تیرے نبی کی طرف سے تجھے  
 بہتر جزا عطا کرے۔ خدا کی قسم! میں نے تجھے لکھنا صرف اس لیے  
 سکھایا۔ تاکہ تو اللہ کی وحی لکھے۔ میں چھوٹا موٹا ہر کام اللہ کی وحی سے  
 ہی کرتا ہوں۔ اگر اللہ تمہیں خلافت کی قمیص پہنائے۔ تو اس کے  
 متعلق تیرا کیا خیال ہے۔ ”ام حبیبہ“ کھڑی ہوئیں۔ اور حضور ﷺ  
 کے سامنے جا بیٹھیں اور کہنے لگیں۔ یا رسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ معاویہ کو  
 قمیص پہنائے گا (یعنی غلط بتائے گا)۔ فرمایا: ہاں۔ لیکن اس  
 میں تکلیف نہیں۔ ام حبیبہ نے عرض کی: حضور! پھر ان کے لیے دعا  
 فرمائیں۔ آپ نے دعا کی۔ اے اللہ! معاویہ کو ہدایت عطا فرما۔ اور  
 بدعتی سے بچا۔ اور دنیا و آخرت میں اس کی مغفرت فرما۔“

## روایت چہارم

## البداية والنهاية

و قد سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول  
 اللهم علمه الكتاب ومكن له في البلاد ووقه العذاب۔

(البداية والنهاية جلد ۸، صفحہ ۱۲۱)

ترجمہ: عمرو بن عاص کہتے ہیں۔ میں نے سنا کہ حضور ﷺ امیر معاویہ کے لیے یوں دعا فرما رہے تھے: "اے اللہ! اسے 'الکتاب' سکھا اور شہروں پر تسلط عطا کر اور عذاب جہنم سے اسے بچا۔"

### ان چاروں روایات سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے

- ① کوئی آدمی (انبیاء کے علاوہ) کتنا صاحب مرتبہ ہو۔ وہ مقام صحابی اور مرتبہ صحابیت تک نہیں پہنچ سکتا۔
- ② امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے جلیل القدر صحابی ہونے کے علاوہ آپ کے سرال بھی ہیں۔
- ③ آپ نے اپنے صحابہ اور سرال کو گالی دینے والے اور برا بھلا کہنے والے پر لعنت کی۔ اس پر اللہ کے تمام فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت۔
- ④ جس نے حضور ﷺ کے صحابی یا آپ کے سرال پر لعنت کی اس پر اللہ اس کے تمام فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت۔
- ⑤ حضور ﷺ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو وحی کی کتابت کا فریضہ اللہ کے حکم سے عطا فرمایا تھا۔
- ⑥ حضور ﷺ نے اپنے دور میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلافت عطا ہونے کی بشارت دی تھی۔ یوں آپ نے نور الہی سے ان کی خلافت دیکھ لی تھی۔
- ⑦ آپ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا کرتے ہوئے فرمایا: اللہ تجھے ہدایت دے۔ ہر ردی چیز سے بچائے اور دنیا و آخرت میں معاف کر دے۔
- ⑧ شروں پر تسلط ملنے اور عذاب سے محفوظ رکھنے کی بھی اللہ سے دعا مانگی۔

### روایت پنجم، تفسیر درمنثور

عن ابن عباس قال كنت عند النبي صلى الله عليه وسلم وعند ابوبكر وعمر وعثمان ومعاوية اذ اقبل علي فقال النبي صلى الله عليه وسلم لمعاوية اتحب عليا قال نعم قال انها ستكون بينكم هنية قال فما بعد ذلك يا رسول الله قال عفى الله ورضوانه قال رضينا بقضاء الله ورضوانه فعند ذلك نزلت هذه الآية ولو شاء الله ما اقتتلوا ولكن الله يفعل ما يريد۔

(تفسیر درمنثور جلد اول صفحہ 322 مطبوعہ مکتبہ مدنیہ، مرقاة المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد ہفتم صفحہ 228 مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ پاک میں حاضر تھا، حضرت ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی حاضر خدمت تھے۔ اسی اثناء میں علی المرتضیٰ بھی حاضر بارگاہ ہو گئے۔ حضور ﷺ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کیا تم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے ہو؟ عرض کیا ہاں یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا: عنقریب تمہارے درمیان لڑائی ہوگی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس کے بعد کیا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی معافی اور رضا (تمہارے شامل حال ہو جائے گی) حضرت معاویہ

ﷺ نے عرض کیا کہ ہم اللہ کی قضا (تقدیر) اور رضا پر راضی ہیں، اس موقع پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: **وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ الْأَيُّهُ** یعنی اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو وہ آپس میں لڑائی نہ کرتے لیکن اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

**فرمان رسول ﷺ! میری امت میں سب سے**

**صلیم تر معاویہ رضی اللہ عنہ ہے**

**روایت نمبر ⑤، تطہیر الجہان**

و منها الحديث الذي أخرجه الحافظ الحارث ابن اسامة و هو انه عليه السلام قال ابو بكر ارق امتي و ارحمها ثم ذكر مناقب بقية الخلفاء الاربعة ثم مناقب جماعة آخرين من اصحابه و ذكر منهم معاوية فقال صلى الله عليه وسلم و معاوية بن ابي سفيان احلم امتي و اجودها۔ (تطہر الجہان صفحہ 12)

ترجمہ: ان میں سے ایک حدیث یہ بھی ہے جسے حافظ حارث بن اسامہ نے ذکر کیا۔ وہ یہ کہ حضور ﷺ نے ایک مرتبہ ذکر فرمایا کہ ابو بکر میری امت میں سے بڑا نرم دل اور مہربان ہے پھر آپ نے بقیہ مناقب خلفائے اربعہ ذکر فرمائے۔ اس کے بعد صحابہ کرام کی دوسری جماعت کا آپ نے تذکرہ فرمایا اور آپ ﷺ نے حضرت معاویہ

ﷺ کے متعلق فرمایا۔ معاویہ بن ابی سفیان میری امت میں سے سب سے زیادہ بڑا دیار اور نیک ہے۔

**توضیح از ابن حجر**

تم ان دونوں اوصاف میں غور کرو جو رسول اللہ ﷺ نے حضرت امیر معاویہ کے بارے میں ارشاد فرمائے تو تمہیں علم ہو جائے گا کہ ان دونوں کے سبب سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کمالات میں اس مرتبہ پر فائز ہوئے جو ان کے علاوہ دوسرے میں پائے نہیں جاسکتے کیونکہ بڑباری اور سخاوت اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ آپ نے ان دونوں کی وجہ سے نفس و خواہش کے تمام فائدے ختم کر دیئے تھے۔ جہاں تک بڑباری کا تعلق ہے تو اسے خاص کر دل نگی اور غصہ کی شدت کے وقت وہی شخص اپناتا ہے جس کے دل میں تکبر بالکل ختم ہو چکا ہو اور نفس کا کوئی حصہ باقی نہ رہا ہو یہی وجہ ہے کہ ایک شخص نے جب رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: حضور! مجھے وصیت فرمائیے۔ فرمایا: غصہ چھوڑ دو۔ وہ بار بار وصیت طلب کرتا رہا اور آپ بار بار یہی فرماتے رہے۔ گویا آپ یہ سمجھا رہے تھے کہ جب غصہ کی شرارت سے آدمی بچ جاتا ہے تو نفس و شہوت کی شرارتوں سے بھی بچ جاتا ہے اور جو ان سے محفوظ ہو جاتا ہے تو وہ نیکی اور بھلائی کی تمام اطراف و اقسام اپنے میں جمع کر لیتا ہے۔

زبا سخاوت کا معاملہ تو یہ بات یقینی ہے کہ دنیا کی محبت ہر گناہ کا منبع ہے جیسا کہ حدیث پاک میں آیا ہے۔ لہذا جسے اللہ تعالیٰ دنیا کی محبت سے بچائے رکھے اور سخاوت کی حقیقت اسے عطا فرمادے تو یہ اس بات کی دلیل ہوگی کہ اس شخص کے دل میں ذرہ برابر بھی حسد باقی نہیں ہے وہ فانی دنیا کی طرف بھی متوجہ نہ ہوگا اور نہ ہی وہ نیکی اور بھلائی ختم کرنے والے اسباب کی طرف متوجہ کرے گا۔ چاہے ان کا تعلق ظاہر سے



ہو یا باطن سے اور جب کسی کا دل ان دونوں خصلتوں سے خلاص پا جاتا ہے تو ایسا شخص ہر قسم کے کمال اور ہر طرح کی بھلائی سے آراستہ ہو جائے گا اور ہر شرارت و بدائی سے پاک ہو جائے گا اس وقت یہ دو باتیں اپنا نتیجہ پیدا کریں گی یعنی ایسا آدمی بقیہ آدمیوں سے زیادہ بڑبار اور بخشنے والا ہو گا جب سرکارِ دو عالم ﷺ کی زبان اقدس سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اعلم اور اچود کے لفظ نکلے ہیں تو پھر تمہیں وہ تمام اوصاف و کمال تسلیم کرنے پڑیں گے جو ہم ان دونوں اوصاف کے ضمن میں بیان کر چکے ہیں اور پھر ان باتوں اور خرافات کی طرف تمہارا خیال ہرگز نہ جائے گا جو بدعتی اور جہالت میں ڈوبے لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق کہتے پھرتے ہیں۔

## فرمان رسول ﷺ: معاویہ میرا محرم راز ہے

روایت نمبر ۲۵، تطہیر الجبان

و منها الحديث الذي اخرجہ الملا فی سیرتہ و نقلہ عنہ المحب الطبری فی ریاضہ ابنہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ارحم امتی بامتی ابوبکر و اقواہم فی دین اللہ عمر و أشدہم حیاء عثمان و اقضاهم علی و لكل نبی حواری و حواری طلحة و الزبیر و حیثمہا کان سعد بن وقاص کان الحق معہ و سعید بن زید احد العشرة من اہلباء الرحمن و عبد الرحمن بن عوف من تہار الرحمن و ابو عبیدہ بن الجراح امین اللہ و امین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و صاحب

سری معاویة بن ابی سفیان فمن احبہم فقد نجا و من ابغضہم فقد هلك. (تطہیر الجبان صفحہ 13)

ترجمہ: ان احادیث میں سے ایک وہ کہ جسے ملانے اپنی سیرت میں اور اسے محب طبری نے اپنی ریاض میں نقل کیا وہ یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں سے انتہائی نرم دل ابو بکر ہے اور مضبوط ترین اللہ کے دین میں عمر فاروق اور بہت زیادہ با حیا عثمان غنی اور سب سے زیادہ بہتر فیصلہ کرنے والا علی المرتضیٰ ہیں ہر نبی کے حواری جو تھے ہیں اور میرے حواری طلحہ و زبیر ہیں اور سعد بن وقاص جہاں بھی ہو گا حق کے ساتھ ہو گا اور سعید بن زید جو عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ترین لوگوں میں سے ہیں اور عبد الرحمن بن عوف اللہ کے تاجروں میں سے ہیں۔ ابو عبیدہ بن الجراح اللہ اور اس کے رسول کے امین ہیں اور میرا راز دار معاویہ بن ابی سفیان ہے۔ لہذا جو ان سے محبت رکھے گا وہ نجات پائے گا اور جو ان سے بغض رکھے گا وہ ہلاک ہو گا۔

## توضیح از ابن حجر

تم ان خصوصیات پر غور کرو جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کاتب وحی اور امین ہونے کی وجہ سے ملیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے اسرار کے محافظ تھے اور اس کی طرف سے اترنے والی باتوں کے امین تھے۔ ان باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا حضور ﷺ کی بارگاہ میں بلند مرتبہ تھا کیونکہ راز و نیاز اور اسرار پر ایسے شخص کو ہی مطلع کیا جاتا ہے جس کے بارے میں معلوم ہو کہ وہ ہر قسم کے کمالات کا جامع ہے اور خیانت کے ہر

شعبہ سے غالی ہے اور یہ وصف ان اوصاف میں سے ایک ہے جو کسی کے مناقب، فضائل اور مطالب میں اعلیٰ درجہ رکھتا ہے۔

فرمان رسول اللہ ﷺ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

امین کتاب خداوندی ہے اور وہ بہتر امین ہے

روایت نمبر ⑤، تطہیر الجبان

ومنها ما جاء عن ابن عباس رضي الله عنه قال جاء جبريل الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا محمد استوص بمعوية فانه امين على كتاب الله ونعم الامين هو رجاله رجال الصحيح الا واحد اخفيه لين والاخر قال الحافظ الهيثمي لا اعرفه ومثل هذا الذي قاله ابن عباس لا يقال مثله من قبل الراي فله حكم المرفوع الى النبي وجهالة احد روايته غايبتها انها ترجب ضعف سندة وقد من انفا ان الضعيف حجة في المناقب. (تطهير الجبان صفحہ 13-14)

ترجمہ: ان روایات میں سے ایک وہ جو کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ کہتے ہیں کہ جبریل امین حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور کہا: یا محمد رسول اللہ ﷺ! معاویہ کو وصیت کیجئے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کا امین ہے اور وہ بہت اچھا امین ہے۔ اس

روایت کے تمام راوی ایک کو چھوڑ کر دی ہیں جو حدیث صحیح کے راوی ہوتے ہیں وہ ایک کچھ ضعیف ہے اور دوسری کمزوری یہ کہ حافظ بیہقی نے کہا میں اسے نہیں جانتا۔ بہر حال اس مضمون کی روایت حضرت ابن عباس اپنی رائے سے نہیں کہہ سکتے۔ لہذا اس کا حکم حدیث مرفوع کا حکم ہے اور اس کے ایک راوی کی جہالت زیادہ سے زیادہ اسے ضعیف کر دے گی اور یہ بات ایک سے زائد مرتبہ گزر چکی ہے کہ حدیث ضعیف بھی فضائل و مناقب میں حجت ہوتی ہے۔

فرمان رسول اللہ ﷺ: معاویہ رضی اللہ عنہ اور

اس کے رسول کا محبوب ہے

روایت نمبر ⑤، تطہیر الجبان

ومنها انه صلى الله عليه وسلم دخل على زوجته ام حبيبه ورأس معاوية في حجرها وهي تقبله فقال لها التحية قالت وما لي لا احب اخي فقال عليه السلام فان الله ورسوله يحبانه قال الحافظ المذكور في سندة من لم اعرفهم اي فهو ضعيف و مرانه حجة هنا. و منه فوزة عصاهريه صلى الله عليه وسلم فان ام حبيبه ام المؤمنين رضي الله عنها اخته و

قد قال صلى الله عليه وسلم دعوا اصحابي واصهارى فان من حفظنى فهم كان معه من الله حافظ ومن لم يحفظنى فهم تخلى الله عنه ومن تخلى الله عنه يوشك ان ياخذة رواة الامام الحافظ احمد بن منيع وقال صلى الله عليه وسلم عن عمة من ربي وعهد عهدة الى ان لا اتزوج الى اهل بيت ولا ازوج بنتا من بناتي لاحد الا كانوا رفقاء في الجنة رواة الحارث بن ابى اسامه وقال صلى الله عليه وسلم سألت ربي ان لا اتزوج الى احد من امتي ولا ازوج احد من امتي الا كان معي في الجنة فاعطاني ذلك (رواه الحارث ايضا) (تفسير البان صفحہ نمبر 14)

ترجمہ: حضور ﷺ ایک مرتبہ اپنی زوجہ حضرت ام حبیبہ کے ہاں تشریف لے گئے۔ اس وقت حضرت معاویہ ان کی گود میں سر رکھے ہوئے تھے اور وہ انہیں چوم رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا تو اسے پسند کرتی ہے؟ عرض کی: میرا بھائی ہے۔ میں اس سے محبت کیوں نہ کروں۔ پس حضور ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ اور اس کا رسول دونوں اس سے محبت کرتے ہیں۔ حافظ نے کہا کہ اس روایت کی سند یہ کہنا، اسے مجمل ہے یعنی یہ ضعیف روایت ہے اور ایسی روایت کا حجت ہونا بھی مرتبہ ذکر ہو چکا ہے اور ان فضائل میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حضرت امیر معاویہ کو حضور ﷺ کا سسرال بننے کا

شرف بھی ہے کیونکہ ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا حضرت امیر معاویہ کی ہمیشہ میں حضور ﷺ نے فرمایا ہے: میرے صحابہ اور میرے سسرال کو (برا بھلا کہنا) چھوڑ دو۔ بے شک جس نے ان کے بارے میں میری حفاظت کی۔ اللہ اس کا حافظ ہوگا اور جس نے حفاظت نہ کی اس سے اللہ بیزار ہوگا اور جس سے اللہ بیزار ہو جائے گا اُسے وہ بہت جلد پکڑ لیتا ہے۔ اس روایت کو حافظ احمد بن منیع نے ذکر کیا ہے اور حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ میں جس خاندان سے شادی کروں یا جس کو میں اپنی کوئی بیٹی نکاح میں دوں، جنت میں میرا رفیق ہوگا۔ اسے حارث بن ابی اسامہ نے روایت کیا اور حضور ﷺ فرماتے ہیں میں نے اپنے اللہ سے سوال کیا کہ میں جس سے شادی کروں یا جس کو اپنی صاحبزادی نکاح میں دوں۔ اُسے جنت میں میری معیت عطا فرمادے تو اللہ تعالیٰ نے میری یہ دعا قبول فرمائی۔

### توضیح از ابن حجر

اس خاندان کی فضیلت اور علو مرتبت میں تم غور کرو جس میں سے حضور ﷺ نے کسی عورت کو اپنے عقد میں لیا۔ اس سے جناب ابوسفیان کے گھرانے کا مقام و مرتبہ معلوم ہوتا ہے۔ پھر اس خاندان میں سے حضرت امیر معاویہ کی بزرگی، کمال، عزت، فقر، جلالت، عظمت، حفظ و کمال سب سے نمایاں نظر آتا ہے اور حضور ﷺ کے اس فرمان میں بھی غور کرو کہ ان کی حفاظت کرنے والے کا خدا حافظ ہوگا اے۔ یہ حدیث ہم نے اس لیے ذکر کی تاکہ تو اسے قاری تو ان لوگوں سے بچ جائے جو ان



لوگوں کے عیوب و نقائص نکالنے میں سرگرداں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے سسرال ہونے کا شرف عطا فرمایا ہے اور انہیں اپنا قرب خاص عطا فرمایا ہے کیونکہ ان حضرات کے بارے میں غور و غوض کرنا زہر قاتل اور کاٹنے والی تلوار ہے۔ پھر جس کو یہ زہر چڑھ جائے اور ایسی تلوار کا گھاؤ لگ جائے۔ اس کی شخصیت بے قیمت اور اس کی شہوات و خواہشات ہر رائی میں اس کا ساتھ دیتی ہیں اور پھر یہ شخص جس جگہ پہنچ حیا اللہ تعالیٰ کو اس کی پرواہ نہیں۔ جس گمراہی میں مرنے لگتا ہے اور جس طاقت کے گڑھے میں چاہے گرے اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے غضب اور عذاب سے بچائے۔ آمین

فرمان رسول اللہ ﷺ: اے معاویہ رضی اللہ عنہ

اگر تجھے حاکم بنایا گیا تو عدل کرنا

روایت نمبر ⑥ تطہیر الجنان

انہ صلی اللہ علیہ وسلم بصرۃ بالخلافة روی ابو بکر بن ابی شیبہ بسند الی معاویۃ رضی اللہ عنہ انہ قال ما زلت اطمح فی الخلافة منہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا ملکته فاحسن۔۔۔ عن معاویہ قال نظر الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا معاویہ ان ولیت امر ا فاتی اللہ واعدل۔۔۔ عن معاویۃ انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا صحابہ

توضوا فلما توضوا نظر الی فقال یا معاویۃ ان ولیت امر ا فاتی اللہ واعدل و فی روایۃ طبرانی والوسط و اقبل من محسنہم و اعف عن مسیئہم۔

(تطہیر الجنان صفحہ 15-14)

ترجمہ: حضور ﷺ نے امیر معاویہ کو خلافت کی خوشخبری دی تھی۔ ابو بکر بن ابی شیبہ، امیر معاویہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں (معاویہ) اس وقت سے خلافت کا منتظر تھا۔ جب سے حضور ﷺ نے مجھے فرمایا کہ اے معاویہ! جب تو مکران بن جائے تو احسان کرنا۔

جناب معاویہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور ﷺ نے میری طرف دیکھ کر فرمایا: اے معاویہ! اگر تجھے حکومت دی جائے تو اللہ سے ڈرنا اور عدل کو اپنانا۔

جناب معاویہ ہی بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے صحابہ کو فرمایا وضو کرو۔ جب وہ وضو کر چکے تو آپ نے میری طرف دیکھ کر فرمایا: اے معاویہ! اگر تجھے حکومت دی جائے تو اللہ سے ڈرنا اور عدل اپنانا طہرائی اور اوسط میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں۔ احسان کرنے والوں کو گلے لگانا اور بروں کو معاف کر دینا۔

نوٹ

روایت مذکورہ میں امام ابن حجر نے کئی طریقوں سے یہ ثابت کیا ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ نے انہیں خلیفہ یا مکران بننے کی بشارت دی تھی اور ساتھ ہی وصیت بھی فرمائی تھی لہذا معلوم ہوا کہ امیر معاویہ

رضی اللہ عنہ کی خلافت حضور ﷺ کے نزدیک "حق" تھی۔ اسی لیے آپ نے اس کی مزید بہتری کے لیے چند ہدایات دیں لیکن اس مضمون کے خلاف ایک روایت کو لے کر نام نہاد سنی حضرت امیر معاویہ کو گمراہ، فاسق اور منافق تک کے الفاظ کہہ دیتے ہیں اور قرآن کریم میں موجود منافقین والی آیات ان پر چپاں کر دیتے ہیں۔ علامہ ابن حجر نے اس مقام پر وہ روایت ذکر کر کے پھر اس کا جواب بھی ذکر کیا۔ لہذا اہم اعتراض و جواب کو قارئین کی نظر کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

### اعتراض: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت حق سے جدا تھی

#### تظہیر الجہان

فان قلت كيف ذالك و قد جعل صلى الله عليه وسلم ملكة عاضا بهليل ما صح ان حليفة صاحب سر رسول الله صلى الله عليه وسلم في الفتن روى عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال يكون فيكم النبوة ثم تكون خلافة على منهاج النبوة ثم ملكا عاضا۔ (تظہیر الجہان صفحہ 15)

ترجمہ: اگر تو کہے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضرت امیر معاویہ کی خلافت کی خوشخبری حضور ﷺ نے دی لہذا وہ حق ہو گئی کیونکہ حضور ﷺ نے ان کی حکومت کو راہ راست سے ہٹتی ہوئی حکومت فرمایا۔ آپ کا یہ فرمان اس روایت میں ہے جو حضور ﷺ کے رازدان جناب حذیفہ رضی اللہ عنہ نے قتل کے بارے میں بیان فرمائی۔ حضور ﷺ سے مروی ہے

کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں نبوت ہو گئی پھر نبوت کے طرز پر خلافت اور پھر بادشاہت جو راست سے ہٹی ہوئی ہوگی۔

### توضیح

حضور ﷺ نے نبوت کے بعد خلافت علی منہاج النبوة کا ذکر فرمایا۔ اس خلافت کا زمانہ تیس سال خود آپ ﷺ سے دوسری روایت میں موجود ہے اور تیس سال کا عرصہ امام حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت کے چھ ماہ مکمل کرنے پر ختم ہو جاتا ہے تو ان کی خلافت تک تو خلافت علی منہاج النبوة رہی۔ اس کے بعد امیر معاویہ خلیفہ بنے تو یہ حکومت حضور ﷺ کے ارشاد کے مطابق گمراہی کی حکومت ہے لہذا امیر معاویہ خود گمراہ اور ان کی حکومت گمراہی پر مبنی ہوئی۔

### مذکورہ اعتراض کا جواب

اس حدیث سے مراد امیر معاویہ نہیں ہو سکتے۔ اس لیے کہ اس کے مقابلہ میں ایک حدیث موجود ہے جو اس سے زیادہ صحیح ہے، وہ یہ ہے:

### تظہیر الجہان

عن ابن عباس رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اول هذا الامر نبوة ورحمة ثم يكون خلافة ورحمة ثم يكون ملكا ورحمة ثم يكون اماراة ورحمة ثم يتكادمون عليها تكادم الحميم فعليكم بالجهاد وان افضل جهادكم الرباط وان افضل رباطكم عسقلان رواه طبرانی ورجاله

ثقات و هو صریح فیما ذکرته اذا الملك الذي بعد  
الخلافه هو ملك معاوية۔ (تلمیح الجہان صفحہ 16)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا پہلے پہل  
یہ معاملہ نبوت و رحمت کا ہو گا۔ پھر خلافت اور رحمت ہو گی۔ پھر  
بادشاہت اور رحمت ہو گی۔ پھر امارت اور رحمت ہو گی پھر حکومت  
مائل کرنے کے لیے گدھوں کی طرح ایک دوسرے سے آگے  
بڑھنے کی کوشش کریں گے تو ان حالات میں تمہیں جہاد کرنا  
پڑے گا اور بہترین جہاد گھوڑوں کو جہاد کے لیے تیار کرنا ہے اور  
بہترین رباط، عقلمان ہے۔ یہ روایت طبرانی نے ذکر کی اس کے  
تمام راوی ثقہ ہیں اور یہ روایت اس پر صریح ہے کہ خلافت کے تیس  
سال بعد جو حکومت ملے وہ حکومت رحمت تھی۔ (راہ راست سے، ہنسی  
ہوئی تھی۔)

دعاء رسول اللہ ﷺ! اے اللہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو

علم کتاب اور حکومت عطاء فرما

روایت نمبر ⑥، تلمیح الجہان

ما جاء بسند رواته ثقات على خلاف فيهم و  
ارسال فيه انه صلى الله عليه وسلم دعا لمعاوية  
فقال اللهم علمه الكتاب والحساب ومكن له في

البلاد وقله سوء العذاب و في رواية اللهم علم  
معاوية الكتاب والحساب۔ (تلمیح الجہان صفحہ 16)

ترجمہ: ایک حدیث یہ بھی ہے جس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ اس کے مرسل  
ہونے میں اختلاف ہے وہ یہ ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت امیر  
معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ دعا فرمائی: اے اللہ! معاویہ کو کتاب  
وحساب کی تعلیم عطا فرما اور اسے شہروں کی حکومت عطا کر اور بڑے  
عذاب سے اسے بچا۔ ایک روایت میں یوں بھی آیا ہے اے اللہ!  
معاویہ کو کتاب وحساب سکھا دے۔

لمحہ فکریہ

حدیث مذکور سے مودودی اور اس کے ہم خیال ”روشن خیال مفکرین“ کو سبق  
حاصل کرنا چاہئے کہ حضور ﷺ نے امیر معاویہ کے لیے حکومت کی دعا فرمائی اور گزشتہ  
روایات کے مطابق آپ نے حکومت کی انہیں خوش خبری دی اور پھر یہ بھی دعا فرمائی  
کہ کتاب وحساب عطا فرمایا جائے اور عذاب سے بچایا جائے آپ کی ایسی دعاؤں کی  
برکت سے امیر معاویہ چالیس سال تک خلافت پر متمکن رہے۔ یہ نہیں کہ مودودی  
وغیرہ کے بقول آپ نے ڈنڈے اور ڈرے کے بل بوتے پر حکومت کی۔  
حضور ﷺ کی دعاؤں کی برکت سے آپ کو اس طویل دور میں کبھی پریشانی کا سامنا نہ  
کرنا پڑا اور اگر دوران خلافت یا اس سے قبل آپ سے کوئی اجتہادی غلطی ہوئی تو جس  
طرح حضور ﷺ کی دوسری دعائیں قبول ہوئیں۔ اسی طرح ان غلطیوں کے بارے  
میں بھی آپ کی دعا یقیناً قبول ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ امیر معاویہ کو عذاب سے بچائے



لہذا اہل سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جنتی ہیں اور حضور ﷺ کی دعاؤں کے طفیل اللہ نے ان کی خطاؤں کو معاف کر دیا۔

## امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی سچی پیش گوئی کی وجہ سے جنتی ہیں

ناخ التواریخ

”سی ویکم۔ انس بن مالک گوید۔ ام حرام بنت ملحان زوجہ عبادہ بن ثابت خالہ رضاعی پیغمبر بود و آل حضرت در خانہ او قیلولہ می کرد۔ یک روز از بہر مہمانی طعامی بساخت و رسول خدا سے بخورد و سخت۔ چوں بیدار شد مجھد۔ ام حرام بہب خندہ پرید، فرمود، مرا نمودند کہ جماعتی از امت من از بہر جنگ کفار در بحر و کشتی چتاں باشند کہ پادشاہان بر تخت خویش۔ ام حرام گفت دعا کن تا من از ایشان باشم۔ فرمود تو از ایشان و دیگر بازہ مجتہ و از خواب ایگنختہ گشت و ہم بخندید۔ و ہام حرام پاسخ نختیں بداد۔ عرض کرد۔ دعا کن من از ایشان باشم۔ فرمود تو از گروہ نختیں خواہی بود۔ در حکومت معاویہ چوں لشکر بجنگ رومی شد ام حرام ہاں لشکر کشتی در رفت و چوں از ہمر بکفار آمد پر شتر خویش سوار شد و در راہ از شتر ہفتاد و ہمرد۔ و ہم در آں جا نخواست ہر دند۔“

(ناخ التواریخ جلد پنجم صفحہ 94 در سیرت رسول کریم ﷺ، مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ: اکتیواں معجزہ۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ام حرام

حضور ﷺ کی رضاعی خالہ تھیں اور عبادہ بن ثابت کے عقد میں تھیں۔ حضور ﷺ ام حرام کے گھر میں قیلولہ فرمایا کرتے تھے۔ ایک دن ام حرام نے آپ کی مہمانی کے لیے کچھ پکایا۔ حضور نے وہ تناول فرمایا اور سو گئے۔ جب نیند سے اٹھے تو ہنس دیئے۔ ام حرام نے پوچھا۔ حضور! ہنسی کس وجہ سے آئی ہے؟ فرمایا: مجھے دکھایا گیا کہ میری امت کی ایک جماعت کفار کے ساتھ جنگ کے لیے دریا و سمندر میں کشتیوں کے اندر ایسے بیٹھی ہوئی ہے جیسا کہ بادشاہ تخت پر بیٹھے ہوں۔ ام حرام نے عرض کیا حضور! دعا فرمائیے کہ میں بھی اس جماعت میں ہو جاؤں۔ فرمایا: ہاں تو بھی ان میں ہوگی۔ دوبارہ آپ پھر سو گئے۔ جب بیدار ہوئے تو اب بھی ہنس رہے تھے اور ام حرام کو پہلے والا جواب دیا۔ انہوں نے عرض کی میرے لیے بھی دعا فرمائیں کہ میں بھی ان میں سے ہو جاؤں۔ فرمایا: تو پہلے گروہ کے اندر ہو گئی۔ پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور گوہری میں جب مسلمان لشکر جنگ روم کے لیے جانے لگا تو ام حرام بھی ان کے ساتھ ہوئیں۔ پھر کشتی میں سوار ہوئیں۔ جب پانی سے باہر نکلیں تو اپنے اونٹ پر سوار ہو گئیں۔ راستہ میں اونٹ سے گر کر انتقال کر گئیں اور وہیں لوگوں نے انہیں دفن کر دیا۔

## واقعہ کی مزید تفصیل

حضور ﷺ نے ام حرام کے گھر قیلولہ کے دوران جو واقعہ ملاحظہ فرمایا۔ اس میں بخاری شریف کی روایت کے مطابق یہ الفاظ ہیں:

اول جیش من امتی یغزون البحر قد اوجبوا۔

ترجمہ: میری امت کا سب سے پہلا لشکر جو دریائی لڑائی لڑے گا ان کے

لیے جنت واجب ہوگئی ہے۔

پھر قَدْ اَوْجَبُوا کی تشریح کرتے ہوئے صاحب فتح الباری، رقمطراز ہیں:

ای فعلوا فعلا وجبت لهم به الجنة۔

ترجمہ: یعنی ان لوگوں نے ایسا کام کر دکھایا جس کی وجہ سے وہ یقیناً جنت

میں ملے گئے۔

یہ واقعہ اٹھائیس بھری کا ہے۔ اس لیے صاحب ناخ التواریخ کا اس کے

متعلق یوں کہنا: ”دور حکومت معاویہ“ اس سے اگر یہ مراد ہے کہ یہ واقعہ حضرت امیر

معاویہ کے دور خلافت میں ہوا تو درست نہیں۔ ہاں امیر معاویہ کی سرکردگی میں ہوا

کیونکہ یہ لشکر دمشق سے روانہ ہوا تھا اور اس صوبہ کے حضرت امیر معاویہ کو روز تھے لیکن

صاحب ناخ التواریخ نے امیر معاویہ کے دور کا یہ واقعہ تو لکھا لیکن یہ نہیں لکھا کہ خود

امیر معاویہ اس میں شریک تھے یا نہ اگر امیر معاویہ اس میں شریک نہ تھے تو قَدْ

اَوْجَبُوا کا مصداق وہ ہرگز نہیں گے۔ یا دوسرے الفاظ میں اس واقعہ سے امیر

معاویہ کا جتنی ہونا اس وقت تک ثابت نہیں ہو سکتا جب تک آپ کی اس شمولیت

ثابت نہ کی جائے۔ آئیے اس کا ثبوت ملاحظہ کریں:

ناخ التواریخ

”معاویہ ابن ابی سفیان بسوئے عثمان نامہ کرد۔ کہ ولایات روم

باشام چنان نزدیک است کہ بامداد ال از دوسو یا ننگ خرد سال و

آواز مرغان شنود شود۔ واینگ آب دریا از موج سہماک باز نشستہ

و از جنبش ہاغل ساکن گشتہ اگر رخت اور بجانب جزیرہ قبرس رفتی کم۔

و آں محال را کہ از مال و مواشی آئندہ است فرد غیرم۔ عثمان در پانچ

نوشست کہ عمر بن الخطاب ہرگز اجازت نمیکرد کہ مسلماناں آب دریا

عبرہ کنند مرا نیز کراہت می آید۔ اگر تو را ایں کار موافق افتادہ و بسلامت

ایں سفر واثق میباشی زن و فرزند خود را نیز با خویش در کشتی حمل میدہ تا

صدق عقیدت تو مرا مشکوف افتد۔

چوں معاویہ ایں پانچ ہشتید۔ فتح قبرس را قصیم عزم داد و عبداللہ بن

قیس را با گروہے از لشکر فرمان کرد تا از پیش کشتی در آب راندند۔ و

بفرمود کہ کشتیہا در عکہ فراہم آوردند۔ و شکر را و حبیبہ بداد و بازن و فرزند

بلکہ آمد۔ در روز در آنجا بود اور سیم بعد از نماز جمعہ کشتی در افتند۔ اما

عبداللہ بن قیس کہ از پیش در آب راندہ بود۔ از کشتی بر ماں دریا

بیرون شد۔ تا مگر از اراضی روم خبرے باز داند۔ ز نے را نگریت

بادر یوزگی روز گزارد۔ اور اورے چند عطا کرد آں زن برفت بہمان

دیہ و مردم را آگہی برد کہ ایں مرد کہ بالشکر دریائی نور واینگ بکفار بحر

ایستادہ گروہے بھجاب تاقین کردند۔ عبداللہ را محال بدست نشد کہ کشتی

گر بخرد اورا بگرفتند و بکشتند۔

ایں خبر را مسلمانان بردند۔ معاویہ بدال نگریت۔ ہم چنان بازن و

فرزند و تمامت سپاہ باد ویت و بیت کشتی را لختے نگاہ دار کہ مرا تاب و

طاقت و زرق طے طریق می کرد۔ ناگاہ باد مخالفت جنبش کرد۔ دایا مضطرب شد۔ زور قہا و کشتہا از یکدیگر بدوا افتاد۔ زن معاویہ سخت ترسید۔ و کلیا بلاج را نتواند و گفت اے کلیا کشتی را بختے نگاه دار کہ مرا تاب و طاقت رفته است۔ کلیا بلاج را گفت اے زن دریا فرماں کس نبرد و خبر خداے را بدیں کار دست نباشد صبری کن۔ کہ خبر دل بصوری نہادن چارہ نیست۔ بالجملة باد بالیست و موج بشت۔ و مسلمانان بسلامت شدند و ایں هنگام زور قے چند پدید ارشد کہ فرماں گزار جزیرہ قبرس قسطنطنیہ بدیہ میفرستاد۔ معاویہ فرمود تا جملہ را بجزرہ قسطنطنیہ۔ دوراں زور قہا کینز کان پری چہرہ و جامہائے دیبا و نفائس اشیاء فراوان یافتند و از آنجا بحریرہ قبرس در آمدند۔ و بے توانی دست بہ نهب و غارت کشودند۔ و بیاہ از قریہ ہائے و آبادی ایں پارا زیر پے سپردند۔ و غلامان و کینز را فراوان ج اسیر گرفتند۔ و اموال و ائصال از نفائس اشیاء بر ہم نہادند۔ و ایں جملہ را بکفار بھر آوردہ کشتہا را بیا کنند۔ و فرمانگزار جزیرہ را چتاں ہول و ہراسی فرد گرفتہ کہ خیال مدافعتہ در خاطرش عبور نہ داشت۔ تنہی نکلیہ و غدیگی نکشاد۔ و کس بز دیک معاویہ فرستاد و خواستگار مصالحت گشت بشرط کہ ہر سال ہفت ہزار و دو سبت دینار از می فرستد۔ معاویہ مسئول اورا باجاہت مقرون داشت۔ و بر ایں جملہ و شتی نوشت و مراجعت نمود چوں از دریا بیرون شد۔ بفرمود قاغانم را فراہم آوردند و طریق تلید بر زیر ہم نہادند۔ کینز را و غلامان را بحساب گرفتند از دہ ہزار افزوں بشمار آمد از جملہ ہفتصد تن دختر

آن دو شیرہ بود۔ معاویہ خمس غنائم را بیرون کرد و بانامہ فتح بسوئے عثمان فرستاد و دیگر را بجزیرہ قبرس نمود۔

(ناخ التواریخ، تاریخ الخلفاء جلد سوم صفحہ 139 تا 141) تذکرہ فتح جزیرہ قبرس ایل سلیمہ تہران طبع ہدیہ ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی کی طرف رقعہ لکھا کہ ولایت روم، شام سے اس قدر نزدیک ہے کہ صبح کے وقت ایک دوسرے کے بندوں کی آوازیں اور مرغ کی اذانیں سنائی دیتی ہیں اور اس وقت دریا کا پانی خطرناک موجوں سے خالی ہے اور خطرناک سیلاب کا نام و نشان تک نہیں ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں جزیرہ، قبرص کی طرف چڑھائی کر دوں اور ان مقامات کو جو کہ مال و مویشیوں سے بھرے پڑے ہیں ان پر قبضہ کر لوں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں لکھا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اس بات کی ہرگز اجازت نہیں دی کہ مسلمانوں کی کوئی جماعت دریا کا پانی عبور کرے اور مجھے بھی ایسا کرنا اچھا نہیں لگتا۔ اگر تم اس کام کو آسانی سے انجام دینا اور اپنے لیے موافق سمجھتے ہو اور اس مہم کو سلامت طے کرنے کا یقین رکھتے ہو تو پھر اپنے ہال بچوں کو اپنے ساتھ کشتی میں سوار کر لو تا کہ تمہاری یہی عقیدت سامنے آسکے۔

جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ جواب ملاحظہ کیا تو آپ نے قبرص کے فتح کرنے کے لیے پختہ ارادہ کر لیا اور عبداللہ بن قیس کو ایک لشکر دے کر فرمایا کہ وہ پہلے کشتی کو پانی میں اتاریں اور حکم دیا کہ بقیہ کشتیوں کو ساحل پر اکٹھا کیا جائے اور فوج کو ضروری احکام دیئے۔



خود اپنے اہل و عیال کے ہمراہ سائل پر آئے۔ دو دن وہاں قیام کرنے کے بعد تیسرے دن نماز جمعہ سے فارغ ہو کر کشتی میں سوار ہو گئے۔ ادھر عبداللہ بن قیس جو پہلے ہی دریا میں اتر گیا تھا وہ اپنی کشتی دریا سے سائل پر لے آیا تاکہ روم کی سرزمین کے بارے میں کچھ معلومات حاصل کرے۔ ایک عورت کو دیکھا کہ وہ دن بھر مانگ کر گزارہ کرتی ہے۔ اسے چند درہم دیئے۔ وہ عورت گاؤں میں گئی اور لوگوں کو خبردار کیا کہ جس آدمی نے دریا کے سائل پر ڈیر لگا دیا ہے یہ ایک لشکر کے ہمراہ عنقریب تم پر حملہ کرنے والا ہے۔ عبداللہ بن قیس کو جلدی میں آن لوگوں نے پکڑ کر قتل کر دیا۔ بھاگنے تک کا وقت نہ ملا۔

جب یہ خبر مسلمانوں تک پہنچی۔ امیر معاویہ نے اس کے متعلق غور و فکر کیا۔ پھر بال بچوں اور تمام سپاہیوں کو بائیس بڑی کشتیوں اور چھوٹی کشتیوں پر سوار کر کے سفر پر روانہ ہو گئے۔ اتفاقاً دوران سفر محانت ہوا چلنا شروع ہو گئی۔ دریا میں ہل چل مچی۔ چھوٹی اور بڑی کشتیاں ایک دوسرے سے دور ہو گئیں۔ امیر معاویہ کی بیوی سخت گھبرائی اور کلیان نامی ملاح کو بلا کر کہا۔ اے کلیان: کچھ دیر کے لیے کشتی کو ٹھہراؤ۔ کیونکہ اب مجھ میں قوت برداشت نہیں رہی۔ کلیان ہنس دیا اور کہنے لگا۔ بی بی! دریا کسی کا حکم نہیں ماننا کرتا۔ اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی کو اس کام کا اختیار و قوت نہیں۔ مہر کرو۔ کیونکہ اس کے بغیر اور کوئی چارہ نہیں۔ مختصر یہ کہ ہوا کچھ دیر بعد ٹھہر گئی اور موجوں کو سکون

آگیا۔ مسلمان سلامتی کے ساتھ کشتیوں میں بیٹھ گئے۔ اتنے میں دور سے چند چھوٹی کشتیاں آتی دکھائی دیں ان میں قبرص کے حکمرانوں کی طرف سے قسطنطنیہ کے حاکم کے لیے تحفہ جماعت لہے ہوئے تھے۔ امیر معاویہ نے حکم دیا کہ ان تمام کشتیوں کو پکڑ لیا جائے۔ ان کشتیوں میں چاندی صورت والی کینزیں، ریشمی کپڑے اور عمدہ اشیاء موجود تھیں۔ بھاری تعداد میں یہ چیزیں ہاتھ آئیں۔ اس کے بعد مسلمانوں کا یہ لشکر جزیرہ قبرص آیا اور مسلمان بے تحاشا تباہی اور بربادی کا منظر پیش کر رہے تھے۔ اس طرف کے علاقہ جات سے کثیر تعداد میں غلام اور لونڈیاں ان کے ہاتھ آئیں۔ بہت سی قیمتی اشیاء بھی ان کے ہاتھ لگیں۔ ان تمام چیزوں کو دریا کے کنارے پر لا کر کشتیوں میں ڈال دیا۔ جزیرہ قبرص کے حاکم کو اس سے ایسی دہشت ہوئی کہ اسے دفاع اور مقابلہ کرنے کا تصور تک نہ آیا نہ تو اراٹھائی نہ تیر کمان پر چڑھایا۔ پھر ایک آدمی کو حضرت امیر معاویہ کے پاس امن کی بھیک کے لیے بھیجا۔ امیر معاویہ نے اسے قبول کر لیا۔ شرط یہ قرار پائی کہ جزیرہ قبرص کا حاکم ہر سال ستر ہزار اور دو سو دینار دیا کرے گا۔ امیر معاویہ نے ان شرائط کو تحریر میں لایا اور وہ ایس لوٹ آئے۔ جب دریا سے باہر کنارے پر اترے تو فرمایا: تمام مال غنیمت کو اکٹھا کیا جائے۔ سپاہیوں نے اکٹھا کیا۔ اس وقت غلاموں اور لونڈیوں کی سرسری گنتی کی گئی تو دو ہزار سے بھی زائد لگے۔ ان تمام قیدیوں میں تقریباً سات سو ایسی لڑکیاں تھیں جو ابھی کنواری تھیں۔ حضرت امیر

معاویہ نے مالِ فہیمت کا پانچواں حصہ علیحدہ کر دیا اور فتح کی خوشخبری کا خط لکھ کر حضرت عثمان غنی کی خدمت میں ایک آدمی بھیج دیا۔ پانچواں حصہ بھی ان کے ہمراہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج دیا اور بقیہ کو مجاہدین میں تقسیم کروایا۔

### لحمہ فکریہ

اس طویل حوالہ سے ہم نہیں بلکہ ایک شیعہ مورخ کہہ رہا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس بھری لڑائی میں اپنے اہل و عیال سمیت شریک ہوئے تھے اور کشتیوں پر سوار ہو کر دریائی سفر طے کیا اور دشمنوں پر فتح حاصل کی چونکہ اسی سفر میں ام حرام کا انتقال ہوتا ہے۔ اب ان دونوں کڑیوں کو ملائیں تو بات یوں بنے گی کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کے ایک لشکر کو جنت کی بشارت دی جو کشتیوں پر سوار ہو کر دشمن سے لڑنے جائے گا اور اس جنتی لشکر میں حضرات ام حرام نے شریک ہونے کے لیے حضور ﷺ سے دعا کرانی جو منظور و مقبول ہوئی۔ ام حرام بموجب دعائے حضور اور بہ تمنائے جنت نشینی میں سوار ہوئیں۔ اس لشکر میں حضرت امیر معاویہ ایک پہ سالار کی صورت میں موجود تھے۔ لہذا نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی پیش گوئی کے مطابق جنتی ہوئے۔ اس حقیقت کو مد نظر رکھ کر کوئی بد نصیب ہی ایسا ہوگا جو امیر معاویہ کے جنتی ہونے کا اقرار نہ کرے اور پھر اگر اس ضمن میں یہ دیکھا جائے کہ امیر معاویہ کو جنتی نہ ماننے والا دراصل حضور ﷺ کی بات کو ٹھکرا رہا ہے تو ایسے کم بخت کا سرے سے ایمان ہی جاتا رہے گا۔

قارئین کرام! حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہم اہل سنت کا یہ عقیدہ

نہیں کہ آپ ہر خطا سے معصوم ہیں۔ ہاں حضور ﷺ کے جلیل القدر صحابی مانتے ہیں۔ ام حبیبہ کا بھائی ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ کا سالامانتے ہیں۔ مذکورہ پیش گوئی اور دیگر شواہد کی بنا پر ہم انہیں جنتی سمجھتے ہیں۔ حسن کریمین نے ان کی بیعت کر لی تھی۔ اس لیے ہم آپ کو باغی کہنے کے لیے ہرگز تیار نہیں ہیں۔ ان دونوں نے امیر معاویہ سے وظائف قبول کیے۔ اس لیے ہم امیر معاویہ کو حسین کا محن بھی کہتے ہیں۔ اس لیے ان لوگوں سے ہماری گزارش ہے کہ جو ان کے بارے میں باغی اور کافر تک کے الفاظ کی رٹ لگاتے ہیں وہ اپنے رویہ پر نظر ثانی کریں اور اللہ و رسول کے غضب سے بچنے کے لیے اس عقیدہ سے توبہ کریں۔

## فصل پنجم

جنگ صفین کے شرکاء اور مقتولین کے بارے  
میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا فرمان کہ وہ جنتی ہیں  
(شیعہ سنی مکتب سے اجابت)

## قرب الاسناد

عن جعفر عن ابیہ ان علیاً علیہ السلام کان یقول  
لاهل حربہ انا لم نقاتلہم عن التکفیر و لم  
نقاتلہم علی التکفیر لنا و لکنا رایدا انا علی حق و  
راوا انہم علی حق۔ (قرب الاسناد صفحہ 45 مطبوعہ جہان مطبعہ)

ترجمہ: امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد بزرگوار سے روایت کرتے ہوئے  
فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنے ساتھ لانے والوں کا  
اس انداز سے ذکر کرتے تھے کہ ہم نے ان سے اس وجہ سے لڑائی  
نہیں کی کہ وہ ہمیں کافر سمجھتے تھے اور نہ ہی ہم انہیں کافر قرار دے کر  
لڑے بلکہ ہوا یوں کہ انہوں نے خود کو حق پر جانا اور ہم نے اپنے آپ  
کو حق پر سمجھا۔ (دونوں فریق حق کی خاطر اور حق پر ہوتے ہوئے مجرا

مجھے کفر و اسلام کی جنگ نہ تھی۔)

## توضیح

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اس کلام سے دو باتیں بالکل ظاہر و باہر ہو گئیں۔  
اول یہ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کی لڑائی (اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا  
کے ساتھ محاسمت) اور ان کے رفقاء کے ساتھ ان کی لڑائی اس بنا پر نہ تھی کہ حضرت علی  
رضی اللہ عنہ ان کو معاذ اللہ کافر سمجھتے تھے بلکہ صرف اس وجہ سے ہوئی کہ حضرت امیر معاویہ  
رضی اللہ عنہ بمعہ اپنے رفقاء کے حضرت عثمان غنی کے قصاص کے مقابلہ میں اپنے آپ کو حق  
پر سمجھتے تھے اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنے طور پر اپنے آپ کو حق پر گردانتے تھے۔

دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ امیر معاویہ نے حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ حق  
کی خاطر لڑائی مول لی اور قطعاً وہ اپنے آپ کو باطل پر نہ سمجھتے تھے۔ لہذا جب کوئی  
شخص اپنے آپ کو حق پر جانتے ہوئے کوئی ایسا فعل یا کوئی ایسی بات کر ڈالتا ہے جو  
اس حق کو حاصل کرنے کی خاطر سر انجام دیتا ہے تو نیت کے غلوں کی وجہ سے وہ اجر و  
ثواب کا مستحق ہوتا ہے اور اگر وہی قول و فعل حقیقت میں حق کے مطابق نہ ہو تو پھر ایسے  
میں یہ "خطائے اجتہادی" کہلاتی ہے۔

لہذا معلوم ہوا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ کے  
مابین جنگ کسی باہمی عناد اور اختلافِ دین کی وجہ سے نہ تھی۔ بلکہ  
اجتہادی غلطی کی وجہ سے واقعہ ہوئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے باوجود اس  
کے کہ وہ حق پر تھے اور اپنی رائے میں اسی کو حق سمجھتے تھے۔ پھر بھی  
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو باطل پر لانے والا نہ فرمایا بلکہ انہیں ان  
کی اپنی رائے کے مطابق حق پر ہی گردانا۔ چونکہ حضرت امیر معاویہ



رضی اللہ عنہ آخر دم تک اپنی رائے پر قائم رہے جو بقول علی المرتضیٰ حق تھی۔ اس لیے آپ کو باغی قرار نہیں دیا جاسکتا۔ یعنی وہ باغی جو خلیفہ برحق کے خلاف ناحق بلوہ کھڑا کر دے اور امت مسلمہ میں انتشار کا باعث بنے لیکن بعد میں تاریخی اور واقعاتی شواہد سے یہ پتہ چلا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی رائے صائب اور درست نہ تھی، اس لیے علمائے اہل سنت نے اس بارے میں یہ عقیدہ رکھا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے خطا اجتہادی سرزد ہوئی۔ جسے وہ خود خطا نہ سمجھتے تھے۔ اگر وہ خود کو خطا پر سمجھتے تو اس سے رجوع فرما لیتے۔ اسی عقیدہ کی تائید حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اس مندرجہ بالا ارشاد سے بھی ہوتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

جنگ صفین کے اختتام کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا وہ فیصلہ جو آپ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے رفقاء کار کے متعلق مختلف ممالک اسلامیہ کو روانہ کیا

نہج البلاغہ:

ومن کتاب له عليه السلام كتبه الى اهل الامصار  
يقص فيه ما جرى بينه وبين اهل صفين وكان بدء  
امرنا انا التقينا والقوم من اهل الشام والظاهر ان  
ربنا واحد ونبينا واحد ودعوتنا في الاسلام واحدة  
ولا نستزيدهم في الايمان بالله والتصديق برسوله  
ولا يستزيدوننا الامر واحد الا ما اختلفنا فيه من  
دم عثمان ونحن منه براء۔

(نیرنگ فصاحت ترجمہ نہج البلاغہ صفحہ نمبر 467 مطبوعہ یوٹی دہلی)

ترجمہ: اکثر شہروں کے معززین کو حضرت نے یہ خط تحریر فرمایا ہے، جس میں اجرائے جنگ صفین کا بیان ہے ہماری اس ملاقات (لڑائی)

کی ابتداء جو اہل شام کے ساتھ واقع ہوئی، کیا تھی؟ حالانکہ یہ بات ظاہر ہے کہ ہمارا اور ان کا خدا ایک ہے رسول ایک ہے، دعوت اسلام ایک ہے، (جیسے وہ اسلام کی طرف لوگوں کو بلا تے ہیں، ویسے ہی ہم بھی) ہم خدا پر ایمان لانے، اس کے رسول کی تصدیق کرنے میں ان پر کسی فضیلت کے خواہاں نہیں نہ وہ ہم پر فضل زیادتی کے طلب گار ہیں ہماری حالتیں بالکل یکساں ہیں، مگر وہ ابتداء یہ ہوئی، کہ خون عثمان میں اختلاف ہو گیا، حالانکہ ہم اس سے بری تھے۔

### لمحہ فکریہ

قارئین کرام! حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا یہ فیصلہ اور تحریر اس وقت برسر عام آئی، جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مابین ہونے والی جنگ سرد پڑ چکی تھی، اور حالت امن قائم ہو گئی تھی، حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے امت مسلمہ کی بھلائی اور انہیں باہمی غلط فہمی سے بچانے کے لئے ایک عظیم کارنامہ انجام دیا اس خط کے ذریعہ آپ مملکت اسلامیہ کے تمام بڑے بڑے شہروں کے حکمرانوں کے ذریعہ پوری امت مسلمہ کو یہ بتلانا چاہتے تھے، کہ میرے اور امیر معاویہ کے درمیان جو جنگ ہوئی، وہ کفر و اسلام اور حق و باطل کی جنگ نہ تھی، ہم میں سے ہر ایک فریق صاحب ایمان اور پختہ مسلمان تھا، نہ وہ ہم سے ایمان و اسلام کی زیادتی کے دعوے دار اور نہ ہی ہم اس بات کے مدعی تھے۔

اگر میں (راقم الحروف) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی اس تحریر کے بارے میں اپنے دل کی بات کہوں، تو امید ہے کہ قارئین کرام اس کو ضرور سراہیں گے، اور اس

کی تائید بھی کریں گے، وہ یہ کہ اللہ رب العزت نے اس باب العلم رضی اللہ عنہ کو وہ بصیرت عطا فرمائی تھی، اور ایسا علم لدنی عطا فرمایا تھا، کہ جس کی وجہ سے آپ یہ جانتے تھے کہ ایک دور آئے گا، کہ کچھ "نام نہاد مجاہدان علی" اپنی جھوٹی محبت کی آڑ لے کر حضور خدا و امی و ابی کے صحابہ پر تنقید و تحقیر کا سوچیں گے، اور اپنے خبیث باطنی کی بنا پر وہ کفر و نفاق کے فتوے لگانے سے بھی نہ چوکیں گے، پھر اس بد ان کی ڈھٹائی قابل دیدنی یہ ہوگی کہ وہ یہ خرافات میرے حوالے سے بیان کریں گے، اور میری آل و اولاد کو اس میں استعمال کرنے کی مذموم کوشش کریں گے آپ نے "اتقوا بفرات المؤمن فانه ينظر بنور الله" کے لطف ایزدی اور عطائے ربانی سے اسی وقت اس کو بھانپ کر صاف فرما دیا، کہ اہل شام اور میرے درمیان جو لڑائی ہوئی، ہم میں اور ان میں ایمان و اسلام کا کوئی فرق نہیں، جیسا ان کا رب ایک و یسا ہی ہمارا بھی ایک ہے جیسے وہ اللہ کی تصدیق اور اس کے رسول مقبول کی رسالت کی تصدیق کرتے ہیں، ہم ان سے اس میں زیادتی کے دعوے دار نہیں، اور جس اسلام کی دعوت وہ دیتے ہیں، ہم بھی اسی اسلام کے داعی ہیں، ہمارا اور ان کا معاملہ ایک ہی ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ اس قدر واضح ہیں کہ انہیں پڑھ کر کوئی شخص بھی کہ جس کے دل میں تھوڑی سی بھی ایمان کی ریت ہوگی، وہ یہ ہرگز نہیں کہے گا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے دیگر رفقاء معاذ اللہ کافر یا منافق تھے، کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے ارشاد کے مطابق خود اقرار فرماتے ہیں کہ ایمان باللہ و تصدیق دعوت اسلام میں ہم ان پر زیادتی کے علمبردار نہیں، تو معلوم ہوا کہ نفس ایمان و تصدیق میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں کوئی فرق مراتب نہیں، ہاں یہ ضرور ہے کہ اعمال صالحہ کی رو سے حضرت علی رضی اللہ عنہ افضل و اعلیٰ ہیں، لیکن

ایمان و تصدیق میں آپ امیر معاویہ سے زیادتی کے دعوے دار نہیں۔

اس عظیم ارشاد کے بعد اگر پھر بھی کوئی دریدہ دہن یہ کہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے دیگر رفقاء کے کارناقص الایمان یا بالکل بے ایمان تھے، (معاذ اللہ) تو پھر ایسے بد زبان سے یہ پوچھا جاسکتا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ایمان و تصدیق کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے؟ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے ایمان اور امیر معاویہ کے ایمان کو برابر قرار دے رہے ہیں، اور ان کی تصدیق کو اپنی تصدیق سے فروتر اور کم درجہ نہیں سمجھتے، جب تو امیر معاویہ کے بارے میں ناقص الایمان یا مفقود الایمان ہونے کا قائل اور معتقد ہے، تو اسی مساوات سے حضرت علی المرتضیٰ کو بھی یہی کہنے کا تیری محبت نے کیا کیا گل کھلائے، نہ محبوب کو بخشتا اور نہ اس کے ساتھیوں کو معاف کیا، کیا یہ سب کچھ ترے اپنے باطن کا حال ظاہر نہیں ہو رہا؟ ہاں یہ سچ ہے، منہ بد ذالغ ہو، تو ہر میٹھی چیز بھی کڑوی لگتی ہے، قوت شامہ معطل ہو متعفن ہو، تو پھولوں کی مہک بھی بد بو لگے گی، حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے اور امیر معاویہ کے درمیان ایمان و تصدیق اور دعوت اسلام میں فرق نہ جانیں، اور ایک قتل عثمان کی غلط فہمی کو جنگ کا سبب قرار دیں، اور تو اس کو کفر و اسلام کی ٹکر کہے، بخدا! حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء کے بارے میں بالکل صاف تھے، اور انہیں مومن و مسلمان سمجھتے تھے، اور یہی حق ہے، اور اسی کی اتباع چاہئے۔

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ ①

## جنگ صفین کے شرکاء کے بارے میں اہلسنت و جماعت کا مسلک

تفسیر قرطبی

قال الحارث الاعور سئل عن علي بن ابي طالب رضي الله تعالى عنه وهم القدوة عن قتال اهل البغي من اهل الجمل وصفين امشركون هم؟ قال لا من الشرك فربوا فقليل امنافقون؟ قال لا لان المنافقين لا يذكرون الله الا قليلا، قيل له فما حالهم قال اخواننا بغوا علينا.

(تفسیر قرطبی زیر آیت انما المؤمنون اخوة سورة الحجرات، ج ۱۶ صفحہ نمبر 324 مطبوعہ قاہرہ،  
(اسنن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ عنہما قال ابی ابی بنی بلد نمبر 8 صفحہ نمبر 173 مطبوعہ مکتبہ مکرمہ)

ترجمہ: حارث اعور کہتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے جنگ جمل

اور جنگ صفین کے شرکاء کے بارے میں پوچھا گیا، جنہوں نے ان کے خلاف بغاوت کی، اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ ان کے مقابل لشکروں کے کرتا دھرتا تھے، کیا وہ مشرک ہیں؟ فرمایا نہیں وہ تو شرک سے دور نکل بھاگ گئے ہیں، (یعنی شرک اب ان کے



قریب پھٹک تک نہیں سکتا، کیونکہ وہ حلقہ بگوش اسلام ہو چکے ہیں۔) پھر پوچھا گیا اچھا تو وہ منافق ہوں گے، فرمایا ہرگز نہیں، کیونکہ منافقین تو اللہ کو بہت کم یاد کرتے ہیں، (اور دونوں جنگوں کے شرکار، کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے ہیں) پھر دریافت کیا گیا، پھر ان کی کیا حالت ہے۔؟ فرمایا، ہمارے ہی بھائی ہیں جنہوں نے ہم سے بغاوت (زیادتی) کی۔

### مجمع الزوائد

عن یزید بن الاصم قال قال علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
قتلای وقتلای معاویۃ فی الجنة رواہ الطبرانی  
وزجالہ وثقوا۔

(مجمع الزوائد منبع الفوائد از حافظ ابوبکر البیہقی باب ما جاء فی معاویہ بن سفیان۔ جلد 5 جز 9 صفحہ 357 مطبوعہ مصر)

ترجمہ: یزید بن اصم راوی نے کہا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان لڑائی میں قتال کرنے والے اور شہید ہونے والے تمام جنتی ہیں، اس روایت کو امام طبرانی نے ذکر کیا، اور اس کے تمام راویوں کو ثقہ کہا گیا۔

اہل سنت و جماعت کی کتب میں یوں تو بہت سی روایات اس موضوع پر موجود ہیں لیکن ہم نے بطور نمونہ جو دو روایات ذکر کیں، ان کے مفہوم کو آپ نے پڑھ لیا، خاص کر مجمع الزوائد کی روایت کہ جس کے راویوں کی ثقاہت بھی ساتھ ہی موجود ہے، ان دونوں روایات میں واضح طور پر یہ کہا گیا کہ خود حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اور ان کے تمام ساتھیوں کو جو جنگ صفین میں شریک تھے، اور ایک دوسرے کے ہاتھوں شہید ہوئے صاف صاف جنتی فرمایا، تو ہماری ان روایات اور کتب شیعہ سے ذکر کردہ روایات کا منفع حضرت علی رضی اللہ عنہ، دونوں طبقوں نے جو اس بارے میں روایات ذکر کیں، ان سے صاف صاف عیاں ہے کہ اہل سنت و جماعت اور اہل تشیع دونوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے تمام رفقاء مومن اور جنتی ہیں، لہذا ان حضرات کے بارے میں زبان لعن طعن دراز کرنا دراصل انہیں تو ملعون بنائے گا، بلکہ خود کہنے والا اپنی زبان سے اپنے اوپر لعن طعن کر رہا ہے، کیونکہ احادیث میں موجود ہے جو سنی ایسے شخص پر لعن طعن کرتا ہے جو اس کا مستحق نہیں، تو لعنت لوٹ کر اسی پر پڑتی ہے، جو لعنت کر رہا ہوتا ہے خود کتب شیعہ اس مضمون کی تائید کرتی ہیں ملاحظہ ہو۔

### قرب الاسناد

قال (ابو عبد اللہ) ابی ان اللعنة اذا خرجت من صاحبها ترددت بینہا و بین الذی یلعن فان وجدت مساعدا والا عادت الی صاحبها و کان احق بہا

فاحذروا ان تلعنوا مؤمناء فيحل بكم۔

(قرب الاسناد مطبوعہ 7 مطبوعہ تہران طبع بدیعہ علیہ التفتیش صفحہ نمبر 126 روایت حقوق مومنان طبع قدیم ایران)

ترجمہ: امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی لعنت کرنے والا کسی پر لعنت کرتا ہے، تو وہ لعنت ان دونوں یعنی لعنت کرنے والے اور جن پر لعنت کی گئی ہے درمیان پھرتی ہے، اگر اسے کوئی راستہ مل جائے، (اور ایسی وجہ لعنت کئے جانے والے میں پالے، جو لعنت کا سبب بن سکتی ہے) تو اس کی طرف چلی جاتی ہے (اور اگر اس کی طرف کوئی راستہ نہ ملے تو جس نے کہی، اسی پر پلٹ جاتی ہے، اور وہی اس کا زیادہ حق دار بھی ہے، لہذا کسی مومن پر لعنت کرنے سے حد درجہ احتیاط برتو کہیں ایسا نہ ہو، کہ وہ لعنت خود تم پر آن پڑے۔

روایات بالا میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے فرمان کے مطابق یہ بات ظاہر ہے کہ آپ کسی مومن پر لعنت سمجھنے سے بڑی احتیاط کا حکم دے رہے ہیں، ورنہ وہ لعنت خود سمجھنے والے پر واقع ہو جائے گی، اب جبکہ کتب شیعہ اور کتب اہل سنت سے یہ بات بالاتفاق ثابت ہو چکی کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے رفقاء قطعی اور کچے مومن ہیں، اور منفی ہیں۔

تو پھر ان حضرات پر زبان لعن طعن دراز کرنا "فعل ملعون" نہیں تو اور کیا ہے؟ لہذا ان لوگوں سے مجھے امید ہے جو اس قسم کی دہائی تباہی کہتے سنتے اور لگتے پڑھتے ہیں، بقول امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ باز آجائیں گے، ورنہ ان کے اس طرز سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے رفقاء کا تو کچھ نہ بگڑے گا، بلکہ خود کہنے والا "ملعون" ہو گا، بھلے کی بات جہاں سے بھی ملے، لے لینی چاہیے، پھر جب ہمارے

تمہارے سب کے محترم ہیں، اس سے اعراض ابدی ذلت کے سوا کچھ عطا نہ کرے گا۔

وَاللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يَّشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

جنگ جمل کے مقتولین کے متعلق حضرت علی اور

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما کا اظہار خیال از کتب شیعہ

مروج الذهب

ووقف علی علی عبدالرحمن بن عتاب بن اسید ابن ابی العیص بن امیۃ وهو قتیل یوم الجمل فقال له فی علیل یعسوب قریش قتلت الغطاریف من بنی عبدمناف شقیۃ نفسی وجدعت انفی فقال له الاشترا ما شد جزعک علیہم ای امیر المومنین وقد اراحوا بک ما نزل بہم فقال انه قامت عنی وعنہم نسوة لم یقمن عنک وقد کان قتله فی ذالک الیوم الاشترا النعمانی۔

(مروج الذهب للمسعودی ذکر موقعة الجمل بلردوم صفحہ نمبر 371 مطبوعہ بیروت طبع بدیعہ)

ترجمہ: (جنگ جمل کے اختتام کے بعد جب حضرت علی رضی اللہ عنہ اس جنگ میں کام آنے والے مسلمانوں پر سے گزرے) تو عبدالرحمن بن عتاب بن اسید بن ابی العیص بن امیہ کے لاش پر گھڑے ہوئے، جمل کے دن انہیں مارا گیا تھا، فرمایا، اے قریشی سردار! مجھے تیرے مرنے کا بہت افسوس ہے تو نے بنی عبدمناف کے بڑے

بڑے ناموروں کو قتل کیا، میرا دل چھلنی کر دیا، میری ناک کاٹ دی، تو اشتر نخعی نے کہا، آپ ان پر کتنا افسوس فرما رہے ہیں حالانکہ جو کچھ ہوا انہیں کی وجہ سے ہوا۔ یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اشتر سے کہا آج کے دن میرے قہیدہ اور ان کے قہیدہ کی عورتیں روئیں گی، تجھے کوئی نہ روئے گی، یہ اشتری تھا جس نے عبدالرحمن بن عتاب مذکور کو جنگ جمل میں قتل کیا تھا۔

### قرب الاسناد

عن جعفر عن ابیہ ان علیا علیہ السلام کان یقول لا اهل حربہ انالہم تقاتلہم علی التکفیر لہم ولم نقاتلہم علی التکفیر لنا ولکننا راینہا اناعلی الحق وراوا انہم علی حق۔ (قرب الاسناد جلد اول صفحہ نمبر 45 مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ: امام جعفر صادق اپنے والد امام باقر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جنگ جمل کے شرکاء کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے انہیں از روئے کفر نہ مارا، اور نہ ہی انہوں نے بوجہ کفر ہمارا مقابلہ کیا لیکن بات یہ تھی کہ ہم اپنے آپ کو حق پر سمجھتے تھے اور وہ اپنے آپ کو حق پر جانتے تھے۔

### قرب الاسناد

عن جعفر عن ابیہ ان علیا علیہ السلام لم یکن ینسب احدا من اهل حربہ الی الشریک ولا الی

النفاق ولکن یقول ہم اخواننا بغوا علینا۔

(قرب الاسناد فی روایات جعفر جلد اول صفحہ نمبر 45 مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ: حضرت امام جعفر صادق اپنے والد حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جنگ جمل میں شریک کسی کو بھی شرک اور نفاق کی طرف منسوب نہ کرتے تھے، (یعنی کسی کو مشرک یا منافق نہ سمجھتے تھے) بلکہ آپ فرماتے تھے، ہمارے بھائیوں نے ہی ہمارے خلاف بغاوت کر دی تھی۔

### روضۃ الصفاء

در روزے کہ آن واقعہ روئے نمود خلقی کثیر بقتل آمدند، عائشہ از وی پرسید کہ طلحہ کجا است، جواب داد کہ مقتول گشت باز پرسید کہ حال زبیر چوں است، گفت در اول نہار از لشکر گاہ بیرون رفت، و در آخر روز زہر قتل او شیوع یافت، و دیگرے از اصحاب را پرسید، جواب شنید کہ او نیز بایادال ملحق گردید صدیقہ گفت خدائی تعالیٰ برایشاں رحمت کند، خالد گفت از یارال و ہواداران علی زید بن صوعان نیز کشتہ گشت عائشہ گفت او نیز از جملہ مرحومان است، خالد پرسید کہ آیا خدائی تقدس و تعالیٰ ایس دو طاغوت را کہ خلاف یکدیگر ورزیدہ و شمشیر بردی ہم کشیدہ اند در یک مکان جمع کند عائشہ فرمود کہ رحمت باری سبحانہ و تعالیٰ از ہر چہ در بیان آید وسیع تر است، و ہمچو کہ را در افعال او مجال چون و چرا نیست۔

(روضۃ الصفاء جلد دوم ذکر خلافت امیر المومنین صفحہ نمبر 489 مطبوعہ مکتبہ نوریہ قدیم)

ترجمہ: (خالد ابن داحمہ، حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک علم



وفصل کی وجہ سے منفرد و ممتاز مقام رکھتا تھا) اس دن کہ جب جنگ جمل ہوئی، خالد، مائی صاحبہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا، بہت سے لوگ مادے جاچکے تھے، سیدہ صدیقہ نے خالد سے پوچھا: طلحہ کہاں ہیں؟ جواب دیا: قتل ہو گئے، پھر پوچھا: زبیر کا حال کیسا ہے؟ کہا: جنگ کے شروع میں لشکر گاہ سے وہ گئے، اور دن ڈھلے ان کے قتل کی خبر پھیل گئی، بعض اور ساتھیوں کے بارے میں پوچھا، تو کہا، وہ بھی اپنے دوستوں سے مل چکے ہیں، (یعنی قتل ہو چکے ہیں) سیدہ صدیقہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان پر رحمت کرے، خالد نے پوچھا: حضرت علی کے نام لیواؤں اور خیر خواہوں میں سے زید بن صوحان بھی قتل ہو گیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، وہ بھی اللہ کی رحمت میں ہے، خالد نے پوچھا کہ کیا اللہ تعالیٰ ان دونوں لشکروں کو جنہوں نے ایک دوسرے کے خلاف تلواریں چلائیں، ایک ہی جگہ اکٹھا کرے گا؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کی رحمت ہر چیز سے وسیع ہے، اور کسی شخص کو اس (اللہ) کے افعال میں چون و چرا کرنے کی مجال نہیں ہے۔

مروج الذهب، قرب الاسناد اور روضۃ الصفاء سے  
مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے

① جنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مذ مقابل کے شہداء کے بارے میں فرمایا کہ مجھے ان کی شہادت پر بہت افسوس ہے۔ کیونکہ جو لوگ قتل ہو گئے

وہ نہ تو میرے دشمن تھے، اور نہ ہی ہم میں بیگانگی تھی، لہذا ان کا قتل ہو جانا گویا اپنا ہی نقصان ہوا ہے۔

② حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بالکل واضح الفاظ میں فرمایا، کہ جنگ جمل میں میرے مذ مقابل نہ تو کافر و مشرک تھے، اور نہ ہی منافق، ہماری لڑائی ان وجوہات کی بنا پر نہیں ہوئی، بلکہ ہم میں سے ہر ایک اپنے آپ کو حق پر سمجھ کر لڑ رہا تھا، یعنی میں اور میرے ساتھی یہ سمجھتے تھے کہ میری خلافت برحق ہے اور اس کی مخالفت، بغاوت کے مترادف ہے، اور میرے مذ مقابل اس نظر یہ پر لڑے تھے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے قصاص نہ لینے والے اسلام کے خیر خواہ نہیں۔

③ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے خالد ابن واثمہ کے استفسار میں فرمایا کہ جنگ جمل میں دونوں طرف کے کام آنے والے مسلمان شہید ہیں اور وہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کی رحمت میں داخل ہیں۔

### الحاصل

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور سیدہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ارشادات مقتولین جنگ جمل کے بارے میں آپ نے پڑھے، ان سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں حضرات کو مقتولین جمل کا گہرا صدمہ ہوا، اور حسن اعتقاد کی یہ نشانی تھی، کہ اس جنگ میں دونوں طرف سے کام آنے والے مسلمانوں کو یہ دونوں حضرات اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مستحق اور جنتی قرار دیتے ہیں، بلکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے تو بات ہی صاف کر دی فرمایا، ان مقتولین میں سے کوئی کافر، مشرک یا منافق نہ تھا، وہ تو میرے اپنے ہی تھے ان کی موت سے میرا اپنا نقصان ہوا، گویا میں نے اپنی ناک کاٹ لی، ان

واضح ارشادات کے بعد بھی اگر کوئی بذاتِ جنگِ جمل میں دونوں گروہوں میں سے کسی ایک کو یا سب کو کافر یا منافق کہے، تو قارئینِ کرام! آپ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ اس کا قول اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا واضح ارشاد ان دونوں میں سے کونسا قابلِ قبول ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ یقیناً سچے ہیں، لہذا ان کی بات ہی قابلِ قبول ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مقتولینِ جمل کا انتہائی مددہ ہوا، جو آپ کی زندگی کے آخری لمحات تک بھی نہ گیا، شیعہ مصنف حضرت علی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس افسوس کو یوں نقل کرتا ہے۔

قالت واللہ لو حدثت انی مت قبل هذا اليوم بعشرين سنة، وخرج من عندها فاتی علیاً فقال له علی واللہ لو حدثت انی مت من قبل اليوم بعشرين سنة۔

(کامل ابن اثیر ذکر سیر علی ابی البصرة، جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 254 مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ: (تقصاع ابن عمر جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس حاضر ہوا، تو دورانِ گفتگو آپ نے ازراہ افسوس فرمایا، کہ خدا کی قسم! میں اگر اس دن (جنگِ جمل کے دن) سے بیس سال پہلے دنیا سے رخصت ہو چکی ہوتی، تو بہت اچھا تھا، تاکہ میں یہ واقعہ نہ دیکھ پاتی) پھر قصاع حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیاتِ ۱۴۱ و ۱۴۲ موضوع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا، میں تمنا کرتا تھا کہ اس دن کے آنے سے بیس برس پہلے مجھے موت آ جاتی، (تو بہت اچھا ہوتا)۔

کامل ابن اثیر میں اسی مقام پر یہاں تک مذکور ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

کسی مقتول کے پاس کھڑے ہوتے، تو بڑے دکھ درد کا اظہار فرماتے، حتیٰ کہ جب آپ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی میت پر تشریف لائے، تو ازراہ افسوس اِذَا يَلُوْا وَاِذَا يَلِيْكَ رُجِعُوْنَ ﴿۱۸﴾ پڑھا، اور حلفیہ فرمایا:

”اے ابو محمد! تمہارا ارادہ ہمارے ساتھ لڑنے کا نہ تھا، (یعنی قاتلانِ عثمان کے مکرو فریب نے ہمارے درمیان جنگ کروادی، ورنہ ہماری کوئی ذاتی دشمنی تھی)۔“

اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بصری اور کوئی مقتولین کو جمع کروایا، اپنے اور مخالف فریق دونوں کے مقتولین کی آپ نے نماز جنازہ پڑھائی۔  
وصلی علی قتلی اهل البصرة والكوفة وصلی علی قریش من هولاء۔

یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بصری اور کوئی مقتولین کی نماز جنازہ پڑھائی، اور احرار دونوں طرف کے قریشی مقتولین کی بھی آپ نے نماز جنازہ پڑھائی، اور اس بات پر سب کا اتفاق ہے، کہ نماز جنازہ دراصل میت کے لئے اللہ تعالیٰ سے طلبِ مغفرت ہوتی ہے، اب ہم اہل تشیع سے پوچھتے ہیں کہ کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھ نماز جنازہ میں اقتداء کرنے والوں کی ان مرنے والوں کے بارے میں استغفار قبول ہوئی، یا رد کر دی گئی؟ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو تم مستجاب الدعوات سمجھتے ہو یا کہ نہیں؟ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دعاء کو تم اللہ کی بارگاہ میں مقبول و منظور سمجھتے ہو، تو تمہیں اس مقام پر دو باتیں لازم آتا پڑیں گی، اول یہ کہ حضرت علی نے جن کی نماز جنازہ پڑھائی، وہ کافر نہ تھے، مشرک نہ تھے، منان نہ تھے (جیسا کہ خود حضرت علی نے ان کے بارے میں فرمادیا ہے)۔ دوسری یہ کہ اگر ان کے چھوٹے موٹے عنا

تھے بھی تو وہ ان حضرات کی دعا کے صدقہ معاف ہو گئے، اور وہ بچے مومن ہونے کے ساتھ مغفور بھی ہوئے۔

### تبصرہ

مذکورہ عبارات نے واضح کر دیا ہے، کہ خلیفہ چہا دم سردار ائمہ اہل بیت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں سوئے ظن کی بجائے عقیدت و احترام تھا، انہیں اپنا بھائی سمجھتے تھے، اور ان کی طرف سے لڑنے والوں کو بھی مومن اور جنتی سمجھتے تھے، لہذا جو شخص علی المرتضیٰ سے محبت کا دعوے دار ہے، اسے آپ کے ارشادات کو دل میں جگہ دینی چاہئے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق جنتی ہونے کا عقیدہ رکھ کر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو خوش رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

### فصل ششم

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعن طعن کرنے والے سے  
حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ناراضگی

### نبج البلاغہ

وقد سمع قوما من اصحابه يسبون اهل الشام ايام  
حربهم بصفين اتي اكره لكم ان تكونوا سبا بين  
ولكنكم لو وصفتم اعمالهم وذكروا حالهم كان  
اصوب في القول وابلغ في العذر وقلتم مكان سبكم  
اياهم اللهم احقن دماءنا ودماءهم واصلح ذات  
بيننا وبينهم واهدهم من ضلالهم حتى يعرف الحق  
من جهله ويرعوى عن الغي والعدوان من لهج به.

(نبج البلاغہ خطبہ نمبر 206 صفحہ نمبر 323 مطبوعہ بیروت چونا سادہ)

ترجمہ: جنگ صفین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے چند آدمیوں  
سے شامیوں کے بارے میں گالی سنی، تو فرمایا میں تمہیں گالی دینے  
والا اسن کر بہت خفا ہوتا ہوں، کیا بہتر ہوتا، کہ تم گالی کی بجائے ان



کے اچھے کام اور ان کی خوبی، حالت بیان کرتے، اور تم گالی کی جگہ ان کے لئے یہ کلمات کہتے، اے اللہ! ہمارے اور ان کے خون کو گرنے سے بچا، اور ہمارے درمیان صلح و صفائی پیدا فرما دے، اور انہیں گمراہی سے ہدایت عطا فرما، یہاں تک کہ حق کو اس سے ناواقف جان لے اور جھگڑا الٹ شخص جھگڑے اور باہمی نزاع سے باز رہ جائے۔

### الاخبار الطوال

قالوا وبلغ عليا ان حجر بن عدى وعمر بن الحمق يظهران شتم معاوية ولعن اهل الشام فارس بن الهيثم ان كفا عما يبلغني عنكما فاتيانه فقالا يا امير المؤمنين السنا على الحق وهم على الباطل قال بلى ورب الكعبة المسدنة قالوا فلم تمنعنا من شتمهم ولعنهم قال كرهت لكم ان تكونوا شتامين لغانين ولكن قولوا اللهم احقق دماءنا ودماءهم واصلح ذات بيننا وبينهم واهد هم من ضلالتهم حتى يعرف الحق من جهله ويرعوى عن الغي من لهج به۔

(الاخبار الطوال ذکر واقعات صفین صفحہ نمبر 165 مصنف احمد بن داؤد الدیلمی مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو جنگ صفین میں خبر ہوئی، کہ حجر بن عدی اور عمرو بن حمق دونوں حضرات امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہتے ہیں، اور شامیوں پر لعنت کرتے ہیں، تو آپ نے ان کو کہلا بھیجا، کہ جو کچھ تمہارے بارے میں مجھے خبر ملی ہے، اس سے باز رہو، دونوں حاضر

قدمت ہوئے، اور کہنے لگے اے امیر المؤمنین! ہم حق پر نہیں؟ اور وہ باطل پر نہیں؟ حضرت نے فرمایا، رب کعبہ کی قسم! ایسا ہی ہے، تو انہوں نے عرض کی، پھر آپ ہمیں گالی گلوچ اور لعن طعن سے کیوں روکتے ہیں؟ فرمایا میں اسے اچھا نہیں سمجھتا، کہ تم دونوں گالی دینے والے اور لعنت کرنے والے ہو جاؤ، لیکن اگر کچھ کہنا چاہتے ہو، تو یوں کہو، اے اللہ! ہمارے اور ان کے خون کو محفوظ فرما، اور ہم میں صلح پیدا فرما اور انہیں غلط راہ سے ہدایت عطا فرما، حتیٰ کہ انجان حق کو پہچان جائے اور جھگڑا الٹ شخص جھگڑے سے رک جائے۔

امیر معاویہ اور آپ کے رفقاء میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک ایمان کے پورے شرائط پائے جاتے تھے

### نہج البلاغہ

ومن كتاب له عليه السلام كتبه الى اهل الامصار يقص فيه ماجزى بينه وبين اهل صفين وكان بدء امرنا انا والتقينا والقوم من اهل الشام والظاهر ان ربنا واحد ولبينا واحد ودعوتنا في الاسلام واحدة ولا نستزيدهم في الايمان بالله والتصديق برسوله ولا يستزيدوننا الامر واحد الا ما اختلفنا فيه من دم عثمان ونحن منه برآء۔

(نہج البلاغہ خطبہ 58 صفحہ نمبر 448 مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: اکثر شہروں کے معززین کو حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے یہ خط تحریر فرمایا ہے جس میں ماجرائے جنگ صفین کا بیان ہے، ہماری اس ملاقات (لڑائی) کی ابتداء جو اہل شام کے ساتھ واقع ہوئی، کیا تھی؟ حالانکہ یہ بات ظاہر ہے کہ ہمارا اور ان کا خدا ایک ہے، رسول ایک ہے، دعوت اسلام ایک ہے (جیسے وہ اسلام کی طرف لوگوں کو بلا تے ہیں، ویسے ہی ہم بھی) ہم خدا پر ایمان لائے، اس کے رسول ﷺ کی تصدیق کرنے میں ان پر کسی فضیلت کے خواہاں نہیں، نہ وہ ہم پر فضل اور زیادتی کے طلب گار ہیں، ہماری حالتیں بالکل یکساں ہیں، مگر وہ ابتداء یہ ہوئی، کہ خون عثمان رضی اللہ عنہ میں اختلاف پیدا ہو گیا، حالانکہ ہم اس سے بری تھے۔

### امالی طوسی

شیخ ابو جعفر طوسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وصایا کو جمع کیا، جو آپ نے اپنے دوستوں کے لئے لکھیں، ان میں سے ایک یہ تھی۔

واوصیکم بالصلوة، والزکوة، والجهاد... واوصیکم باصحاب نبیکم لاتسبواہم الخ

(الامالی للشیخ طوسی جلد دوم الجزء الثامن من عشر صفحہ نمبر 136 مطبوعہ نجف اشرف)

ترجمہ: میں تمہیں نماز، زکوٰۃ اور جہاد کی وصیت کرتا ہوں، اور یہ بھی کہ نبی کریم ﷺ کے کسی صحابی کو گالی مت نکالنا۔

### کشف الغمہ

وعن ابی بکرۃ قال بینما النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخطب اذ صعد الیہ الحسن فضبه الیہ وقال ان ابنی هذا سید وان اللہ لعلہ ان یصلح بہ بین فئمتین من المسلمین عظیمتین۔

(کشف الغمہ فی معرفۃ الامۃ بن کرہ امام حسن فی طرہ جلد اول صفحہ نمبر 546 مطبوعہ تہجد)

ترجمہ: ابی بکرہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کے خطبہ ارشاد فرمانے کے دوران یکا یک حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھ گئے، تو آپ نے انہیں سینے سے لگایا، اور فرمایا، میرا یہ بیٹا سید ہے، اور اللہ اس کے ذریعہ مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرائے گا۔

### مذکورہ حوالہ جات سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے

① حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس بات کو ناپسند فرمایا کہ کوئی شخص شامیوں کو محض اس لئے برا بھلا کہے، کہ وہ جنگ صفین میں حضرت کے لشکر کے مقابل تھے۔

② جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہتے سنا، تو فرمایا مجھے یہ ہرگز پسند نہیں، کہ میں تمہیں سب و شتم اور لعن طعن کرنے والا دیکھوں تمہیں سوئے ظن سے کام نہیں لینا چاہیے۔

③ جو لوگ جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حمایت میں اس قدر بڑھ جاتے ہیں، کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو سب و شتم کرنے پر اتر آتے ہیں، ان کو معلوم ہونا

چاہیے کہ اس جنگ کی وجوہات خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمادیں، جب دونوں فریق ایک خدا ایک رسول، ایک دین کی دعوت پر متفق ہیں، تو گالی گلوچ کس لئے۔

③ آپ نے وضاحت فرمادی، کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے شہید کرنے میں لوگ سمجھتے ہیں کہ ہمارا ہاتھ تھا، یہ لفظ ہے، اس کی واضح دلیل یہ ہے، کہ جب حضرت عثمان کے قتل کے لئے ان کا محاصرہ کیا گیا، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں لخت جگر حضرت حسین کریمین کو ان کے دروازہ کی حفاظت کے لئے مقرر فرمایا، اور شہادت کے بعد ان دونوں کے منہ پر حضرت علی نے غفلت برتنے پر طمانچہ بھی مارے، خود شیعہ مجتہد ”مروج الذهب“ میں لکھتا ہے۔

### مروج الذهب

ودخل علی الدار وهو كالواله الحزین وقال لابنیہ  
کیف قتل امیر المؤمنین وانتم علی الباب؟ وظلم  
الحسن وضرِب صدر الحسین وشتَم محمد بن طلحة  
ولعن عبد اللہ بن الزبیر۔

(مروج الذهب ذکر ذی النورین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بلد دوم صفحہ نمبر 345 مطبوعہ بیروت طبع جدید)  
ترجمہ: شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت علی ان کے گھر غم زدہ داخل ہوئے اور اپنے دونوں بیٹوں کو فرمایا تم دونوں دروازے پر تھے، تو ایسے میں امیر المؤمنین کیسے قتل ہو گئے؟ اس کے بعد امام حسن کے منہ پر طمانچہ مارا، اور امام حسین کے سینہ پر مکارید کیا، محمد بن طلحہ کو برا

بھلا کہا اور عبد اللہ بن الزبیر کو لعن طعن کیا۔

④ آپ نے اپنے تجلیں کو بھی یہ وصیت فرمائی کہ احکام الہیہ کی پابندی کے ساتھ ساتھ کسی صحابی رسول کو دشنام نہ دینا۔

⑤ جن دو مسلم جماعتوں کے درمیان امام حسن رضی اللہ عنہ نے صلح کرائی، وہ دونوں لشکر امیر معاویہ اور امام حسن کے تھے، چونکہ حضور ﷺ نے دونوں گروہوں کو مسلمان فرمایا، اس لئے گروہ امیر معاویہ بھی مسلمان تھے، جیسا کہ گروہ حسن رضی اللہ عنہ مسلمان تھے، جب نگاہ نبوت اور ارشاد پیغمبر سے ثابت ہو گیا، کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بعد احباب مسلمان تھے، تو ان پر لعنت بھیجتا دراصل اپنی آخرت برباد کرنا ہے، اور خود لعنتی بننا ہے۔

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ ⑥



## فصل ہفتم

## حسین کریمین کا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی

## بیعت کرنا اور تادم آخراں پر قائم رہنا

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ سیدنا امام حسن اور حسین رضی اللہ عنہما نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی، اور باوجود اس کے کہ لوگوں نے بہت اسکا یا، لیکن پھر بھی تاحین حیات اسی بیعت پر قائم رہے، اور نہ ہی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان شرائط میں کمی بیشی یا کوتاہی کی، جو بوقت بیعت ان کے اور حسین کریمین کے درمیان طے پائی تھیں، یہی وجہ ہے کہ حسین کریمین ان سے ہمیشہ خوش رہے، اور ان کی طرف سے آنے والے ہدایا اور نذرانوں کو بخوشی قبول فرماتے رہے، جیسا کہ گذشتہ صفحات میں ہم بیان کر چکے ہیں۔

اس کے باوجود شیعوں کو اس بات پر مصر ہیں کہ "حسین کریمین نے نہ تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کی، اور نہ ہی ہماری کسی کتاب میں اس کا ثبوت ہے" یہ دونوں باتیں انہیں کرنا ہی پڑتی ہیں، کیونکہ اگر ان کی کتب سے ان حضرات کا بیعت کرنا ثابت اور درست نکلے، تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ حسین کریمین نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنا امام اور امیر المومنین تسلیم کر لیا، تو ان شیعوں کو بھی امامت و خلافت امیر معاویہ تسلیم کرنا پڑے گی۔

دوسری بات یہ بھی ہے کہ واقعہ کربلا کے پیچھے یہی بات تھی، کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے یہ بن معاویہ کو فاسق و فاجر سمجھتے تھے جس کی بنا پر تمام احباب و اہل خانہ کی شہادت قبول کی، لیکن بیعت نے یہ نہ کی، تو اگر بیعت حسین ثابت ہو جائے، تو اس کے اعتبار سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مومن اور امام برحق ٹھہرے۔

اب تو اتنا ہو رہی ہے کہ پہلے جن کتب شعریہ میں "بیعت حسین" کا لفظ آتا تھا، اب وہاں اس کی بجائے لفظ "صلح" درج ہو رہا ہے، جن کی عنقریب ہم نشاندہی کریں گے آئیے ان کی کتب کا ملاحظہ کریں۔

## رجال کئی

قیس بن سعد بن عبادۃ جبیر ثیل بن احمد و ابو اسحق حمدویہ و ابراہیم ابن نفیر قالوا حدثنا محمد بن عبد الحمید العطار الکوفی عن یونس بن یعقوب عن فضل غلام محمد بن راشد قال سمعت ابا عبد اللہ علیہ السلام یقول ان معاویۃ کتب الی الحسن بن علی صلوات اللہ علیہا ان اقدم انت و الحسن و اصحاب علی فخرج معہم قیس بن سعد بن عبادۃ الانصاری و قدموا الشام فاذن لہم معاویۃ و اعدلہم الخطباء و قال یا حسن قم فبایع فقام فبایع ثم قال للحسن علیہ السلام قم فبایع فقام فبایع ثم قال یا قیس قم فبایع فالتفت الی الحسن علیہ السلام ینظر ما یامرہ فقال یا قیس انہ امامی

یعنی الحسن علیہ السلام۔

(رجال مثنیٰ ذکر قیس ابن سعد صفحہ نمبر 102 مطبوعہ کربلا)

ترجمہ: راوی کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا، کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے امام حسن بن علی کی طرف رقعہ لکھا، جس میں تحریر تھا، کہ تم (حسن) حضرت حنین اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ماتھیوں کو لے کر میرے ہاں تشریف لاؤ، امام حسن جب انہیں لے کر نکلے، تو ان کے ساتھ قیس بن سعد بن عبادہ انصاری بھی تھے، شام پہنچے، تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں اندر آنے کی اجازت دی اور ان کے لئے خطیب مقرر کیے، پھر کہا، اے حسن! اٹھیے اور بیعت کیجئے، وہ اٹھے اور بیعت کی، پھر امام حنین کو کہا، آپ اٹھیے اور بیعت کیجئے، تو انہوں نے اٹھ کر بیعت کر لی، پھر قیس کو کہا، تم بھی اٹھو، اور بیعت کر لو، تو اس نے امام حنین کی طرف اس ارادے سے دیکھا، کہ آپ اس بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں، تو امام حنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا، قیس! امام حسن رضی اللہ عنہ میرے امام ہیں، (یعنی ان کی بیعت کر لینے کے بعد ہمیں تردد نہیں ہونا چاہیے۔)

صلح میں امام حسن رضی اللہ عنہ کی شرط کہ معاویہ سنتِ خلفاء راشدین پر عمل کریں گے

کشف الغمہ

ومن کلامہ علیہ السلام ما کتبہ فی الصلح الذی

استقر بینہ وبين معاویة حیث رأى حقن الدماء واطفاء الفتنة وهو بسم الله الرحمن الرحيم هذا ما صلح عليه الحسن بن علي بن ابي طالب معاویة بن ابي سفيان صالحه على ان يسلم اليه امر المسلمين على ان يعمل فيهم بكتاب الله تعالى وسنة رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وسيرة الخلفاء الراشدين وليس لمعاویة بن ابي سفيان ان يعهد الى احد من بعده عهدا بل يكون الامر من بعده شورى بين المسلمين وعلى ان الناس امنون حیث كانوا من ارض الله شامهم وعراقهم وحجازهم ومنهم۔

(کشف الغمہ فی معرفۃ الامتداد کردہ امام حسن فی کلامہ ومواعظ جلد اول صفحہ 570 مطبوعہ تبریز)

ترجمہ: امام حسن اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان جو صلح نامہ لکھا گیا، اس میں یہ بھی تھا، "اللہ کے نام سے شروع جو مہربان اور رحیم ہے۔" صلح کی اولین شرط یہ ہے، کہ میں تمہیں مسلمانوں کی امامت سپرد کر رہا ہوں تاکہ ان میں تم کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ برتاؤ کرو، اور سیرۃ خلفاء راشدین تمہارے سامنے ہو، اور دوسری شرط یہ کہ اے معاویہ بن ابوسفيان! تمہیں اس معاہدہ کے بعد کسی کے ساتھ ایسا معاہدہ کرنے کی اجازت نہ ہوگی، بلکہ وقت آنے پر معاملہ خلافت و امامت مسلمانوں کے باہمی مشوروں سے حل ہوگا، اور تیسری شرط یہ ہے کہ لوگ سب امن میں ہوں گے، چاہے وہ شام و عراق،

حجاز اور یمن میں ہوں۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کو دنیا و مافیہا سے افضل جانا

اجتہاج طبری

عن حنان بن سدير عن ابيه سدير عن ابيه عن ابي سعيد عقيصي قال لما صالح الحسن بن علي بن ابي طالب معاوية بن ابي سفيان دخل عليه الناس فلامه بعضهم على بيعته فقال عليه السلام ويحكم ما تدرون ما عملت والله للذي عملت لشيعة خير مما طلعت عليه الشمس او غربت الا تعلمون اني امامكم ومفترض الاطاعة عليكم واحد سيدى شهاب اهل الجنة بنص من رسول الله على.

(اجتہاج طبری، اجتہاج یمنی من الکتاب، جلد دوم صفحہ 9، مطبوعہ مکتبۃ الشریعہ، طبع ہدیہ قدیم)  
ترجمہ: جب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی، تو کچھ لوگوں نے آ کر ان کے بیعت کر لینے پر ان کی ملامت کی تو اس کے جواب میں امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا، تمہاری بربادی ہو، تم نہیں جانتے، میں نے جو کچھ کیا، اللہ کی قسم! دنیا و مافیہا سے میرے شیعوں کے لئے بہتر ہے، کیا تم جانتے، کہ میں تمہارا امام ہوں۔ اور تم پر میری اطاعت لازم کر دی گئی، اور میں جنت کے دوسرے داروں میں

ایک ہوں، جن کی سیادت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور نص بیان فرمایا۔

جلال العیون

در کتاب احتجاج روایت کردہ اس کہ چوں حضرت امام حسن بامعاویہ صلح کرد مردم بخدمت آنحضرت آمدند، بعض ملامت کردند اور ابہ بیعت معاویہ، حضرت فرمود، وای بر شما، امید اند کہ من چکار کرده ام برائے شما، بخدا سوگند کہ آنچہ من کرده بہتر است از برائے شیعیان من از آنچہ آنقاب بر آن طالع میگرد، آیا امید اند کہ من امام واجب الاطاعہ شما، ویکے از بہترین جوانان بہشت بنص حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم گفتند، پس فرمود آیا امید اند کہ آنچہ ضرر کرد موجب غضب حضرت موسی علیہ السلام، چوں وہ حکمت بر او مخفی بود و آنچہ ضرر کرده بود نزد حق تعالی عن حکمت و صواب بود آیا امید اند کہ کج یکے از ملامت مگر آنکہ در گردن او صحتی از عقیقہ جوری، کہ در زمان او هست واقع می شود مگر قائم ما۔

(جلال العیون، جلد اول صفحہ 403، مطبوعہ تہران، طبع ہدیہ)

ترجمہ: کتاب "اجتہاج" میں روایت کی گئی ہے کہ جب امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ صلح کر لی، لوگ امام حسن کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، بعض نے تو حضرت معاویہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے پر ملامت بھی کی، امام موصوف نے فرمایا، افسوس تم پر کیا تم نہیں جانتے کہ میں نے تمہارے لئے کیا کیا ہے؟ خدا کی قسم! میں نے جو کچھ اپنے شیعوں کی خاطر کیا وہ ہر اس چیز سے بہتر ہے، جس پر سورج طلوع ہوتا ہے، تم نہیں جانتے کہ میں تمہارا واجب الاطاعت امام



ہوں، اور حضور ﷺ کی نص کے ساتھ نوجوانانِ جنت کے دوسرے داروں میں سے ہوں، لوگوں نے کہا کہ۔ ہاں آپ واقعی ایسے ہیں، پھر فرمایا، کیا تم نہیں جانتے کہ جو کچھ حضرت خضر علیہ السلام نے کیا اسے دیکھ کر جنابِ موسیٰ کو غصہ آ گیا تھا، کیونکہ حکمت کی وجہ ان سے مخفی تھی، اور جو کچھ حضرت خضر نے کیا تھا، اللہ کے نزدیک عین حکمت و صواب تھا، کیا تم نہیں جانتے کہ ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے۔

مگر یہ کہ اس کے گردن میں بیعتِ غلیفہ جو زمان سے واقع ہوئی ہے مگر

ہمارا قائم۔

امام حسن رضی اللہ عنہ نے جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اس کو صحابہ کرام صحیح سمجھتے اور اس کی مخالفت سے منع فرماتے تھے

مروج الذهب

وكان المغيرة بن شعبه قال لزياد قبل قدومه على معاوية ادع بالغرض الاقصي ودع عنك الفضول فان هذا لا يمد اليه احد يدا الاحسنين على وقد بايعا لمعاوية لئلا يفسدك قبل التوطين.

(مروج الذهب لمسعودی ذکر معاویہ ابن ابی سفیان ہلد سوم صفحہ نمبر 7 مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے زیاد کو امیر معاویہ کے پاس پہنچنے سے قبل

فرمایا، دور دراز کی خواہشات چھوڑ دے، اور فضولیات کو خیر باد کہہ دے اور حالت یہ کہ انہوں نے تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی ہے تو اب تمہیں لوگوں کو ہم نوا بنانے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے، لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے کی بجائے اپنے نفس کی حفاظت کرنی چاہیے (یعنی امیر معاویہ کی امام حسن بیعت کر چکے، تو تمہیں حیل و حجت سے اس کا انکار نہیں کرنا چاہیے، اور بیعت کر لینی چاہیے)

امام حسن رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے برا بیگنہ بننے کے باوجود

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کو نہیں توڑا بلکہ قیس کو ان کی بیعت کا حکم دیا

مقتل

حين صالح معاوية بن ابي سفيان وهو يومئذ بالكوفة فتقدم سليمان الى الامام فقال يا بن بنت رسول الله انا متعجبون من بيعتك لمعاوية ومعك اربعون الف مقاتل من اهل الكوفة كلهم يأخذون العطايا ومثلهم من ابدائهم سوى انصارك من اهل البصرة واهل الحجاز ولم تأخذ لنفسك ثقة في العهد ولا حظا في العطية.

ذرا آگے امام حسن کا جواب یوں مذکور ہے۔

ولكني رايت مالهم ترون واشهد الله اني لم ارد بذلك

الاحقن دمائکم واصلاح شانکم فارضوا بقضاء  
للہ وسلموا الیہ الامر والزموا بیوتکم۔

(محل ابی یحییٰ در مقدمہ صفحہ نمبر 32، مطبوعہ مکتبہ جدیدہ بیچن اشرف ۱۳۷۵ھ)

ترجمہ: جب امام حسن رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی، اس وقت  
امام حسین کوفہ میں تھے تو "سیمان" نامی ایک شخص حضرت امام کی  
بارگاہ میں حاضر ہوا، اور کہنے لگا، اے بنت رسول کے فرزند! ہم امیر  
معاویہ کے ہاتھ پر آپ کی بیعت کر لینے سے بڑے حیران ہیں  
چالیس ہزار کوئی جنگ جو، آپ کے ساتھ ہیں، سب کے سب آپ  
کے وفیقہ خوار ہیں، اور اتنی ہی تعداد میں ان کے بیٹے بھی آپ کے  
ساتھ ہیں، یہ سب ان حضرات کے علاوہ ہیں، جو بصرہ اور حجاز میں  
آپ کے جاثار ہیں، تو اتنی قوت کے ہوتے ہوئے آپ نے نہ کوئی  
اپنی خاطر مضبوط عہد لیا، اور نہ ہی اپنے جاثار وفیقہ خواروں سے کوئی  
صلح حاصل کیا، (اس کے جواب میں امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا)  
ٹھیک ہے امیر معاویہ قوت میں مجھ سے زیادہ نہ تھے، لیکن جو مجھے نظر  
آ رہا ہے، تم اس سے اندھے ہو، اور قسمیہ کہتا ہوں، کہ تمہارے خون کی  
حفاظت کے سوا میرا کوئی ارادہ نہ تھا، اور تمہارے معاملات کی  
اصلاح ہی میرے پیش نظر تھی، تو تم اللہ کی قضا پر راضی ہو جاؤ، اور اپنا  
معاملہ اسی کے سپرد کر دو، اور اپنے گھروں میں آرام سے بیٹھ جاؤ،  
(امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مقابلہ کی کوئی ضرورت نہیں)

جلال العیون

اوہ چار ہزار کس بکناری رفتہ بود و بامعاویہ در مقام مخالفت خود چوں

دید کہ حضرت صلح کرد مضطر شد مجلس معاویہ در آمد متوجہ حضرت امام  
حسین شد و از آنحضرت پرسید، کہ بیعت نکنم، حضرت اشارہ بحضرت  
امام حسن کرد فرمود، کہ او امام مست و اختیار باو است ہر چند میگوید  
دست دراز نمیکرد تا آنکہ معاویہ از کرسی بزیار آمد دست بردست  
او گذاشت بروایتی دیگر بعد از آنکہ حضرت امام حسن علیہ السلام اور الامر  
بیعت کرد۔

(جلال العیون زنگانی امام حسن مصالحہ آنحضرت بامعاویہ جلد اول صفحہ نمبر 395 مطبوعہ تہران)

ترجمہ: قیس نے چار ہزار آدمیوں کے ساتھ علیحدہ جنگ کے مقام میں  
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی، تو جب دیکھا کہ امام حسن صلح کر چکے  
ہیں، مجبوراً معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، اور امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف  
متوجہ ہوا، اور ان سے پوچھا، کہ میں بیعت کر لوں،؟ آپ نے امام  
حسن رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا، کہ وہ میرے امام ہیں  
اور اس معاملہ میں اختیار انہیں کو ہے، لوگوں نے بہت کہا، لیکن  
"قیس" نے بیعت کے لئے ہاتھ نہ بڑھایا، حتیٰ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ  
کرسی سے نیچے اترے اور اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھا ایک دوسری  
روایت کے مطابق "قیس" نے اس وقت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت  
کر لی، جب کہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے انہیں بیعت کر لینے کا حکم دیا تھا۔

نوٹ

مذکورہ بالا عربی اور فارسی حوالہ جات میں لفظ "بیعت" جو صراحتاً موجود ہے "جلال  
العیون" کے مترجم "سید عبدالحسین شیعہ" نے اس کا ترجمہ لفظ "صلح" سے کیا ہے، ملاحظہ

ہو جلاء العیون مترجم جلد واصلی نمبر 418 اور "قیس" کو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا بیعت کرنے کا حکم دینا اس بات کو مترجم نے ترجمہ میں بالکل ہی کاٹ دیا ہے، اس کے لئے ملاحظہ ہو، اسی کتاب کا صفحہ نمبر 413 یہ ہے اندھا تعصب، غدا ہدایت دے۔

## ایک بے بنیاد الزام کی تردید

جب شیعہ حضرات اپنی کتب میں بہت سے دلائل ایسے پاتے ہیں جن میں حسین کریمین رضی اللہ عنہ کا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرنا ثابت ہوتا ہے، تو اس حقیقت سے انکار کے لئے ان کے ہاں بہت سے الزامات تراشے جاتے ہیں، ان میں سے ایک یہ الزام بھی ہے، اور غالباً ہی بنیادی الزام ہے کہ جن شرائط پر فریقین میں صلح طے پائی تھی، اور بیعت وجود میں آئی تھی، ان میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عہد شکنی کی، جس کی وجہ سے حسین کریمین نے بیعت توڑ دی، آئیے اس الزام کی صداقت کو دیکھیں، ہم انہی کی کتب سے ثابت کریں گے کہ یہ الزام غلط ہے، اور خود انہوں نے بھی اس کی تردید کی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی ہے لہذا ہم اس کو

کسی حالت میں نہیں توڑیں گے

الاخبار الطوال

قال فخرج من عنده، ودخل على الحسين رضي الله مع

عبیدہ بن عمر و فقالا اباعبد الله اشربتم النبل بالعز و قبلتم القليل وتركتهم الكثير اطعنا اليوم، واعصنا الدهر، دع الحسن ومارأي من هذا الصلح واجمع اليك شيعتك من اهل الكوفة وغيرها وولني وصاحبني هذه المقدمة فلا يشعر ابن هند الا ونحن نقارعه بالسيوف فقال الحسين انا قد بايعنا وعاهدنا ولا سبيل الى نقض بيعتنا۔

(الاخبار الطوال تذکرہ زیاد بن امیہ صفحہ نمبر 220 طبع بیروت)

ترجمہ: حجر بن عدی امام حسین رضی اللہ عنہ کو سخت ملامت کرنے کے بعد باہر نکلا، اور عبیدہ بن عمرو کے ساتھ امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، دونوں نے کہا، اے ابوعبد اللہ! عورت دے کر تم نے ذلت خریدی، تھوڑا لیا اور کثیر کھو دیا، آج ہماری سن لیجئے، پھر ساری زندگی ہماری ضمانت، امام حسن کو چھوڑ دو، اور ان کی طے پائی صلح توڑ دو کوفہ وغیرہ کے اپنے تمام شیعوں کو جمع کیجئے، اور اس مقدمہ کا مجھے اور میرے اس ساتھی کو ولی مقرر فرما دیجئے، ابن ہند امیر معاویہ کو اس کا اس وقت علم ہو، جب ہم اس کے دروازوں کو تلواریں سے کھٹکھٹا رہے ہوں، (یہ سن کر) امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ہم تحقیق بیعت کر چکے، اور باہمی عہد کر چکے لہذا ہمارے اس بیعت کے توڑنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔

حاصل کلام

شیعوں نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو امیر معاویہ کے ساتھ طے شدہ صلح اور بیعت



کے توڑنے پر ہر طرح مجبور کیا، اور بھڑکیلے الفاظ کہے، لیکن امام موسیٰ نے ان کے سر کردہ "جہرا بن ہدی" کو جھڑک دیا، اور فرمایا، جہن کٹ تو سکتا ہے، لیکن باطل کے سامنے سرنگوں نہیں ہو سکتا، سیدہ وعدے و معاہدے سے پھرتا ہے، اور نہ ہی اس کے بیعت کر لینے کے بعد اس کو توڑا جاسکتا ہے، چنانچہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ہم بیعت کر چکے، ان سے معاہدہ ہو گیا، اب اس کے توڑنے کا ہمارے پاس کوئی راستہ نہیں، لہذا معلوم ہوا، کہ نہ ہی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عہد شکنی کی اور نہ ہی حسین کریمین نے بیعت توڑی، شیعہ جو کچھ کہتے ہیں، وہ سراسر افسانہ اور باطل ہے۔

امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے ماننے والوں پر  
میری اتباع لازم ہے لہذا وہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی  
مخالفت نہ کریں

کشف الغمہ

لما تم الصلح وانبرم الامر التمس معاویة من  
الحسن عليه السلام ان يتكلم بجمع من الناس  
ويعلمهم انه قد بايع معاویة وسلم الامر اليه  
فاجابه الى ذلك فخطب وقد حشد الناس خطبة حمد  
الله تعالى وصى على نبيه صلى الله عليه وسلم فيها  
وهي من كلامه المنقول عنه عليه السلام، ان  
اكنيس الكئيس التقي واحق الحق الفجور وانكم

لو طلبتم ما بين جابلق وجابر من رجلا جده رسول  
الله صلى الله عليه وآله وسلم ما وجدتموه غیری  
وغیراخی الحسین وقد علمتم ان الله هداكم بمجدي  
محمد فانقلدكم به من الضلالة ورفعكم به من  
الجهالة واعزكم به بعد الذلة وكثرتكم به بعد القلة  
ان المعاوية نازعني حقاً هولي دونه فنظرت لصلاح  
الامة وقطع الفتنة وقد كنتم بايعتموني على ان  
تسالمون من سألتم وتجاربون من حاربتم فرايت  
ان اسالم معاوية واضع الحرب بيني وبينه وقد  
بايعته ورايت حقن الدماء خيرا من سفكها ولم  
ارد بذلك الا صلاحكم۔

(کشف الغمہ تذکرہ امام حسن فی کلام جلد اول صفحہ نمبر 571 طبع تبریز)

ترجمہ: جب صلح مکمل ہوئی، اور کام ختم ہو گیا، تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے امام  
حسن رضی اللہ عنہ سے التماس کی کہ لوگوں کے مجمع میں بتلائیں کہ انہوں نے  
معاویہ کی بیعت کر لی ہے، اور امامت کا معاملہ ان کے سپرد  
کر دیا ہے، تو امام حسن رضی اللہ عنہ نے اس کو قبول فرما کر خطبہ دیا، لوگ جمع  
ہو چکے تھے، اللہ کی حمد اور نبی کریم ﷺ پر صلوة و سلام بھیجنے کے بعد  
فرمایا، جسے یوں نقل کیا گیا ہے، "سب سے زیادہ عقل مند وہ ہے، جو  
متقی ہو، اور سب سے زیادہ بے وقوف وہ جو فاجر ہو، اگر تم پوری دنیا  
میں ایسا آدمی تلاش کرو گے کہ جس کے نانا رسول خدا ہوں، تو

میرے اور میرے بھائی حمین کے بغیر تمہیں کوئی نہیں ملے گا، اور تم بخوبی جانتے ہو کہ اللہ نے تمہیں میرے نانا حضرت محمد ﷺ کے ذریعہ ہدایت دی، پھر تمہیں گمراہی سے نکالا، جہالت دور کی، ذلت کے بعد عزت دلائی، قنوت کے بعد بہتات بخشی، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے اس بارے میں اختلاف کیا، کہ خلافت میرا حق ہے ان کا نہیں، تو میں نے امت کی بہتری کو دیکھا، اور فتنہ کو ختم کرنا چاہا، تم نے مجھ سے اس شرط پر بیعت کی تھی، کہ جس سے میری مصالحت ہوگی، اس سے تمہاری بھی صلح ہوگی، اور جس سے میں لڑوں گا، وہ تمہارا بھی دشمن ہوگا، تو میں نے سوچا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لوں، اور لڑائی ختم کر دوں، میں ان کی بیعت کر چکا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ خوزیری سے حفاظت خون بہتر ہے، یہ سب کچھ میں نے تمہاری بہتری کی خاطر ہی کیا ہے۔

امام حمین رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مخالفت کا کبھی

ارادہ نہیں کیا

الاخبار الطوال

حضرت امام حمین رضی اللہ عنہ کے متعلق مؤرخ دیویری شیعی نے "اخبار الطوال" میں نقل کیا، کہ جب امام حسن رضی اللہ عنہ کی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مصالحت پیشہ ہو گئی، تو امام حمین رضی اللہ عنہ کے پاس کوفہ کے کچھ شیعہ آئے، جب اس بات کا علم مدینہ کے حاکم

"مردان بن حکم" کو ہوا، تو انہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں پوچھا کہ آپ مجھے اس معاملہ میں کوئی کاروائی کرنے کا حکم دیں اس کے جواب میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

فكتب اليه معاوية لا تعرض للحسين في شيء فقد  
بايعنا وليس بناقص بيعتنا ولا منفر غممتنا وكتب  
الى الحسين، اما بعد ! فقد انتهت الى الامور عنك  
لست بها حريا لان من اعطى صفقة بمينه جدير  
بالوفاء فاعلم رحمك الله اني متي انكرك تستنكرني  
ومتي تكذني اكذك فلا يستغفرك السفهاء الذين  
يحبون الفتنة والسلام فكتب اليه الحسين رضى  
الله عنه ما اريد حريك ولا الخلاف عليك قالوا ولم  
ير الحسن ولا الحسين طول حياة معاوية منه سوء  
في انفسهما ولا مكروها ولا قطع عنهما شيئا مما كان  
شرط لهما ولا تغير لهما من بؤر۔

(الاخبار الطوال امیر معاویہ و مردان بن حکم صفحہ نمبر ۲۲۵)

ترجمہ: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مردان کو لکھا، کہ امام حمین کے ساتھ کسی طرح بھی تعرض نہ کرنا، وہ ہماری بیعت کر چکے ہیں، اور اس کو توڑنے والے نہیں، اور نہ ہی عہد شکنی کریں گے، امام حمین رضی اللہ عنہ کی طرف امیر معاویہ نے یوں لکھا، اما بعد، آپ کی طرف سے کچھ باتیں مجھے پہنچیں، جو آپ کے شایان شان نہیں، کیونکہ جو شخص دائیں ہاتھ سے

بیعت کر لیتا ہے۔ وہ بے وفائی نہیں کرتا، جان لیجئے! جب تک میں آپ کو اچھا نہ سمجھوں گا، آپ بھی مجھے اچھا نہ سمجھیں، اور جب آپ بے وفائی کریں گے، تو مجھ سے وفائی امید نہ ہوگی، لہذا گزارش ہے کہ فتنہ پرداز لوگ اور بے وقوف آدمی آپ کو بے آرام کرنے کے درپے ہیں۔ والسلام

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اس خط کے جواب میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو یوں تحریر فرمایا، میں نہ تو آپ سے لڑائی کا خواہشمند ہوں، اور نہ ہی مخالفت کا، مؤرخین کا قول ہے، کہ حسین کریمین رضی اللہ عنہ نے پوری زندگی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے کوئی ناپسندیدہ اور بری بات نہ دیکھی نہ سنی، اور نہ ہی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان شرائط سے روگردانی کی، جو ان کے درمیان بوقت صلح طے ہوئیں تھیں، اور نہ ہی کسی اچھائی میں کمی آنے دی۔

امام حسین رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ کے مخالفین امت میں تفرقہ ڈالنے والے ہیں

مقتل

شیعہ کے مجتہد اول "ابو مخنف" نے اپنی مقتل میں ذکر کیا ہے، کہ جب امام حسن رضی اللہ عنہ انتقال فرما گئے، کوئی شیعوں نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو ان کے بھائی کی تعزیت میں اس قسم کے الفاظ لکھنے اور کہنے شروع کر دیئے۔

شرح اللہ صدرک واعلی شانک ورفع قدوک ورد  
علیک حقک۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ آپ کا سینہ کشادہ فرمائے، شان بلند کرے، عزت زیادہ کرے، اور آپ کا حق آپ کو واپس دلائے۔

خطوط تعزیت کے بعد ان کا آنا جانا شروع ہوا، جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ہوئی، تو انہوں نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو بایں عنوان خط لکھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ من معاویہ بن ابی  
سفیان۔ اما بعد! فقد بلغنی عنک امور واسباب  
قد انتهت الی واضنها باطلہ ولعبری انه ان کان  
ما بلغنی عنک کہا ظننت فانت بذالك اسعد  
وبعهد اللہ اوفی فلا تحملنی علی ان اقطعک فانک متی  
تکدلی اکدک ومتی تکرمنی اکرمک ولا تشق عصا  
هذه الامة فقد خبرتهم وبلوهم فانظر لنفسک  
ولديک ولا يستغفک السفهاء الذین لا یعلمون،  
والسلام علیک ورحمة اللہ وبرکاتہ قال وکتب  
الحسین علیہ السلام کتابا یقول فیہ بسم اللہ  
الرحمن الرحیم۔ اما بعد! فقد وصلنی کتابک  
وفهمت ما ذکرک ومعاذ اللہ ان انقض عهدا عهدا  
الیک اخي الحسن واما ما ذکرک من الکلام فانه  
اوصله الیک الوشاة الملقون بالائم المفرقون

بین الجماعات فانهم والله يكذبون فلما وصل  
الكتاب الى معاوية بن ابی سفیان امسك عنه ولم  
يجبه واوصله ولم يقطع صلته وكان يبعث اليه في  
كل سنة الف الف دينار سوى الهدايا من كل  
صنف۔ (مقتل ابی مخنف در مقدمہ صفحہ نمبر 6 طبع نجف اشرف)

ترجمہ: بسم الله الرحمن الرحيم۔

یہ خط معاویہ بن ابی سفیان کی طرف سے ہے اما بعد! مجھے تمہاری  
طرف سے چند باتیں پہنچیں، اور کچھ ایسے اسباب سننے میں آئے،  
اور میں تو انہیں باطل ہی سمجھتا ہوں، اپنی عمر کی قسم! اگر آپ کی طرف  
سے جو باتیں پہنچیں، وہ میرے گمان کیسے غلط ہیں، تو پھر آپ بہت  
سعادت مند ہیں، اور اللہ کے عہد کو بہت زیادہ پورا کرنے والے  
ہیں، لہذا میں آپ سے قطع تعلق نہیں کروں گا اس لئے کہ جب تک  
آپ بے وفائی نہ کریں گے، میں بھی نہ کروں گا، آپ میری عورت  
کریں گے، میں آپ کی عورت کروں گا، اس امت سے اتفاق کی  
وقت کو نہ توڑنا، آپ نے کوفیوں کو جان پہچان لیا ہے، آپ اپنی  
ذات کے لئے اپنے دین کا خیال فرمائیے، اور بے علم بے وقوف  
لوگ آپ کو پریشان نہ کریں، والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

امام حسین رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں لکھا:

بسم الله الرحمن الرحيم۔

اما بعد! آپ کا رقعہ ملا، اس کی تحریر کو سمجھا، میرے بھائی امام حسن رضی اللہ عنہ

نے جو آپ سے معاہدہ کیا، (اللہ کی پناہ) میں اسے نہیں توڑوں گا،  
اور جو باتیں آپ نے لکھیں، وہ چغلیوں، غلبت کرنے والوں  
اور مسلمانوں کی جماعتوں کے درمیان جدائی ڈالنے والوں نے  
کیں، خدا کی قسم! وہ جھوٹ کہتے ہیں۔

جب یہ رقعہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ملا، آپ اپنے ارادے سے رک  
گئے اور کوئی جواب نہ دیا، اور اس کی بجائے صلہ رحمی سے کام لیا،  
اور ان کے عطایا و ہدایا میں کوئی کمی نہ آنے دی، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ  
انہیں ہر سال دس لاکھ دینار دیا کرتے تھے، یہ ان تحائف اور  
انعامات کے علاوہ تھے، جو امیر معاویہ ہر قسم کی اشیاء میں سے امام  
موصوف کو دیا کرتے تھے۔

### مذکورہ چار دلائل سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے

- ① حسین کریمین رضی اللہ عنہ نے بخوشی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تھی  
اور تازہ زندگی اس بیعت کو نہیں توڑا۔
- ② امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے دس لاکھ دینار ہر سال امام حسین رضی اللہ عنہ کو بطور  
امداد ملا کرتے تھے، ان کے علاوہ دیگر تحائف اور ہدایا بھی تھے۔
- ③ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خواہش کو پورا کرتے ہوئے امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے  
نواحین اور دوستوں کے مجمع میں یہ اعلان فرمایا، کہ جب تم لوگوں پر میری  
اطاعت لازم ہے، تو میں اعلان کرتا ہوں کہ میں نے امیر معاویہ کی بیعت  
کر لی ہے، لہذا تمہیں اس سے انکار کی کوئی گنجائش نہیں۔



③ شیعوں نے حسین کریمین کو دوسرے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف اکسایا۔ ایک اس وقت جب کہ یہ حضرات بیعت کر چکے، تو ان نام نہاد مجبوں نے بیعت توڑ دینے پر اکسایا، اور کہنے لگے، آپ بیعت توڑ دیں، ہم امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے نہٹ لیں گے، تو اس پر حسین کریمین نے صاف صاف انکار کر دیا۔

دوسری مرتبہ امام حسین رضی اللہ عنہ کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت توڑنے پر اکسایا، جب کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو چکا تھا، لیکن جب شیعوں کو عہد شکنی پر مجبور کرنے کی خبریں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو پہنچیں، اور امیر معاویہ نے امام حسین سے حقیقت حال کی وضاحت طلب کی، تو امام موصوف نے تمام شکوک و شبہات رفع کر دیئے، اور قسمیہ بیان فرمایا کہ یہ خبریں اڑانے والے چغلخو اور امت کے بدخواہ لوگ ہیں، ہمارا اس قسم کا کوئی ارادہ نہیں، بلکہ ہم پہلے کی طرح اپنے درمیان کیے گئے معاہدوں پر بدستور قائم ہیں، اور قائم رہیں گے۔

### خلاصہ کلام

جیسا کہ آپ پچھلے حوالہ جات میں ملاحظہ فرما چکے ہیں، امام حسین رضی اللہ عنہ نے قسمیہ بیان فرمایا، کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے ہمیں کوئی رنجش نہیں، اور نہ ہی اس عہد کو توڑنے کا ہم سوچ سکتے ہیں، جو ان کے اور امام حسن کے درمیان طے ہوا تھا، بلکہ ہمیں اس کے خلاف اکسانے والے چغل خور اور امت کے بدخواہ لوگ ہیں، نواسہ رسول ﷺ تو قسمیہ نہیں، کہ امیر معاویہ نے ہم سے کسی قسم کی عہد شکنی نہ کی، اور ہم نے ان کی بیعت تادم آخر برقرار رکھی، لیکن آج کل کے "ڈاکرین" بے لگام یہ ثابت کرنے میں کوشاں ہیں، کہ امیر معاویہ نے عہد شکنی کی، اور امام موصوف نے بیعت توڑ دی، ان پرانے کذابوں اور فتنہ پرور لوگوں کی بات درست ہے، یا نواسہ رسول کا ارشاد حق ہے۔

اس صاف صاف وضاحت کے بعد بھی جو "نام نہاد محب اہل بیت" امیر معاویہ کی شان میں نازیبا الفاظ بکے، اور سب و شتم سے زبان گندی کرے، اس کا امام حسین رضی اللہ عنہ سے کیا تعلق؟ گویا اس طرح یہ لوگ امام موصوف کی کھلم کھلا خلاف ورزی کر رہے ہیں، اور اپنی عاقبت پر ہادیے جا رہے ہیں۔

حسین کریمین کی مخالفت سے بچو، اپنی عقیدت و محبت درست کرو، اللہ ہدایت دے۔

### تبصرہ

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما دونوں حضرات نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کسی مجبوری یا اکراہ اور زبردستی کے نتیجہ میں نہیں کی، اور نہ ہی ایسی بیعت کی آپ سے توقع کی جاسکتی ہے، اللہ تعالیٰ نے دونوں صاحبزادگان کو ہمت و عزیمت کا عظیم ہیکر بنایا تھا، باطل کے سامنے جھکنا اور اس سے بھگوتا کرنا ان کے ضمیر میں ہی نہ تھا، یہی امام حسین رضی اللہ عنہ ہیں کہ میدان کربلا میں یزید یوں نے کہا، کہ آپ صرف یزید کی خلافت تسلیم کرنے کا اعلان کر دیں تو آپ کو بمعہ اہل و عیال ہر قسم کا تحفظ مہیا کیا جائے گا، لیکن آپ نے تو بیعت کرنا کجا وقتی طور پر اپنے اور اپنے اہل و عیال کے بہادری کے لئے زبانی بھی اس کی خلافت کا اقرار نہ کیا، خود بھی جام شہادت نوش فرمایا، اعداء اقارب بھی شہید کر دیئے گئے، لیکن باطل کی اطاعت و بیعت نہ کی، آپ جیسا جری اور بہادر سید زادہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کرتا ہے، اور تا عمر اس پر قائم رہتا ہے، بلکہ دوسرے لوگوں کو بھی ان کی بیعت کرنے کا حکم دیتے ہیں اور بیعت توڑنے کا ارادہ کرنے والوں کی آپ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں شکایت کی اور بلکہ منافق تک کہا، جب ان واقعات و حالات کو ہم دیکھتے ہیں، تو تسلیم کرنا پڑتا ہے،

کہ حسین کریمین رضی اللہ عنہما کا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنا اس پر مہر ثبت کرنا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان کے نزدیک نہایت متقی اور مدبیر گار صحابی رسول تھے اور خلافت کے حقدار تھے اور یہ بھی کہ آپ حب رسول و آل رسول ﷺ تھے، عمر بھر اس کی مخالفت نہ کی، اور نہ ہی بیعت توڑی حسین کریمین سے محبت کے دعویداروں کے لئے یہ کھلا سبق ہے۔

### چیلنج

اگر کوئی شخص شیعہ یہ ثابت کر دے کہ حسین کریمین رضی اللہ عنہما نے حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت توڑنے کا ارادہ کیا ہو، یا اس کا اعلان کیا ہو، تو میں اس کو پچاس ہزار روپیہ نقد انعام پیش کروں گا، اور اس کے ساتھ ساتھ انہیں یہ بھی اجازت ہے کہ چاہے وہ اپنی کتابوں سے ہی اس کا ثبوت پیش کر دیں تو مذکورہ انعام کے مستحق ہوں گے۔

فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا  
النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۖ أَعَدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ﴿٥٠﴾

### فصل ہشتم

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی علی المرتضیٰ اور حسین کریمین سے  
حسن عقیدت

”امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہر سال امام حسین رضی اللہ عنہ کو لاکھوں روپیہ نذرانہ بھیجا کرتے تھے۔“

### مقتل

وَكَاْنَ يَبْعَثُ إِلَيْهِ فِي كُلِّ سَنَةِ الْفَ الْفَ دِينَارَ سَوِي  
الْهَدَايَا مِنْ كُلِّ صَنْفٍ۔ (مقتل ابی محسن صفحہ 7 سلیمہ بحث اثرات)  
ترجمہ: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ امام حسین رضی اللہ عنہ کو ہر سال ایک لاکھ دینار بھیجا کرتے تھے، یہ رقم ان ہدایا کے علاوہ تھی، جو امیر معاویہ ہر قسم کی اشیاء میں ہدیہ بھیجا کرتے تھے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نذرانہ سے امام حسن رضی اللہ عنہ قرض بھی  
ادا کرتے اور گھر کا خرچہ بھی اس سے کرتے تھے

### جلاء العیون

قلب راوندی از حضرت صادق علیہ السلام روایت کردہ است کہ روزی  
حضرت امام حسن علیہ السلام بحضورت حسین و عبداللہ بن جعفر فرمود کہ جائزہ

پہنچی، تو انہوں نے خرچہ میں اضافہ کر دیا، اور بہت زیادہ مال بھیجا۔

### تنبیہ

مذکورہ روایات ثلاثہ سے یہ معلوم ہوا، کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جو کچھ خرچہ امام حسن، حسین اور ابن جعفر رضی اللہ عنہم کو بھیجتے تھے، یہ حضرات بخوشی اسے قبول فرماتے، اور اپنے اہل و عیال و دوستوں میں تقسیم کرتے، اور قرضہ جات پورے کرتے تھے، تو ان حضرات کا اس طرح اسے شرف قبولیت عطا فرمانا دراصل اس خرچہ کے حلال و طیب ہونے کی دلیل ہے، اور امیر معاویہ کی طرف سے قبول کر لینا بلکہ اس کی پیشگی اطلاع دے دینا اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ یہ حضرات امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مومن اور مخلص تصور کرتے تھے۔

بالفرض اگر شیعوہ لوگوں کے مطابق امیر معاویہ رضی اللہ عنہ معاذ اللہ کافر اور مرتد تھے، تو ان کا بھیجا ہوا خرچہ تم کس طرح حلال و طیب سمجھو گے، اور ان حضرات کے ایک ایسے شخص سے خرچہ قبول کرنے کی کیا توجیہ پیش کرو گے؟ کیا تمہارا اس قسم کا فتویٰ صرف امیر معاویہ تک چلے گا، امام حسن، حسین اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم بھی تو اس کی زد میں آئیں گے؟ غور کرو، اور ہوش کرو۔

امیر معاویہ حضرت علی کے فضائل سنا کرتے

اور پھر رویا کرتے

حلیۃ الاولیاء

قال دخل ضرار ابن ضمرۃ النهشلی علی معاویۃ بن

ہائے معاویہ در روز اول ماہ بشما خواہد رسید چوں روز اول ماہ شد، چنانچہ حضرت فرمودہ بود، اموال معاویہ رسید، جناب امام حسن رضی اللہ عنہ قرض بسیاری داشت از آنچہ او فرستادہ بود، برائے آنحضرت قرضہا تے خود را ادا کرد و باقی را میان اہل بیت و شیعیان خود قسمت کرد جناب امام حسین رضی اللہ عنہ قرض خود را ادا کرد، آنچہ ماند بلسہ قسمت کرد، یک حصہ را بالہیئت و شیعیان خود را ادا کرد باقی را برائے خوش آمد معاویہ برسول او داد چوں اس خبر بمعاویہ رسید، برائے اموال بسیار فرستاد۔

(بلا راہیون زندگانی امام محمّدی علیہ السلام جلد اول صفحہ نمبر 376 مطبوعہ جہان)

ترجمہ: حضرت امام صادق رضی اللہ عنہ سے قطب راوندی روایت کرتا ہے کہ ایک

دن حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے امام حسین اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے فرمایا، کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہمارا خرچہ مہینہ کی پہلی تاریخ کو پہنچ جائے گا، جب پہلی تاریخ آئی، حضرت کے ارشاد کے مطابق خرچہ آگیا، امام حسن رضی اللہ عنہ کافی مقروض تھے، تو اس خرچہ میں سے جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے امام حسن رضی اللہ عنہ کے لئے بھیجا، آپ نے قرضہ ادا کیا، اور باقی اپنے اہل و عیال اور دوستوں میں تقسیم فرمایا، اسی طرح امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے خرچے میں سے اپنا قرض ادا کیا، اور بقیہ مال کے تین حصہ کیے، ایک حصہ الہییت اور دوستوں کو دیا، باقی دونوں حصے اپنے گھر والوں کو بھیجے، اسی طرح عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے گھر حصہ سے اپنا قرض ادا کیا، جو بچا، وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اچھی کو بطور انعام دے دیا، جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ خبر

سفيان فقال له صف لي عليا قال وتعفني فقال  
لابل صفه لي ضرار رحم الله عليا كان والله فينا  
كاحدنا يدنيننا اذا اتيناه ويحببنا اذا سالناه  
يقربنا اذ ارزناه لا يغلق دوننا باب ولا يحجبنا عنه  
حاجب ونحن والله ولا نبغديه لعظمته فاذا تبسم  
فعن مثل اللؤلؤ المنظوم فقال معاوية رضى من  
صفته فقال ضرار رحم الله عليا كان والله طويل  
السهاد قليل الرقاد يتلوا كتاب الله اثناء الليل  
واطراف النهار ويحسود الله محبته ويبوء اليه  
بعبثه لا تغلق له الستور ولا يدخر عنا اليدور ولا  
يستلن الاتكاء ولا يستخشن الحفاء ولو رايته اذ  
مثل في محرابه وقد ارغى الليل سدوله وغارت  
نجومه وهو قابض على كحيته يتململ تمللم السليم  
ويبكي بكاء الحزين وهو يقول يا دنيا الى تعرضت ام  
الى تشوقت هيهات هيهات لا حاجة لي فيك ابنتك  
ثلاثا لا رجعة لي عليك ثم يقول واه واه لبعث السفر  
قلة الزاد وخشونة الطريق قال فبكي معاوية وقال  
حسبك يا ضرار كذا لك كان والله على رحم الله ابا  
الحسن۔

(ملیۃ الامراء باب الخامس والعشرون جلد اول صفحہ نمبر 338 مطبوعہ قلم طبع ہمدان)

ترجمہ: ضرار ابن ضرہ حبشی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی پاس آیا، آپ نے فرمایا  
علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اوصاف بیان کرو، ضرار کہنے لگا، اس مسئلہ میں مجھے  
معاف کیجئے، آپ نے فرمایا، انہیں کچھ نہ کچھ ضرور بیان کرو، تو ضرار  
بولا، اللہ حضرت علی پر رحم فرمائے، وہ ہم میں اس طرح رہے، گویا  
ہمارے پیسے ہی ایک انسان ہیں، کبھی ٹکڑہ نہ کیا، ہم ان کے پاس  
جاتے، تو ہمیں قریب بلا لیتے، اور اگر سوال کرتے فوراً پورا فرما  
دیتے، ہم جب بھی انہیں ملنے گئے، ہمیں فوراً اپنے پاس بلا لیا،  
ہمارے لئے کبھی دروازہ بند نہ کیا، اور نہ کسی نے ہمیں ان کے پاس  
جانے سے روکا، باوجود اس کے کہ ہمیں اپنے قریب جگہ دیتے تھے  
ان کی ہیبت گنگو میں پھل نہ کرنے دیتی، آپ مسکراتے تو ایسا لگتا،  
جیسے موتی جوئے ہوں، اتنا سن کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ضرار  
اور کچھ بیان کرو، تو ضرار بولا، اللہ تعالیٰ حضرت علی پر رحم فرمائے، آپ  
بہت شب بیدار اور کم خواب تھے، رات میں کئی پہر اور دن میں کئی  
اوقات قرآن پاک کی تلاوت فرماتے، پسندیدہ اشیاء راہ خدا میں  
خرچ کرتے، اللہ کے حضور آنسو لئے حاضر ہوتے، نہ ان کی خاطر  
پردے ڈالے گئے، اور نہ ہی کھانے کے بڑے طباق سجائے گئے،  
گاؤ بکیہ کو نہ کبھی نرم سمجھا، اور نہ موئے پھڑوں کو کھردرا جانا، آپ انہیں  
عراب میں پیش خدا حاضر دیکھتے، جب کہ رات چھا گئی ہوتی، اور  
ستارے ڈوب رہے ہوتے، آپ داڑھی پکڑے مار گزیدہ کی طرح  
پریشان اور بے قرار پہلو بدلتے، روتے اور کہتے، یہ دنیا میرے پیچھے



بڑی ہے، مجھے چاہتی ہے، دور ہو جا، دور ہو جا، مجھے تیری کوئی ضرورت نہیں میں تجھے تین طلاقیں دے چکا ہوں جن کے بعد بھی تجھ سے رجوع نہ ہوگا، پھر فرماتے ہائے افسوس! سفر لمبا ہے تو سفر بہت تھوڑا ہے، اور راستہ بہت خطرناک ہے، یہ سن کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ رو پڑے، اور فرمایا، ضرر! بس کرو، اللہ کی قسم ابوالحسن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ایسے ہی تھے۔

## تبصرہ

امالی شیخ صدوق اور طبعیۃ الابرار یہ دونوں کتابیں شیعوں کی نہایت معتبر کتب میں شمار ہوتی ہیں، امالی شیخ صدوق جیسا کہ نام سے ظاہر ہے شیخ صدوق کی تصنیف ہے، شیخ موصوف مذہب شیعہ کے بہت بڑے امام ہیں، اور مسلک شیعہ کی صحاح اربعہ میں سے من لایحضرہ الفقہیہ کے بھی مصنف ہیں، شیخ صدوق نے دو نوک فیصلہ کر دیا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دل میں جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بہت زیادہ محبت تھی، جس کا جتنا جائز ثابت ہے کہ آپ لوگوں سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حق میں اشعار سنتے، اور بعض دفعہ ان پر زار و قطار روٹے، اور حقیقت کے ہوتے ہوئے پھر بھی اگر کوئی زبان درازی کرتے ہوئے یہ کہے، کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جناب امیر المؤمنین علی المرتضیٰ سے عداوت تھی، تو اس کی بد باطنی اور بے ایمانی میں کیا شک رہ جاتا ہے، یہی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہر سال کثیر مقدار میں اخراجات کے لئے نقدی وغیرہ جو حسین کریمین کی خدمت میں بھیجتے رہے، کیا آپ یہ سب کچھ انہیں دشمن سمجھ کر کرتے رہے؟ جس شخص کے دل میں محبت رسول و آل رسول ہو، وہ یقیناً یہی نتیجہ نکالے گا، کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حسین کریمین سے اور انہیں

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے انتہائی پیار تھا، کبھی ایک دوسرے سے محبت کرنے والے اور خیر خواہ تھے، یہی عقیدہ مومن کا بھی ہے اور ہونا بھی چاہئے۔

اس کے علاوہ جو سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حسین کریمین کو ہر سال دس لاکھ دینار سونے کے پیش کرتے تھے، جیسا کہ مقتل ابی حنیفہ صفحہ نمبر 5 پر مذکور ہے، اس میں مجہری نظر سے دیکھا جائے تو اس میں ایک بات واضح نظر آتی ہے، کہ حسین کریمین حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو امام برحق سمجھتے تھے اور ان کے مال کو حلال مال جانتے تھے، کیونکہ وہ اگر ان کو امام برحق نہ مانتے اور ان کے مال کو ہم حلال نہ جانتے تو ان کی بیعت کرتے اور نہ ہی ان کے مال کو قبول کرتے، ورنہ لازم آئے گا، کہ حسین کریمین نے امام ظالم کے ہاتھ پر بیعت کی، اور حرام مال کو قبول کیا۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

اب اس کے بعد ہم ایک شیعہ مؤرخ کی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیرت پر مفصل عبارت پیش کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

## مروج الذهب و تاریخ التواریخ

من اخلاق معاویہ وعاداتہ، کان اخلاق معاویۃ انہ کان یاخذن فی الیوم واللیلۃ خمس مرات کان اذا صلی الفجر جلس للقاض حتی یفرغ من قصصہ ثم یدخل بیوتہ بمصحفہ فیقرأ اجزائہ ثم یدخل الی منزله فیأمر وینہی ثم یصلی اربع رکعات ثم یمخرج الی مجلسہ فیأخذن الخاصۃ الخاصۃ فیحدثہم ویحدثونہ ویدخل علیہ وزراء فیکلمونہ فیأیریدون من

يومهم الى العشي ثم يؤتى بالغداء الاصفر وهو فضله عشائه من جدى بارد او فرح او ما يشبهه ثم يتحدث طويلا ثم يدخل منزله لما اراد ثم يخرج فيقول يا غلام اخرج الكرسي فيخرج الى المسجد فيوضع فيسند ظهره الى المقصورة ويجلس على الكرسي ويقوم الاحراس فيتقدم اليه الضعيف والاعرابى والصبي والمرأة ومن لا احد له فيقول اعزوه ويقول عدى على فيقول ابعثوا معه ويقول صنع بي فيقول انظروا في امره حتى اذا لم يبق احد دخل فجلس على السرير ثم يقول ائذنوا للناس على قدر منازلهم ولا يشغلني احد عن ردة السلام فيقال كيف اصبح امير المؤمنين اطال الله بقائه فيقول بنعمة من الله فاذا استوتوا جلوسا قال يا هؤلاء انما سميتم اشرافا لانكم شرفتم من دونكم بهذا المجلس ارفعوا الينا حوائج من لا يصل اليها فيقوم الرجل فيقول استشهد فلان فيقول افرضوا لولده ويقول آخر غاب فلان عن اهله فيقول تعاهدوهم اعطوهم اقضوا حوائجهم اخذموهم ثم يؤتى بالغداء ويحضر الكاتب فيقوم عند راسه ويقدم الرجل فيقول له اجلس على

المائدة فيجلس بمد يده فياكل لقمتين او ثلاثا والكاتب يقرأ كتابه فيامر فيه بامرة فيقال يا عبد الله اعقب فيقوم ويتقدم اخر حتى ياتي على اصحاب الحوائج كلهم وربما قدم عليه من اصحاب الحوائج اربعون او نحوهم على قدر الغداء ويقال للناس اجيزوا فينصرفون فيدخل منزله فلا يطعم فيه طامع حتى ينادى بالظهر فيخرج فيصل ثم يدخل فيصل اربع ركعات ثم يجلس فيأذن الخاصة الخاصة فاذا كان الوقت وقت شتاء اتاهم بزاد الحاج من الاخبصة اليابسة والخشكناج والاقراص من الامعجونة باللبن والسكر ودقيق السميد والكعك البسمن والفواكه اليابسة والذئجوج وان كان وقت صيف اتاهم الفواكه الرطبة ويدخل اليه وزرائه يوم امرونه فيما احتاجوا اليه بقية يومهم ويجلس الى العصر ثم يخرج فيصل العصر ثم يدخل الى منزله فلا يطعم فيه طامع حتى اذا كان في آخر اوقات العصر خرج فجلس على سريره ويؤذن للناس على منازلهم فيؤتى بالعشاء فيفرغ منه مقدار ما ينادى بالمغرب فيخرج فيصلها ثم يصل بعدها اربع ركعات يقرأ

فی کل رکعة خمسين اية يجهر تارة ويخافت اخرى ثم يدخل منزله فلا يطعم فيه طامع حتى ينادى بالعشاء الاخرة فيخرج فيصلي ثم يؤذن للخاصة وخاصة الخاصة والوزراء والحاشية فيوء امره الوزراء فيما ارادوا صدرا من ليلتهم ويستمرالى ثلث الليل في اخبار العرب وایامها والعجم وملوكها وسياستها لرعيها وسير ملوك الامم وحروبها ومكائدها وغير ذلك من اخبار الامم السابقة ثم تاتيہ الطرف الغربية من عند نسائه من الحلوى وخيرها من الماکل اللطيفة ثم يدخل فينام ثلث الليل ثم يقوم فيقعده فيحضر الدفاتر فيها سير الملوك واخبارها والحروب والمكاید فيقرأ ذلك عليه غلمان له مرتبون وقد وكلوا بحفظها وقراتها فتتم بسبعه كل ليلة جل من الاخبار والسيرو الآثار وانواع السياسات ثم يخرج فيصلي الصبح ثم يعود فيفعل ما وصفنا في كل يوم۔

(مروج الذهب من اخلاق معاویہ جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 29) (ناخ التواريخ زنگانی ص 100)

ترجمہ: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اخلاق و عادات، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا حسن سلوک ایسا تھا کہ آپ چوبیس گھنٹوں میں پانچ مرتبہ اذن

ملاقات دیتے، نماز صبح ادا کرنے کے بعد قصہ گو سے قصہ جات سنتے، جب وہ مکمل کر لیتا، تو گھر سے منگوا کر قرآن پاک کے کچھ حصہ کی تلاوت فرماتے، پھر گھر تشریف لے جاتے، اور امر و نہی کرتے، پھر چار رکعت (اشراق، چاشت) نفل ادا کر کے مجلس غامہ میں تشریف لاتے، آپ کے خاص خاص آدمی آ کر کچھ سنتے سنا تے، آپ کے وزراء بھی اس دن کے شام تک کے پروگرام پر گفتگو کرتے، اس کے بعد رات کے کھانے سے کچھ ہنگی ہوئی اشیاء بگا پھلکا ناشتہ کرنے کے لئے لائی جاتیں، جس میں بکری یا بکری پرندے یا بکری ایسے حلال جانور کا گوشت ہوتا، جس کی طبیعت سرد ہوتی، پھر تادیر گفتگو جاری رہتی پھر جب دل چاہا، گھر تشریف لے گئے، پھر واپس آ کر غلام کو کرسی لانے کا کہتے، مسجد میں گھر کی طرف پشت کر کے کرسی پر بیٹھ جاتے آس پاس محافل کی نگرانی میں آپ کے پاس ضعیف، دیہاتی بچے، عورتیں اور بے سہارا لوگ حاضر ہوتے کوئی کہتا، مجھ پر قلم ہوا آپ فرماتے اس کی مدد کرو، کوئی اپنے اوپر زیادتی کی شکایت کرتا تو اس کے ساتھ آدمی بھیجنے کا حکم دیتے، دھوکہ دہی ہوتی، تو اس پر غور کرنے کا فرماتے، جب سائل کوئی نہ رہتا تو آپ اپنی نشست گاہ پر بیٹھ جاتے، لوگوں کو ان کی حیثیت کے مطابق بلایا جاتا، آپ فرماتے تم میں سے کوئی بھی مجھے کسی سلام دینے والے کا جواب دینے میں روکا نہ سنے، لوگ دریافت کرتے، امیر المؤمنین نے صبح کیسی کی؟ اللہ ان کی عمر دراز فرمائے، جو اہل

فرماتے، اللہ کی نعمتوں میں صبح کی، جب سب مطمئن ہو کر بیٹھ جاتے، تو فرماتے تم اس مجلس میں آنے کی وجہ سے بوجہ ممتاز ہونے کے ذی شرف ہو، جو ہم تک نہ پہنچ سکیں، ان کی حاجات کا پہنچانا تمہارا کام ہے، ایک شخص کھڑے ہو کر کہتا، فلاں شہید ہو گیا، آپ اس کی اولاد کا ولیفہ مقرر فرما دیتے، دوسرا کہتا فلاں آدمی گھر سے غائب ہو گیا، آپ اس کے گھر والوں کی امداد و حفاظت کا کہتے، حاجات کی برآری اور خدمت کا حکم دیتے، پھر کھانا لایا جاتا، کاتب آپ کے سر کی طرف کھڑا ہوتا، ایک آدمی کو لایا جاتا، اسے فرماتے، کھانا بھی کھاؤ اور اپنی حاجت بھی بیان کرو، دو تین لمحے کھانے تک کاتب اس کے بارے میں آپ کا حکم لکھ لیتا، پھر اسے پیچھے کر کے دوسرے کو بلایا جاتا، اسی طرح ایک ایک کر کے لوگ آتے رہتے اپنی حاجات بیان کرتے بعض دفعہ اکا دکا آنے والوں کی تعداد چالیس تک ہو جاتی، کھانا اٹھا لیا جاتا، لوگوں سے اجازت لے کر آپ اپنے گھر واپس آ جاتے، حتیٰ کہ کوئی سائل باقی نہ رہتا، ظہر کی اذان ہوتی آپ گھر سے نکل کر نماز ادا فرما کر باقی چار رکعت گھر پہ ادا فرماتے، پھر ”مجلس قضاء“ برپا ہوتی، خاص الخاص لوگوں کو طلب کر لیا جاتا موسم سرما میں حاج کے کھانے یعنی شنگ منھائیاں، جھگناج، دودھ شکر میں بھگوئی ہوئی روٹی، میدے اور گھی سے بنے کیک اور دھیر شنگ پھل لائے جاتے، موسم گرما میں تر میوے اور پھل لائے جاتے اس دوران وزراء آتے، اور باقی ماندہ دن کے بارے میں احکامات

وصول کرتے، عرصہ تک یہ سلسلہ جاری رہتا، نماز عصر پڑھ کر آپ گھر تشریف لے جاتے، اس وقت تک کوئی حاجت مند باقی نہ رہتا، عصر کے آخری وقت پھر گھر سے نکلتے نشت گاہ پر جلوہ افروز ہوتے، حسب حیثیت لوگوں کو بلایا جاتا، شام کا کھانا حاضر کیا جاتا، اذان مغرب تک مجلس قائم رہتی لیکن اس نشت میں حاجت مندوں کو نہ بلایا جاتا، کھانے کے بعد اذان مغرب ہوتی، اور نماز کے بعد چار رکعت نفل (ادائین) ادا کرتے، ان چار رکعتوں میں سے ہر ایک کے اندر تقریباً پچاس آیات تلاوت فرماتے، قرأت کبھی بلند اور کبھی آہستہ فرماتے، پھر گھر تشریف لے جاتے، اب کوئی انتظار کرنے والا باقی نہ رہتا، اذان عشاء ہوتی، نماز پڑھنے سے فراغت کے بعد غاص اور غاص الخاص لوگوں، وزراء اور درباریوں کو بلایا جاتا، یہ لوگ رات کی تہائی حصہ تک آپ سے احکامات لیتے، رات کے تیسرے پہر عرب و عجم کے بادشاہوں، ان کی ملکی سیاست، پہلے بادشاہوں کے احوال، انکی جنگیں، ان کا رعایا سے سلوک اور دیگر داستانیں سنی جاتیں، پھر گھر کے مغربی طرف زنان خانے سے ہلکی اور ٹٹھی نڈالائی جاتی، اس کے بعد آپ گھر تشریف لے جاتے، ایک تہائی رات آرام فرماتے، پھر اٹھ بیٹھتے، دفاتر لائے جاتے، جن میں بادشاہوں کے حالات، سیرت، جنگی تدابیر کو چند کارندے پڑھ کر سناتے، یہی لوگ ان دفاتر کی حفاظت اور پڑھانی کے ذمہ دار تھے یونہی ہر روز بادشاہوں کی سیرت، حالات زمانہ ان کی جنگی تدابیر اور داخلی پالیسیوں



کا کچھ حصہ آپ کو سنایا جاتا، پھر اٹھ کر نماز فجر ادا فرماتے، اسی طرح آپ کی روزمرہ زندگی کا معمول تھا۔

### خلاصہ کلام

جس شخص کے چوبیس گھنٹوں میں سے صرف چار گھنٹے اپنی ذات کے لئے اور بیس گھنٹے مخلوق خدا کی دادی، نماز و تلاوت قرآن میں صرف ہوتے ہوں، امور مملکت سرانجام دینے میں بسر ہوتے ہوں، لازم ہے کہ وہ شخص حقیقت میں خوف خدا سے سرشار اور علم قرآن سے بہت زیادہ واقف ہوتا ہے، اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ

حقیقت میں علماء کو ہی خشیت الہی حاصل ہوتی ہے، اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان اوصاف سے کیوں کر متصف نہ ہوں، جب کہ خود رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی:

اللهم عليه الكتاب۔۔۔

گویا رحمت و دو عالم ﷺ کی دعا کی قبولیت ہمیں امیر معاویہ کے دور خلافت کے شب و روز بسر کرنے میں نظر آتی ہے، اور ان کا قرآن و سنت کے مطابق عدل و انصاف اس کی بیتی باجی تصویر ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جب ایک مرتبہ کسی نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے شکایت کے رنگ میں امیر معاویہ کے بارے میں کہا کہ وہ وتر کی ایک رکعت پڑھتے ہیں تو عبداللہ بن عباس نے فرمایا:

دع فانه فقیہ۔۔۔

چھوڑو قرآن و حدیث کی سوجھ بوجھ رکھنے والے ہیں تو جس شخصیت کو امت کا بہت بڑا مجتہد ”فقہ“ کہے، اس کی فتاوت کا کون اعجاز کر سکتا ہے، گویا ان کی

فتاوت بھی حضور ﷺ کی دعا کا اثر تھی۔

ہم شیعہ حضرات سے انصاف کے نام پر اپیل کرتے ہیں، کہ جس مرد کامل کے لئے حضور ﷺ نے ”علم کتاب“ کی دعا مانگی، دنیا و آخرت کی ”معافی“ طلب کی ”کاتب وحی“ ہونے کا اعزاز حاصل ہوا، جلیل القدر صحابی نے ”فقہ“ کا لقب عطا فرمایا، خود تمہارے مؤرخ نے اس کے چوبیس گھنٹے گزرنے کی جو تصویر کھینچی ایسی شخصیت کے بارے میں لعن طعن کیسے جائز ہو سکتا ہے؟ ان عبارات کو غور سے اور بار بار پڑھو، اور عمل کرنے کی کوشش کرو، شائد دل کے حجاب اٹھ جائیں، اور قبر و حشر کا معاملہ درست ہو جائے، اور اللہ اس کے رسول اور تمام مومنین کی لعنت سے چھٹکارا حاصل ہو جائے۔

وَاللّٰهُ يَهْدِي مَن يَّشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

## فصل ہفتم

امیر معاویہ اور ان کے خاندان کی نبی علیہ السلام  
اور بنی ہاشم سے نسبی تعلقات

رشتہ اول: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تیسرے دادا میں  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا ملتے ہیں

تاریخ بغداد و تاریخ یعقوبی

ومعاویۃ بن ابی سفیان صخر ابن امیۃ بن عبد شمس  
ابن عبد مناف بن قصی بن کلاب یکنی ابا عبد  
الرحمن وامہ ہند بنت عتبۃ بن ربیعۃ بن  
عبد شمس اسلم وھو ابن ثمان عشرۃ سنۃ، وکان  
یقول اسلمت عام القزیۃ ولقیۃ رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وآلہ وسلم فوضعت عنده اسلامی  
واستکتبه النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

## خلاصہ ترجمہ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے چوتھے دادا "عبد مناف" ہیں، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے  
تیسرے دادا ہیں، ابو عبد الرحمن، امیر معاویہ کی کنیت تھی، ان کی والدہ "ہند بنت عتبہ"  
تھیں، امیر معاویہ اٹھارہ سال کی عمر میں اسلام لائے، اور خود کہا کرتے تھے میں "عمرۃ  
القضاء" کے سال مسلمان ہوا، جب اس موقع پر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات  
کی، تو بوقت ملاقات اسلام قبول کر لیا، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے "کاتب وحی" مقرر فرمایا۔

رشتہ دوم: امیر معاویہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سگے سالہ لگتے ہیں  
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حقیقی ہم شیرہ "ام حبیبہ" حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد زوجیت میں  
تھیں، جس کی وجہ سے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا "ام المؤمنین" ہوئیں اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضور  
صلی اللہ علیہ وسلم کے "سالہ" ہوئے۔

## تاریخ ائمہ

"ام حبیبہ" ابوسفیان کی بیٹی "عبد الرحمن بن جحش" کی بیوی تھیں، ۷ھ میں ان  
کا شوہر فوت ہو گیا، اس وقت یہ حبشہ میں تھیں، آنحضرت نے عباسی بادشاہ حبشہ کی  
معرفت نکاح کا پیغام بھیجا، اور ۷ھ میں یہ مدینہ آ کر آنحضرت کی خدمت میں پہنچ  
گئیں، اور ۳۴ھ میں وفات پائی۔

(تاریخ ائمہ ذکر ام حبیبہ صفحہ نمبر 150 مکتب خاندان نجات لاہور طبع جدید)

## منتخب التواریخ

السابعة رملة الكنافة بام حبيبة بنت ابی سفیان۔

وخواہر معاویہ است، ولعنے اسم اور اہند گفتہ اند و اول زوجہ عبد اللہ بن حمش بن رباب بود و در سال ہفتم از ہجرت آل حضرت اورا تزویج فرمود و در سال چہل و چہارم بھری در مدینہ از دنیا رحلت فرمود۔

(مختب التواریخ مسند حاج محمد ہاشم فرسانی صفحہ نمبر 22 مطبوعہ تہران)

ترجمہ: حضور ﷺ کی ساتویں بیوی رملہ بنت اوس تھیں، ان کی کنیت ام حبیبہ بنت ابوسفیان تھی، امیر معاویہ کی ہمیشہ تھیں بعض کہتے ہیں کہ ان کا نام "ہند" تھا، ابتداء میں یہ عبد اللہ بن حمش بن رباب کے عقد میں تھیں۔ ۷ھ کو حضور ﷺ نے ان سے شادی کی اور ۴۴ھ میں انتقال فرمایا۔

### ابن شہر آشوب

وام حبیبہ بنت ابی سفیان واسمها رملہ وکانت عند عبد اللہ بن حمش فی سنۃ ست وبقیت الی امارۃ معاویۃ۔

(المناقب ابن شہر آشوب باب ذکرینہ نارسل اللہ ﷺ، فی اعتراف وادامہ، جلد اول صفحہ نمبر 160 مطبوعہ قم ایران)

ترجمہ: ام حبیبہ بنت ابوسفیان جن کا نام "رملہ" ہے، ۶ ہجری تک عبد اللہ بن حمش کے عقد میں تھیں اور امیر معاویہ کے دروغلافیت تک زندہ رہیں۔

رشتہ سوم: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ہمیشہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی کے بیٹے کی بیوی تھی

### ابن ابی مدید

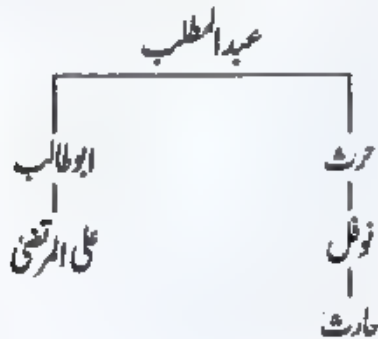
وارسل عبد اللہ بن الحارث بن نوفل بن الحارث بن عبد المطلب وامہ ہند بن ابی سفیان بن حرب الی معاویۃ۔

(ابن ابی مدید شرح نفع البلاء فی ذکر وجہات حسن جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 8 مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: امام حسن رضی اللہ عنہ نے "عبد اللہ بن حارث بن نوفل" جن کی والدہ کا نام "ہند بنت ابی سفیان" تھا کو امیر معاویہ کی طرف بھیجا۔

### نوٹ

اس سے معلوم ہوا کہ "عبد اللہ بن حارث" کو امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنا معتمد علیہ ہونے کی وجہ سے امیر معاویہ کے پاس بھیجا، تاکہ شرائط صلح طے کریں۔

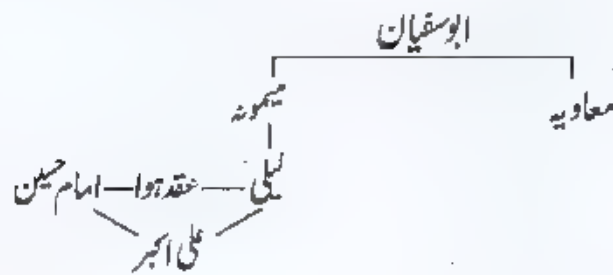


اولاد نہ ہوئی۔

رشتہ پنجم: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حقیقی بھانجی

امام حسین رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں

تفصیل یہ ہے کہ "لیلہ بنت مرہ" کی والدہ "میمونہ بنت ابی سفیان" تھیں اور "میمونہ" مذکورہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سگی بہن تھیں، اور "علی اکبر بن حسین" کی نانی تھیں، اسی طرح امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سگی بھانجی شہید کربلا شہزادہ علی اکبر کی ماں ہوئیں۔



### مقاتل الطالبین

وعلی بن الحسین وهو علی الاکبر ولا عقب له ولكنی  
ابا الحسن وامه لیلی بنت مرہ بن عروہ بن مسعود  
الثقفی وامها میمونہ بنت ابی سفیان بنت ابی  
سفیان بن حرب۔

(مقاتل الطالبین ذکرہ امام حسین ذکر علی بن الحسین صفحہ نمبر 80 بیروت)

ترجمہ: علی بن حسین جو "علی اکبر" کے نام سے مشہور ہیں، ان کی کوئی اولاد نہ

ابن سعد

هند بنت ابی سفیان بن حرب بن امیہ وامها صفیہ  
بنت ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس تزوجها الحارث  
بن نوفل بن الحارث فولدت له عبد الله ومحمدا  
الاکبر۔ (طبقات ابن سعد جلد نمبر 8 صفحہ نمبر 240 بیروت)

ترجمہ: "هند بنت ابی سفیان" جن کی والدہ کا نام صفیہ بنت ابی عمرو تھا،  
"حارث بن نوفل بن حارث" سے ان کی شادی ہوئی، اور ان کے  
ہاں "عبد اللہ محمد اکبر" پیدا ہوئے۔

رشتہ چہارم: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے

"ہم زلف" تھے

کیونکہ ام المومنین "ام سلمہ رضی اللہ عنہا" کی ہمیشہ "قرینہ صغریٰ" امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے  
نکاح میں تھیں، اگرچہ اولاد ان سے نہیں ہوئی۔

### کتاب الحجر

معاویہ بن ابی سفیان بن حرب بن امیہ کانت عندہ  
قرینۃ الصغری بنت امیہ بن مغیرۃ اخت ام سلمہ  
لا یبہا لم تلد له۔ (کتاب الحجر صفحہ نمبر 102 حدیث بادکن)

ترجمہ: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عقد میں "قرینہ صغریٰ" تھیں، جو  
حضرت "ام سلمہ رضی اللہ عنہا" کی باپ جانی بھی تھیں ان سے ان کے ہاں کوئی



تھی، ابوالحسن کینٹ تھی، اور ان کی والدہ لیلہ بنت مرثد بن عروہ بن مسعود ثقفی تھی، اور لیلیٰ کی والدہ (علی اکبر ثانی) مسکونہ بنت ابوسفیان تھی۔

### منتخبی الامال

و دیگر از زوجات آنحضرت لیلیٰ بنت ابومرثد بن عروہ بن مسعود ثقفی است، کہ مادرش مسکونہ بنت ابوسفیان بودہ داد والدہ ماجدہ بنجاب علی اکبر است۔

(منتخبی الامال از شیخ عباسی قمی در بیان زوجات مطہرات حضرت سید الشہداء جلد اول صفحہ نمبر 541 مطبوعہ جہران)

ترجمہ: امام حسین رضی اللہ عنہ کی دوسری ازواج میں سے "لیلیٰ بنت ابومرثد بن عروہ ثقفیہ" تھیں، ان کی والدہ "مسکونہ بنت ابوسفیان" ہے، اور وہ (لیلیٰ) بنجاب علی اکبر کی والدہ ہیں۔

### منتخب التواریخ

السابعة امر السعيد بنت عروة بن مسعود ثقفی عمة

حباب لیلیٰ بنت ابی مرثد بن عروہ بن مسعود الثقفی۔

(منتخب التواریخ از محمد باقر مشیر المانی در زوہات علی الرضی، باب سوم فصل چہارم صفحہ نمبر 122 مطبوعہ جہران)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ساتویں بیوی "ام سعید بنت عروہ ثقفیہ" تھیں، یہ "لیلیٰ بنت ابومرثد بن عروہ ثقفی" کی پھوپھی تھیں، وہ (لیلیٰ بنت مرثد) امام عالی مقام بناب حسین رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں۔

### خلاصہ

یہ ہے، کہ "لیلیٰ بنت ابومرثد" حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں، اور "ابوسفیان" کی نواسی، اسی طرح یہ امیر معاویہ کی "حقیقی بھانجی" بھی تھیں، گویا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اہل بیت سے دور شتے تھے۔

- ① امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حقیقی بھانجی (لیلیٰ بنت ابومرثد) امام حسین کی زوجہ تھیں۔
- ② امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حقیقی پھوپھی (ام سعید بنت عروہ) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بیوی تھیں۔

رشتہ ششم: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بھتیجے کا

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی پوتی سے عقد ہوا

### کتاب نسب قریش

و تزوجت لبابه بنت عبید اللہ بن عباس بن

عبدالمطلب لعباس ابن علی بن ابی طالب ثم خلف

علیہا والدین عتبہ بن ابی سفیان۔

(کتاب نسب قریش صفحہ 133، حواشی عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب صفحہ 43)

ترجمہ: "لباہ بنت عبید اللہ بن عباس" نے "عباس بن علی" سے شادی کی۔

اس کے بعد دوسری شادی "لباہ بنت عبید اللہ" نے "ولید بن عقبہ بن ابوسفیان" سے کی۔

خلاصہ

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بھتیجے نے "عباس بن عبدالمطلب" کی پوتی سے شادی کی۔

رشتہ ہشتم: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بھتیجے کا

حضرت جعفر طیار کی پوتی سے عقد ہوا

کتاب الحجر

و تزوجت رملة بنت محمد بن جعفر بن ابی طالب۔

سليمان بن هشام بن عبد الملك ثم ابا القاسم بن

وليد بن عتبة بن ابی سفيان۔ (كتاب الحجر صفحہ 449)

ترجمہ: "رملة بنت محمد جعفر" کی شادی "سليمان بن هشام بن عبد الملك" سے

ہوئی۔ اس کے بعد ان کی شادی "ابو القاسم بن وليد بن عتبة" سے ہوئی۔

خلاصہ

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بھتیجے "ابو القاسم" نے حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی حقیقی پوتی

"رملة بنت محمد" سے شادی کی۔

رشتہ ہشتم: نفیسہ بنت زید بن حسن ابن علی بن

ابی طالب کا عقد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بھتیجے سے ہوا

عمدة المطالب

و كان لزید ابنة اسمها نفیسة خرجت الى الوليد ابن

عبد الملك بن مروان فولدت منه و ماتت بمصر و

لها هناك قبر یزار و هي التي تسميها اهل مصر

(الست نفیسة) و يعظمون شأنها و يقسمون بها و

قد قيل انما خرجت الى عبد الملك بن مروان و انما

ماتت حاملا منه و الاصح الاول و كان زید یفد علی

الوليد بن عبد الملك و یقعدہ علی سيرة و یكرمه

لمكان ابنته و وهب له ثلاثين الف دينار دفعة

واحدة۔

(عمدة المطالب فی انساب آل ابی طالب ص 70، المقصد الاول مقب زید بن الحسن مطبوعہ نجف اشرف

طبع ١٢٤٥)

ترجمہ: زید بن حسن کی ایک صاحبزادی نفیسہ نامی تھیں جن کا نکاح ولید بن

عبد الملك بن مروان سے ہوا۔ ان سے ولید کی اولاد ہوئی اور ان کا

انتقال مصر میں ہوا۔ وہیں ان کی قبر ہے جو زیارت گاہ خاص و عام

ہے اور وہ وہی ہیں جن کو اہل مصر الست نفیسہ کا نام دیتے ہیں اور

ان کی نہایت تعظیم کرتے ہیں اور ان کی قمیص کھاتے ہیں اور کچا عیلا

ہے کہ ان کا نکاح عبد الملك بن مروان سے ہوا اور انہیں سے وہ

ماملہ ہونے کی صورت میں فوت ہوئیں لیکن صحیح روایت پہلی ہی

ہے۔ زید بن حسن، ولید بن عبد الملك کے پاس آتے، انہیں اپنی

چار پائی پر بٹھاتے اور اپنی بیٹی ان کے گھر ہونے کی وجہ سے ان کی

تکریم کرتے اور ایک ہی وقت میں انہیں تیس ہزار دینار عطا کیے۔

تبصرہ

گزشتہ سطور میں ہم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضور ﷺ اور بنی ہاشم کے مابین آنحضرت ﷺ کا رشتہ داریاں بیان کی اور ان میں ایک رشتہ سسرالی بھی ہے۔ حضور ﷺ کے سسرالی رشتہ والوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے جنتی ہونے کا وعدہ فرمایا ہے۔

### امالی طوسی

عن علی علیہ السلام: قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كل نسب وصهر منقطع يوم القيامة الا نسبی و سببی۔

(امالی شیخ طوسی جلد اول صفحہ 1350 الجزء الثانی عشر) (شرح نج البلاذری جلد سوم صفحہ 124 فی تزویج عمر بام کلثوم بنت علی طبع جدید مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: حضور ﷺ نے فرمایا: بروز قیامت میرے نسب اور سسرال کے علاوہ تمام کے انساب اور سسرال کی نسبت ختم ہو جائے گی۔

### حاصل کلام

حضور ﷺ کے نسب میں جو لوگ داخل ہیں یا جن کو آپ نے اپنی بیٹیاں دیں یا جنہوں نے حضور ﷺ کو اپنی بہن بیٹیاں دیں۔ ان کا تعلق اور رشتہ آپ سے قیامت کو بھی منقطع نہیں ہوگا۔ اس کی تائید علامہ مائری شیبی نے اپنی تفسیر میں ان الفاظ سے کی ہے۔ مرویہ شیعہ دینی است کہ حضرت رسول ﷺ فرمود:

من زوجنی او تزوج منی من الامة احد لا یدخل

النار لانی سئلت الله عنه وعدنی بهذا لك۔

(لوامع التنزیل جلد دوم 476 زیر آیت لاتنکحوا المشركات)

ترجمہ: شیعہ سنی دونوں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: امت میں سے جس نے مجھے لڑکی دی یا جس کو میں نے لڑکی دی وہ دوزخ میں ہرگز نہیں جائے گا کیوں کہ میں نے اس بارے میں اللہ تعالیٰ سے سوال کیا تھا تو اللہ نے اس کا مجھ سے وعدہ فرمایا ہے۔

### تنبیہ

ذکر کردہ دونوں احادیث سے یہ بات بالکل روز روشن کی طرح واضح ہو چکی کہ خلفائے راشدین کا سرکار دو عالم ﷺ کے ساتھ ایسا تعلق ہے جو دنیا و عقبیٰ میں کبھی بھی ٹوٹ نہیں سکتا اور ٹوٹے بھی تو کیسے؟ جب کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے دائمی ہونے کا اللہ سے سوال کیا اور آخرت میں دوزخ کی آگ سے دور رکھنے کی عرض کی۔ جسے اللہ نے منظور کرتے ہوئے اس کا وعدہ فرمایا۔ آپ اندازہ فرمائیں کہ سال، محبوب خدا ہوں اور وعدہ کرنے والا رب العالمین ہو تو ان حالات میں کوئی سوچ سکتا ہے کہ خلفائے راشدین میں سے کوئی ایک ایسا بھی ہے جس سے اللہ اور اس کا محبوب ناراض ہوں اور اس کی آخرت معاذ اللہ برباد ہونے کا احتمال ہو۔ یہ روایت شیعہ سنی کی متفق علیہ ہے۔ اب اتنی وضاحت اور صراحت کے ہوتے ہوئے بھی اگر کوئی خلفائے راشدین کے متعلق طعن و تشنیع کرتا ہے تو یقین جان لیجئے اس کی بدبختی میں کوئی شک نہیں اور دنیا و آخرت میں اللہ کی رحمت سے دوری اس کا مقدر بن چکی ہے۔

## فصل دہم

اکابرین امت میں سے دو کا خواب کہ جن میں  
انہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا دوست اور ناجی دیکھا

## خواب اول

حضرت عمر بن عبدالعزیز کا خواب، کتاب الروح

سعيد بن ابی عروبۃ عن عمر بن عبدالعزیز رایت  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابابکر و عمر  
جالسان عندہ فسلمت و جلست فیما انا جالس اذ  
أتی بعلی و معاویۃ فادخلا بیتا و اجیف علیہما  
الباب و انا انظر فما کان بأسرع من ان اخرج علی و  
هو یقول قصی لی رب الکعبۃ و ما کان بأسرع من ان  
اخرج عماویۃ علی اثرہ و هو یقول غفر لی رب  
الکعبۃ۔ (کتاب الروح مستدرکین قیم صفحہ 62 مطبوعہ بیروت المطبعۃ المکملۃ)

ترجمہ: سعید بن ابی عروبہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ  
نے فرمایا: میں نے (خواب میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی  
اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما آپ کے پاس تشریف فرما تھے۔ میں نے سلام  
عرض کیا اور بیٹھ گیا۔ میرے بیٹھے ہوئے یک دم حضرت علی المرتضیٰ اور  
امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر کیا گیا۔ ان دونوں  
حضرات کو داخل کر کے دروازہ کو بند کر دیا گیا۔ میں یہ منظر دیکھ رہا  
تھا۔ چند لمحے بھی گزرنے نہ پائے تھے کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو باہر لایا  
گیا۔ وہ فرما رہے تھے: رب کعبہ کی قسم! میرے حق میں فیصلہ کر دیا  
گیا ہے اور کچھ ہی لمحے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو باہر لایا گیا۔  
آپ کہہ رہے تھے: رب کعبہ کی قسم! میری بخشش ہوگئی۔

تبصرہ

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی وہ ہے کہ جن کو خلفائے راشدین  
کے بعد خلافت راشدہ کا منصب امت نے اجماعی طور پر تسلیم کیا۔ آپ کی سیرت مبارکہ  
اور اخلاق فاضلہ پر بہت سی کتب تصنیف ہوئیں۔ ایسے جلیل القدر شخص کا خواب بھی بڑا  
اہم ہے اور پھر جب خواب کا تعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے دیدار پر انوار سے  
ہے جس کے سچا ہونے پر متعدد امام دین و ائمہ دین کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت  
کرنے والا حقیقت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کر رہا ہوتا ہے۔ لہذا اس خواب کی  
پائی یقینی ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے جو کچھ دیکھا۔ اس کا آخری حصہ ہم سے  
معلق ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے مابین جھگڑا ہوا لیکن یہ  
جھگڑا کسی ذاتی عداوت اور نفسانی اغراض کی خاطر نہ تھا بلکہ ایک اجتہادی غلطی کی وجہ



معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مقابلہ کیا۔ اس میں انہوں نے بڑی زیادتی کی۔ اتنا کہا اور اس کے ساتھ ہی میرے دل میں خیال آیا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں میں نے غلط الفاظ کہے ہیں اور معاویہ کے ساتھ میرا روحانی فیض بند ہو گیا۔ سارا دن پریشانی میں گزرا۔ جب رات پڑی اور میں سو گیا خواب میں پرانی بیٹھک شریف دیکھی۔ قبلہ والدی ماجدی حضرت خواجہ نور الحسن شاہ صاحب خلیفہ مجاز حضرت شیر ربانی قبلہ میاں شیر محمد شرقپوری رحمہ اللہ نے تمام زندگی اسی بیٹھک شریف میں روحانی سلسلہ جاری رکھا اور یہیں وصال فرمایا۔ اچانک خواب میں ہی کسی نے بیٹھک شریف کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ دروازہ کھٹکھٹا دے کر کھولا تو اچانک حضور نبی کریم ﷺ اندر تشریف لائے۔ آپ ﷺ کے پیچھے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے پیچھے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تھے۔ تینوں حضرات اس طرح کھڑے تھے کہ حضور ﷺ کی دائیں طرف حضرت علی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تھے۔ حضور ﷺ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خاموش کھڑے تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ناراضگی میں مجھے مخاطب ہو کر اشارہ فرمایا:

”جھگڑا امیر اور امیر معاویہ کا تھا۔ اس میں تمہیں دخل دینے کا کیا حق حاصل ہے؟“

آپ نے یہی جملہ تین مرتبہ فرمایا۔ میں نے معافی مانگی۔ لیکن کوئی جواب نہ ملا۔ پھر تینوں حضرات تشریف لے گئے۔ اس واقعہ کے چھ ماہ بعد تک نہ تو حضرت قبلہ میاں صاحب شرقپوری رحمہ اللہ کی اور نہ ہی قبلہ والدی و مرشدی سرکار حضرت کیلیا نوالہ کی زیارت نصیب ہوئی اور ہر قسم کا روحانی فیض بند رہا۔ یہاں تک کہ دوبارہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی زیارت ہوئی اور آپ نے سینہ سے لگایا تو فیض کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ پھر یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور انعام و اکرام ہوا کہ انہی دنوں میں نے ایک خواب دیکھا کہ

سے رونما ہوا۔ جنگ مصفین کے بارے میں جمہور علماء کا نظریہ یہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حق بجانب تھے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے اجتہادی خطا ہوئی تھی لیکن خطا اجتہادی بد شرع شریف میں موافقہ نہیں، بلکہ اجر و ثواب ملتا ہے۔ اس خواب کی روشنی میں جب یہ معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خطا معاف فرمادی اور حضور ﷺ نے دونوں حضرات سے اپنی رضامندی کا اظہار فرمادیا تو اس کے بعد بھی اگر کوئی کساح حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر زبان طعن و تشنیع دراز کرتا ہے ایسا کرنے والا دراصل اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا نافرمان ہے اس کی دنیا بھی برباد اور آخرت بھی برباد ہوگی۔

## خواب دوم

از غوث وقت قبلہ عالم سندی و مرشدی سید محمد باقر علی شاہ صاحب  
(سجادہ نشین آستان عالیہ حضرت کیلیا نوالہ شریف ضلع کوہ جرنوالہ)

ایک دن بندہ مصنف حضرت کیلیا نوالہ شریف میں حاضر تھا۔ رات مجھے تک صرف چند علماء کرام حضرت قبلہ صاحب کے پاس حاضر تھے۔ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں گفتگو کے دوران ایک عام صاحب کہنے لگے کہ سادات میں سے عوام کیا بعض پیران عظام بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف ہیں۔ اس پر قبلہ حضرت صاحب نے فرمایا: آپ لوگ شان امیر معاویہ بحسب سے بیان کرتے ہیں اور اس دلائل قائم کرتے ہیں لیکن میں اپنی آپ بیتی اور خود پر وارد ہوئی بات بتلاتا چاہتا ہوں وہ یہ کہ ایک دن دس بجے دن ایک آدمی سے میں نے دوران گفتگو کہا: ام

بھی تمنا ہے کہ آقائی و مولائی اس حقیر ناچیز کی کھڑی بھی اٹھالیں اور قیامت میں اپنے خدام کے ساتھ مجھے بھی شامل فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ اس فقیر پر تقصیر کو دنیا و آخرت میں آپ کی معیت اور روحانی فیوض و برکات سے مستفیض فرمائے کیونکہ مذکورہ خواب اس طرف واضح اشارہ کر رہا ہے کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے مورت اعلیٰ اور جد امجد جناب شیر ربانی رضی اللہ عنہ کے روحانی فیوض و برکات کے آپ مرکز ہیں۔ جہاں سے ہر صاحب استعداد کو اپنی استعداد کے مطابق حصہ ملتا ہے اور ملتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور تمام متوسلین کو ان فیوض برکات روحانیہ سے مشرف فرمائے۔ آمین شہد آمین

### توضیح

قبلہ شیخ طریقت قدوة السالکین زاد اللہ برکاتہ و فیوضہ کے مندرجہ خواب سے درج ذیل چند اہم امور ثابت ہوتے ہیں:

① حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مابین کوئی رنجش نہیں اور نہ تھی۔ جس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کے مقتولین کو "شہید" کہا اور ان کے مرنے پر افسوس کا اظہار بھی فرمایا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ہی فرمایا کہ میرا اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا قرآن ایک ایمان ایک اور نبی بھی ایک ہی ہے نہ مجھے ان پر فضیلت اور نہ وہ مجھ پر فضیلت کے خواہاں ہیں۔ صرف بات یہ تھی کہ انیس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا ہم پر شہ ہو گیا تھا لیکن ہم اس سے بالکل بری تھے۔

② حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے قبلہ شیخ طریقت کو ڈانٹ پلائی کہ دیکھو جھگڑا میرا اور امیر معاویہ کا ہوا تھا یا تمہارا؟ جب میں اور معاویہ باہم شیر و شکر ہیں تو تمہیں

ایک نہر جو بہت گہری بھی ہے اور کافی چوڑی بھی وہ پانی سے اس قدر بھری ہوئی بہہ رہی ہے کہ اس کا پانی کناروں سے نکل کر ارد گرد آگے گھاس پر بھی پھیلا ہوا ہے۔ میں نے ارادہ کیا کہ اس نہر کو عبور کروں۔ اسٹنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت شیر ربانی قبلہ میاں شیر محمد صاحب رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہوئے۔ ان کا ارادہ بھی تھا کہ وہ بھی نہر کو عبور کریں۔ میں نے عرض کیا۔ حضور! میں تیرا جانتا ہوں۔ آپ اگر میرے کندھوں پر سوار ہو جائیں تو میں ان شاء اللہ آپ کو دوسرے کنارے تک لے جاؤں گا۔ تو آپ فرمانے لگے۔ بھائی! دیکھ لو پانی بہت گہرا ہے اور پھر اس کے ساتھ میرا بوجھ بھی تمہارے کندھوں پر ہو گا۔ میں نے عرض کیا۔ سرکار! آپ میرے کندھوں پر بیٹھئے تو کہی اور پھر دعا فرماتے رہیں۔ ان شاء اللہ بخیر و عافیت ہم دوسرے کنارے پہنچ جائیں گے۔ میری دوبارہ درخواست پر آپ تیار ہو گئے اور میرے کندھوں پر ٹپوں جلوہ فرما ہوئے کہ آپ کے دونوں پاؤں میرے سینہ پر لگے ہوئے تھے۔ آپ نے اپنے مہارک ہاتھوں سے میرے سر کو پکڑ لیا۔ میں بڑے آرام کے ساتھ کنارے سے نہر میں داخل ہوا اور پھر ہم تیرتے ہوئے بخیر و عافیت دوسرے کنارے پہنچ گئے۔

فقیر راقم الحروف اس خواب کا مطلب و مقصد اپنے طور پر یہ سمجھا کہ آقائی و مولائی سید محمد باقر علی شاہ صاحب قدس سرہ کو جو مذکورہ مرتبہ روحانی مقام نصیب ہوا۔ یہ سب کا سب اس تلافی و معافی کا نتیجہ ہے۔ جو سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے شہنشاہ ولایت کی کرم نوازی سے حاصل ہوئی تھی۔ تو اس کا واضح معنی یہ ہے کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گستاخ کو شہنشاہ ولایت کی طرف سے کبھی روحانی فیض نہیں مل سکتا کہ جب تک سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی رضا حاصل نہ ہو تو جب روحانی فیوض و برکات شیر ربانی کی طرف سے آپ کے کندھوں پر ڈال کر آپ کے سپرد کر دیئے گئے تو فقیر کی

اس میں مداخلت کا حق کیوں کر ہے؟ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ان دو جملوں سے ثابت ہوا کہ جنگ صفین دراصل ایک اجتہادی خطا کی وجہ سے ہوئی تھی۔ دونوں طرف سے اس پر اظہار افسوس کیا گیا۔ اسی لیے شہر خدا رضی اللہ عنہ نے ہمارے شیخ طریقت کو اپنا بیٹا ہونے کے ناطے کے سختی سے منع فرما دیا اور ڈانٹ پلانچ یہ بتلاتا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعن طعن ہرگز پسند نہیں۔

⑤ شیخ طریقت کی تنبیہ کے لیے خواب میں صرف حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہی تشریف لے آتے اور تنبیہ فرما دیتے تو کافی تھا لیکن خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا بھی تشریف فرما ہونا اس میں حکمت یہ تھی کہ حضرت علی المرتضیٰ انہیں یہ بتانا چاہتے تھے کہ جنہیں تم اچھا نہیں سمجھتے اگر ایسے ہوتے تو نہ میں انہیں ساتھ لاتا اور نہ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کا آنا پسند فرماتے لہذا آپ کا اس انداز سے خواب دیکھنا دراصل اس طرف اشارہ کر رہا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں الزام تراشیاں کرنے والا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بلکہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے بیزاری کا اظہار کر رہا ہے۔ وہ کبھی بھی حب علی اور محب رسول نہیں ہو سکتا۔

⑥ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعن طعن کرنے والا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی محبت کا دم بھی بھرے۔ پھر بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ اس سے ناراض ہیں۔

⑦ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ناراضگی فیضِ رومانی کے لیے سم قاتل ہے۔ جب منبعِ ولایت و مصدر فیوض و برکات ہی ناراض و رنجیدہ ہو جائے تو پھر ایمان کو بھی خطرہ لاحق ہو جاتا ہے۔ درجات بلندیاں نام کی بھی نہیں رہیں۔ جب تک

اس کی تلانی نہ کرائے۔ یہی وجہ ہے کہ قبلہ حضرت صاحب کارومانی ارتقاء کچھ دیر کے لیے رک گیا اور تلانی کے بعد پھر شروع ہو گیا۔ اس لیے اس خواب کے بعد قبہ شیخ طریقت بار بار فرما چکے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا گستاخ "ولی" نہیں ہو سکتا۔ آپ کا یہ فرمان چونکہ آپ یحییٰ کا نتیجہ ہے لہذا ہمینی پر حقیقت ہے۔

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ ①

شیخ طریقت آقائی و مولائی قدس سرہ کے رؤیا صادقہ کی بنیاد دو عدد روحانی، نورانی اور وجدانی جملے

قبلہ عالم نے مذکورہ خواب بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا:

جملہ اول

مولوی صاحب! لوگ کہتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قد شریف چھوٹا تھا لیکن میں نے اس کے خلاف دیکھا۔ جب میں نے اپنی غلطی کی تلانی کی درخواست کی اور مناسب روحانی سزا کے بعد معافی دینے کے لیے جب دوسری مرتبہ تشریف لائے تو آپ نے معافی کے بعد مجھے اپنے سینہ سے لالیا۔ میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں آپ کے کندھوں تک بھی نہ پہنچ سکا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے قد اقدس کے بارے میں قبہ شیخ طریقت کا یہ مشاہدہ جہاں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے قد میں قبہ شیخ طریقت کا یہ مشاہدہ جہاں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے قد شریف کا واضح بیان ہے وہیں قبہ شیخ طریقت کے رومانی اور قرب کے مقام و مرتبہ کو بھی واضح کر رہا ہے۔ آپ کے



وسلہ سے جو مریدین و متوسلین فیض یاب ہوتے ہیں۔ وہ فیض دراصل اسی منبع فیوض و برکات کا کچھ حصہ ہوتا ہے جو بقدر استطاعت ملتا ہے لیکن قبلہ عالم کو بلا واسطہ ملا ہے۔

### جملہ دوم

نیز قبلہ نے فرمایا: مولوی صاحب! میں نے دنیا میں بڑے حسین و جمیل دیکھے لیکن جو حسن و جمال حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دیکھا وہ بیان سے باہر ہے۔

### نوٹ

قارئین کرام! آپ کو اس کتاب کے مقدمہ میں اس کی وجہ تصنیف کا علم ہو چکا ہو گا کہ یہ رسالہ قبلہ آقائی شیخ طریقت کے فرمان پر عمل کا ایک مظہر ہے حالانکہ اس سے قبل میں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی عظمت و شان اور آپ پر کیے گئے اعتراضات کے سلسلہ میں دو ضخیم جلدیں بنام ”دشمنان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا علمی محاسبہ“ تحریر کر دی تھی اور دونوں کا مطالعہ حضور نے فرمایا بھی تھا۔ اس لیے دل میں خیال تھا کہ اس نئی فرمائش کی اب کیا ضرورت ہے اور آپ نے پنجابی میں مخصوص الفاظ ”میںوں بڑی سولہ سپنے محی ہے“ سے اپنی رائے بلکہ اپنے حکم کا اظہار فرمایا تو میرے دل نے یہ فیصلہ کیا کہ آپ کی یہ رائے نہیں بلکہ بذریعہ الہام و القاء ایسا کرنے کا آپ کو حکم دیا گیا ہے۔ تبھی آپ زور دے کر ایک رسالہ لکھنے کا حکم دے رہے ہیں۔ میں نے ہر حال تعمیل حکم کرتے ہوئے یہ چند اوراق پر دقلم کر دیئے۔ جب میں مذکورہ خواب اور واقعہ پر پہنچا تو معلوم ہوا کہ آپ کے حکم کی دود جو بات تھیں۔ ایک یہ کہ آپ کی نظر ظاہری حالات پر بھی تھی۔ جس سے یہ نظر آ رہا تھا کہ دن بدن دشمنان امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بڑھ رہے ہیں اور میری دو ضخیم جلدیں پڑھنے کے لیے کافی وقت درکار ہے اور اس کے مفاہین کچھ

عالمانہ انداز سے تحریر کیے گئے ہیں کہ جب تک پوری بحث کا مطالعہ نہیں کر لیا جاتا۔ بات مکمل سمجھ میں نہیں آتی تو آپ کا ارادہ تھا کہ ایک مختصر سی کتاب ہوئی چاہئے جسے ایک دو گھنٹہ میں مکمل پڑھا جاسکے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شخصیت کے بارے میں جو شکوک و شبہات پائے جاتے ہیں ان کا رد قرآن و حدیث اور ائمہ اہل بیت کے اقوال کی روشنی میں مختصر وقت میں ذہن نشین ہو جائے اور اس کے ساتھ آپ کی شان اور مقام معلوم ہو جائے۔

دوسری بات یہ کہ شیخ طریقت نے جو یہ فرمایا کہ میں نے بہت سے حسین و جمیل دیکھے لیکن حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جیسا حسن و جمال والا کبھی نظر نہیں آیا اس ارشاد میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ قبلہ شیخ طریقت کی محبت و عقیدت کا ایک سمندر موج زن ہے اور آپ یہ بھی چاہتے ہیں کہ کوئی سنی مسلمان اس محبت و عقیدت سے خالی نہ رہے۔ بلکہ ہر فرقہ کے لوگ ان سے پیار کریں اور آپ کے خلاف کوئی بھی زبان سب و شتم دراز نہ کرے۔ آپ نے اس اپنی چاہت و محبت کی تکمیل کے لیے مجھے مستقل لیکن مختصر سا رسالہ لکھنے کا حکم دیا۔ حضور قبلہ عالم خود اس گھرانے کے چشم و چراغ ہیں جو آل سادات کہلاتا ہے لیکن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بہت سے سادات سے تعلق رکھنے والے خواہ مولوی بھی کہلاتے ہوں یا نہ وہ اس روحانی تعلق سے محروم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قبلہ حضور عالم نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ روحانی تعلق اور عقیدت و محبت کا بھرپور انداز میں مظاہرہ بھی فرمایا۔ تحریری طور پر بھی اور تقریری طور پر اس کی بھرپور تبلیغ فرمائی حتیٰ کہ قبلہ شیخ طریقت نے یہاں تک وصیت فرمادی ہے کہ کوئی شخص خواہ وہ میرے خاندان سے ہو یا مریدین و متعلقین میں سے ہو۔ اگر اس کے دل میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارہ میں ذرہ



برابر بھی میل اور بدعتیہ کی ہوئی تو اس کا اور میرا روحانی تعلق ختم ہے۔ اگر ایسا کہنے والا اور عقیدہ رکھنے والا امیر سے فائدہ ان کا فرد ہے تو وہ میری سجادگی کا ہرگز ہرگز اہل نہیں ہو سکتا۔ اس وصیت نامہ کو میں نے اپنی اکثر تصانیف میں تحریر کیا ہے۔ یہاں تک فرمایا کہ اگر کوئی میری اولاد میں سے سجادہ نشین ہو بھی گیا اور پھر اس کی زبان سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں نازیبا کلمات سننے میں آئے تو موجود علماء کرام اور متوسلین خانقاہ کا یہ فرض ہو گا کہ ایسے سجادہ نشین کو جہاں کسی صحیح العقیدہ کو سجادگی سپرد کی جائے۔ قابل غور یہ بات بھی ہے کہ پاکستان میں ایک مذہبی تنظیم ”سپاہ صحابہ“ بڑی شد و مد کے ساتھ مسلک شیعہ کی مخالفت کا دم بھرتی ہے اور حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر اٹھائے جانے والے اعتراضات کا جواب دینے والی تنظیم کے نام سے پہچانی جاتی ہے۔ تقریری اور تحریری طور پر وہ کام نہ کر سکی۔ جو قبلہ عالم نے نام و نمود اور شور و غوغا کیے بغیر افضیوں کے خلاف ایسا تحریری و تقریری جہاد کیا جس کی مثال نہیں ملتی۔ اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ تادیر ہم خادین و غلاموں پر قائم رکھے اور آپ کے فیوض و برکات سے ہمیں نوازتا رہے۔ آمین

تمت بالخیر

محمد علی عفا اللہ عنہ ناظم اعلیٰ جامعہ رسولیہ شیرازیہ بلال منج لاہور

خادم آستانہ عالیہ حضرت کیلیا نوالہ شریف خلیع کو جرانوالہ

”یہ رسالہ 22 ستمبر 1993ء سے شروع ہو کر بروز جمعہ المبارک

16 اکتوبر 1993ء بروز بدھ مطابق 14 جمادی الثانی 1414ھ قبل از

نماز صبح 5 بج کر چالیس منٹ پر یہ رسالہ اپنے اختتام کو پہنچا۔“

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمین والعاقبة للمتقین والصلوة

والسلام علی رسولہ الکریم اما بعد!

## وصیت نامہ

قدوة السالکین، عمدة الواصلین، حجة الکاملین قبلہ عالم حضور الحاج حضرت پیر محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری نقشبندی مجددی سجادہ نشین آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ حضرت کیلیا نوالہ شریف وارث فیضان سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ نے آج مورخہ 6 اگست 1993ء کو بعد نماز جمعہ شریف خصوصی خدام کی موجودگی میں اپنا یہ وصیت نامہ لکھوایا ہے۔ اس وقت موجود معتقدین میں حاجی محمد رفیق صاحب آف شیخ کسان، حاجی مشتاق احمد صاحب سرگودھا، محمد اشرف چوہان صاحب گجرات، حاجی علی نواز صاحب آف کوٹ خضری، جناب صوفی محمد صادق صاحب ہریکوٹی، میاں غلام غوث صاحب دریادہ، مولوی محمد زمان صاحب اور راقم الحروف محمد رفیق کیلانی بھی شامل ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس وصیت نامے پر نو جید علمائے کرام مشیر و مجاہد کے طور پر بلوا کر محتاط کراؤں گا۔ جن میں استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد نواز صاحب (احال مقیم کو جرانوالہ) مفتی آستانہ عالیہ شیخ الحدیث جناب علامہ حافظ محمد سعید صاحب نقشبندی مجددی آف علی پور چٹھہ، شیخ الحدیث مولانا محمد شریف صاحب آف حافظ آباد، مولانا صاحبزادہ سید محمد مظہر قیوم شاہ صاحب آف بکھی، جناب مولانا ظہور احمد صاحب فاضل بریلی شریف آف سیہرے، مولانا حافظ محمد حنیف صاحب آف دنگہ، مولانا عبدالجلیل صاحب آف مانگٹ، مصنف کتب کثیرہ جناب مولانا حاجی محمد علی صاحب شیخ الحدیث جامعہ رسولیہ

شیرازیہ بلال صحیح لاہور اور مولانا مفتی محمد حسین صاحب مدنی آف گوہرانوالہ شامل ہوں گے۔ آپ نے خود ہی اشام پر یہ وصیت نامہ تحریر کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ ملفظ وصیت نامہ درج ذیل ہے:

① ”من کہ سید محمد باقر علی شاہ بخاری ابن اعلیٰ حضرت سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری قدس سرہ العزیز محض اس لیے یہ وصیت نامہ لکھوا رہا ہوں تاکہ مستقبل قریب اور بعید میں آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ حضرت کیلیانوالہ شریف کے جملہ امور تولیت، انتظام، سلسلہ طریقت، نیز دربار شریف کے خزانہ، عرس گاہ کی زمین، لنگر خانہ، بیٹھک شریف، مسجد اعلیٰ حضرت اور مسجد شریف سے ملحقہ تمام جہوں کا انتظام مکمل طور پر اس وصیت میں واضح کر جاؤں تاکہ اگلی نسلیں اس وصیت پر عمل کر کے آستانہ عالیہ کے تقدس کو قائم رکھیں اور کبھی انتشار کی نوبت ہی نہ آئے۔

② ”میں وصیت کرتا ہوں کہ میرے خلیفہ، جانشین اور سجادہ نشین صرف میرے تحت جگر، نور نظر صاحبزادہ السید عظیم علی شاہ صاحب بخاری ہیں۔ ان کی خلافت اور سجادہ نشینی کی وصیت میں نے اس بنا پر صرف نہیں کی کہ وہ میرے صاحبزادے ہیں بلکہ یہ ان کی باطنی استعداد و صلاحیت کی وجہ سے کی ہے اور ان کی اس استعداد روحانی کی تصدیق میرے آقا و مولا، میرے قبلہ و کعبہ حضور پر نور والد ماجد ﷺ نے ان کی پیدائش سے قبل ہی فرمادی تھی۔ انہوں نے ان کی والدہ کو ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں جو نعمت عطا فرمائے والا ہے وہ بڑی عظیم نعمت ہوگی جب ان کی پیدائش ہوگئی تو ان کی والدہ کو مزید تاکید فرمائی کہ اس بچے کو عام بچوں جیسا نہ سمجھنا اور کوشش کرنا کہ سوتے وقت اس کی طرف تمہاری پشت نہ ہو۔ چنانچہ ان کی والدہ بیاتی

ہیں کہ اگر کسی وقت ایام رضاعت میں سہواً بھی میری ان کی طرف پشت ہو جاتی تو مجھ پر خوف و ہیبت طاری ہو جاتی مجھے فوراً قبلہ عالم کا فرمان یاد آ جاتا اور میں ان کی طرف منہ کر لیتی۔ علاوہ ازیں حضور قبلہ والدی ماجد ﷺ نے جب مجھے دولت روحانیت سے نوازا تو فرمایا تھا کہ اگر تودین کا بیٹا بنا تو ٹھیک ہے اور اگر دنیا کا بیٹا بنا تو پھر ایسے بیٹوں کی مجھے ضرورت نہیں۔ حضور والد محترم ﷺ کا یہ جملہ واضح کر رہا ہے کہ آپ نے جو کچھ قبل ازیں صاحبزادہ السید عظیم علی شاہ صاحب کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا وہ دراصل میرے لیے ان کا حکم ہے کہ تمہارا جانشین اس کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اس کے علاوہ ان کے متعلق سینکڑوں اور بھی امور ہیں جو میرے مشاہدہ میں آئے۔ لہذا ان کے کامل و اکمل ہونے کی وجہ سے میں نے انہیں اپنا جانشین مقرر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی روحانی اور جسمانی زندگی سے اپنی مخلوقات کو مستفیض و مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

③ میں وصیت کرتا ہوں کہ قطعہ اراضی تقریباً چھ کنال جہاں عرس شریف ہوتا ہے اور جس کے مغرب میں قبرستان، جنوب اور شمال اور مشرق میں کھیت واقع ہیں۔ یہ زمین میں نے علم دین کی تدریس اور عرس گاہ کے لیے عزیز سید عظیم علی شاہ صاحب بخاری کو ہبہ کر دی ہے میں وصیت کرتا ہوں کہ سید عظیم علی شاہ صاحب بخاری، ان کے بعد ان کے بیٹے سید محمد حسین علی بخاری اور ان کے بعد نسل در نسل مقرر ہونے والے سجادہ نشین حضرات کے ہی زیر انتظام و زیر تصرف یہ جگہ اور اس پر تعمیر ہونے والا درس رہے گا۔ فائدہ ان کے کسی فرد کو اس جگہ یا اس پر تعمیر ہونے والے کمروں یا صحن کو استعمال کرنے



کی اجازت کبھی نہ ہوگی۔ صرف اہل خاندان وقت کے سجادہ نشین کی اجازت سے شادی کے موقع پر صرف تین دن کے لیے اس جگہ کو استعمال کر سکیں گے۔ یہ جگہ محض اس لیے دربار شریف کے نام نہیں لگوائی گئی کہ کسی وقت محکمہ اوقاف میں دوبارہ شریف چلے جانے کی صورت میں سجادہ نشین صاحب کے پاس علم دین کی تدریس اور عرس شریف کرانے کے لیے مخصوص جگہ نہیں رہے گی۔ سالانہ عرس شریف کے موقع پر تین دن پہلے اور تین دن بعد تک شادی کے لیے بھی اس جگہ کو استعمال کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔

حضرت اعلیٰ میرے حضور مجدد و عصر، حضور پر نور پیر کیمانی حضرت سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری رحمہ اللہ کے دربار شریف کا خزانہ۔ آپ کی مسجد شریف، مسجد شریف کے تمام حجرے، لنگر خانہ اور ٹیٹھک شریف صرف اور صرف سجادہ نشین صاحب کے زیر انتظام و زیر تصرف رہیں گے۔ خاندان کے کسی فرد کو ان چیزوں میں بغیر سجادہ نشین کے حکم کے کسی قسم کے تصرف کی اجازت نہ ہوگی۔ امام و خطیب مسجد صرف سجادہ نشین مقرر کرے گا جو صحیح العقیدہ اہل سنت و جماعت سے ہوں گے کسی زمانے میں کسی خطیب کو مسجد میں سیاسی تقریر کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ مسجد صرف اور صرف دین کے لیے استعمال ہوگی۔

میں وصیت کرتا ہوں کہ صرف اور صرف عقائد اہل سنت و جماعت ہی سچے ہیں۔ جنہیں امام ربانی حضرت مجدد و الف ثانی قدس سرہ العزیز نے اپنے مکتوبات شریف میں اور امام اہل سنت مولانا الشاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ نے اپنی تصنیفات میں تحریر فرمایا ہے، میرے عقائد کی تفصیل اسی آستانہ عالیہ کے خادم خاص مولانا محمد علی صاحب، مہتمم جامعہ رسولیہ شیرازیہ بلال گنج لاہور کی

تصنیف "میزان المکتب" میں موجود ہے۔ مولانا موصوف نے میرے ہی حکم اور اجازت سے رد شیعیت میں سترہ عدد تصانیف فرمائیں میں نے ان کا حرف بحرف مطالعہ کیا۔ لہذا آستانہ عالیہ کے جملہ اراکین و اہل سنت کے لیے ان عقائد کا پابند ہونا بہت ضروری ہے۔

میں وصیت کرتا ہوں کہ خدا خواستہ صدیوں بعد بھی کسی زمانے میں اگر کوئی سجادہ نشین عقائد اہل سنت و جماعت سے منکر ہو کر بد مذہب ہو جائے یا غیر شرعی حرکات شروع کر دے یا خلاف آداب سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ حرکات از قسم ڈھول دھماکا یا ساز سے گانا وغیرہ جیسے کام دربار شریف پر شروع کرے تو اس زمانے میں موجود اس سلسلہ عالیہ کے شیخ الحدیث حضرات اور علمائے کرام کو اختیار ہوگا کہ اسے سمجھائیں اگر مناسب سمجھیں تو آستانہ عالیہ مکان شریف اور آستانہ عالیہ شریفور شریف سے صلاح مشورہ کر لیں۔ اگر وہ نہ سمجھے تو اسے ہٹا دیں۔ اس سلسلے میں اسے کسی عدالت سے رجوع کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔ پھر اس کے بیٹے کی طرف رجوع کریں اور اگر اسے عقائد اہل سنت و جماعت پر پابند اور عمل پیرا سمجھیں تو اسے مسند پر بٹھادیں۔ خدا خواستہ اگر وہ بھی بد مذہب ہو تو خدام اس سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں سے جسے اہل سمجھیں اسے مسند پر بٹھادیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور آل پاک و اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی کی بھی گستاخی، بے ادبی اور مخالفت کرنے والے کی نسبت نقشبندیہ مجددیہ فوراً سلب ہو جائے گی اور اس کا ہمارے سلسلہ عالیہ سے کوئی تعلق نہ رہے گا۔ میرا مشاہدہ ہے کہ جو اہل بیت پاک و آل پاک رضوان اللہ علیہم اجمعین پر اعتراض کرتا ہے وہ خارجی ہو کر

مرتا ہے اور جو ازواجِ مطہرات امہات المؤمنین و تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بالخصوص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض یا بے ادبی کرتا ہے وہ ہمیشہ رافضی ہو کر مرتا ہے اللہ تعالیٰ ان ہستیوں کی بے ادبی کرنے سے محفوظ فرمائے۔

## آخری وصیت

میں وصیت کرتا ہوں کہ میرے دنیا سے وصال کر جانے کے بعد کوئی بھی قریب و بعید کارہنے والا میرا الگ عرس نہ منائے۔ بلکہ میرے آقا و مولا حضور پر نور میرے قبلہ و کعبہ حضور والد ماجد ﷺ کے سالانہ عرس شریف کے موقع پر دعا میں آپ کے اسم مبارک کے ساتھ ہی میرا نام بھی درج کر لیا کریں کیونکہ میں ایصالِ ثواب کا قائل ہوں اور میرے پاس طریقت اور اعمالِ صالحہ کی جو بھی دولت ہے یہ سب آپ کی ہی عطا کردہ ہے۔ لہذا میں یہی چاہتا ہوں کہ میری ہر بات انہی سے منسوب ہو میری کوئی نئی بات نہ ہو۔

میں تجھ میں سما جاؤں کہ میں، میں نہ رہوں

اور تو مجھ میں سما جائے کہ تو تو ہی رہے

سپردم بتو مایہ خویش را

تو دانی حساب کم و بیش را

والسلام

دعا گو سپہ سالارِ عیسا  
حضرت کبیرؑ و امیر شریفؑ



